

لاجواب مقالہ

(جوابی حلف نامہ) در جواب (سہ حلفی سوالنامہ)





تاج المبلغین، مولینا تاج الدین صاحب حیدری

موسس دار التبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ چھاؤنی (پنجاب)

Presented by: https://jafrilibrary.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکایت پہ حاوی حوالہ ہوا — مکمل ہمارا مقالہ ہوا
مرتب انوکھا رسالہ ہوا — غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا
(سیّد نذیر کاظمی)

لاجواب مقالہ
(جوابی حلف نامہ)

..........................درجواب..........................

(سہ حلفی سوالنامہ)

یعنی

(کراچی میں علمائے اسلام کا تحریری مباحثہ)

مؤلف و محلّف:

تاج المبلّغین ۔ مولینا تاج الدین صاحب حیدری
مؤسس دارالتبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ چھاؤنی (پنجاب)

ترتیب و پیشکش:

سیدنذیر حسین شاہ کاظمی ۔ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کراچی
(منشی فاضل ۔ ایم اے ۔ ایل ایل بی)

دفتر اندرون بارہ امام کمپاؤنڈ ۔ نشتر روڈ کراچی — ہدیہ: 360

مباحثہ 2 مئی 1983ء



بی بی عالیہ جنابِ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے وکیل فضیلت مآب جناب تاج المبلّغین مولینا تاج الدین صاحب حیدری مدّ ظلہ العالی جنھوں نے معترضین کے دندان شکن جوابات بصورت جوابی حلف نامہ مرتّب فرمائے۔ جو اِسی گلدستہ میں ہدیہ قارئین ہیں۔



وکیل اہلِ بیتؑ خادم ملّتِ جعفریہ
سیّد نذیر حسین شاہ کاظمی
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کراچی)

Presented by: https://jafrilibrary.org



دائیں سے بائیں۔

(۱) جناب سید علی رہبر رضوی ایڈووکیٹ ممبر پینل وکلاء

(۲) جانب مولوی غلام حسین صاحب معاون مولانا تاج الدین صاحب حیدری

(۳) جناب سید اختیار حسین رضوی ایڈووکیٹ ممبر پینل وکلاء

(۴) جناب مولینا تاج الدّین صاحب الحیدری

(۵) جناب سید نذیر حسین شاہ کاظمی ایڈووکیٹ سربراہ پینل وکلاء

(۶) جناب احمد علی صاحب ایڈووکیٹ ممبر پینل وکلاء۔

(۷) جناب محمد حسین صاحب جعفری ایڈووکیٹ اوتھ کمشنر

فہرست مضامین

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

ماہ جنوری ۱۹۸۳ء سے عروس البلاد کراچی فرقہ وارانہ کشیدگی اور منافرت کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ۱۳ جون ۱۹۸۳ء کی اخباری خبر ہے کہ اسیران و سزایافتگان فسادات کراچی کو رہائی ملی ہے۔ دمِ تحریر حالات کافی بہتر ہیں۔ ماحول اب بھی خوفزدہ ہے، کل کیا ہوگا وقت بتائے گا۔ عمالِ حکومت عمائدین و زعمائے شہر فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنے میں کوشاں ہیں۔ اب تک لیاقت آباد جسے کراچی کو شورش گڑھ کہنا چاہیے، مسلمانوں کے لیے نشانِ حسرت بنا ہوا ہے۔ یہاں کیا ہوا؟ اہلِ کراچی و دیگر ہم وطنوں پر ظاہر ہے۔ قریباً ایک درجن شیعہ مساجد اور امام بارگاہیں ہدف تاخت و تاراج و نذرِ آتش ہوئیں۔ بقیاب اغلب دو سو سے زائد شیعہ گھروں کو لوٹ لیا گیا بلکہ لوٹ مار کے بعد نذرِ آتش کر دیا گیا جس کی بنا پر شیعہ متاثرین علاقہ سے ترکِ سکونت کر کے چلے گئے۔

یہ متروکہ املاک اور عبادت گاہیں اب بھی حساس ذہنوں اور صلح جو صاحبانِ دل و ضمیر کے لیے لمحۂ فکریہ ہیں۔ کراچی شہر کے متاثرہ علاقہ جات میں متعدد بار کرفیو نافذ ہوا۔ پولیس اور فوج محوِ گشت رہی۔ حالات پر قابو پانے کی کوشش کی گئی۔ انتظامیہ کس حد تک اپنے فرائضِ منصبی سے عہدہ براہ ہوئی؟ یہ موضوع یہاں زیرِ بحث لانا مقصود نہیں ہے۔ ان امور کی تفتیش کے لیے کراچی میں ایک تحقیقاتی ٹریبونل کی تشکیل ہوئی جس کے سربراہ مسٹر جسٹس ناصر اسلم زاہد فاضل مقرر ہوئے۔ اس ٹریبونل کی کارروائی کو بھی زیرِ بحث لانا مطلوب نہیں ہے کیونکہ ان عدالتی امور کے بارے میں کوئی رائے کسی غلط تاویل یا ممکنہ غلط فہمی کا موجب ہو سکتی ہے۔ اگر ابلاغِ عامہ کے ذرائع نے مجاز اتھارٹی کے حکم سے تحقیقاتی ٹریبونل کی کارگزاری اور رپورٹ سے پردہ اُٹھایا تو تفصیلی نتائج سامنے آئیں گے۔ فاضل جج صاحب موصوف کی رپورٹ بعد اشاعت بحکم مجاز اتھارٹی ہی داستان زبان زدِ خلائق ہو سکتی ہے جس سے افادہ و عبرت متوقع ہے۔

اس دیباچہ کی تالیف کا مقصد فروغِ اتحاد بین المسلمین ہے نہ کسی کی دل آزاری پیشِ نظر ہے، نہ کسی فرقہ اسلامیہ کی کم مائیگی یا بالاتریٔ نفسِ مضمون ہے۔ پاکستان میں فرقہ وارانہ یکجہتی بدرجۂ اتم موجود ہے اور اہلِ خرد نظرِ عمیق رکھتے ہیں البتہ۔ کچھ عناصر ماضی قریب سے سامنے آئے ہیں جن کا کردار مشکوک اور ارادے مذموم نظر آتے ہیں۔ ہر مخلص، امن پسند اور بہی خواہِ مملکت یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ آخر اس ہنگامہ آرائی کا کیا جواز ہے، فرقہ وارانہ کشیدگی

سے بالآخر کیا حاصل ہوگا؟ یہ امر مسلمہ ہے کہ جب ملک ہنگامہ آرائی، داخلی انتشار اور تخریب کاری کا شکار رہتا ہے تو اندرون ملک عدم استحکام اور بیرون ملک ملی ساکھ کا فقدان رہتا ہے۔ ہر نمک خوار پاکستانی شہری کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ ان تخریب کاروں اور ملک دشمن عناصر کی نشاندہی کرے اور انتظامیہ کا فرضِ اولین ہے کہ وہ سماج دشمن، ملک دشمن اور اسلام دشمن شر پسندوں کا قلع قمع کرے۔

دہلی اور نیو دہلی کی طرز پر کراچی میں نیو کراچی آباد ہے۔ یہ آبادی ایک کثیر النفوس شہر ہے جو کراچی کے مضافات میں واقع ہے۔ نیو کراچی میں سیکٹر ۱۱۔ جی ایک داخلی حصہ ہے۔ یہاں اہل تشیع کی مختصر آبادی ہے۔ جنھوں نے ۱۹۵۶ء سے اپنی اپنی ضروریات کے لیے ایک قطعہ پلاٹ پر مسجد تعمیر کر لی تھی۔ اس کا نام مسجد سکینہؑ رکھا گیا۔ ایک امام بارگاہ بھی قائم ہوا جس کا نام امام بارگاہ شاہ کاظمینؑ رکھا گیا۔ شیعہ آبادی اپنے دینی امور میں ان دو عبادت گاہوں سے استفادہ کر رہی تھی۔ اس علاقہ میں گودھرا مسلم شیخ برادری بھی آباد ہے۔ یہ حضرات اہل السنت والجماعت مسلک رکھتے ہیں۔ ہر دو مکاتب فکر کے مسلمان، بھائی چارہ کی فضا میں رہائش پذیر تھے۔ برصغیر میں شیعہ سنی صدیوں سے آباد ہیں۔ سنی اکثریت کی آبادیوں میں شیعہ رہتے آئے ہیں اور شیعہ اکثریت کی آبادیوں میں سنی آباد ہیں۔ معمولی کشیدگی ہر معاشرہ، ہر قریہ بلکہ ہر گھر میں موجود ہوتی ہے۔ شیعہ سنی مسالک کے لوگ آپس میں رشتہ داریوں سے تار و پود ہوئے ہوئے ہیں بلکہ ایک گھر میں خاوند شیعہ ہے تو بیوی

سنی بیٹا سنی ہے تو بیٹی شیعہ۔ ددیال شیعہ ہیں تو ننھیال سنی۔ کسی فرقہ کی فقہ شرع ان رشتہ داریوں اور جداگانہ کیش و مسلک کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے۔ پھر یہ فتنہ کہاں سے اُٹھا ہے جو ملک و ملت کی بنیادیں ہلا رہا ہے۔ اس فتنہ پرور کی نشاندہی ہو چکی ہے۔ یہ نہ شیعہ ہے نہ سنی۔ یہ فتنہ پرور اسلام کے مشترک و مقدس نام پر تخریب کاری کرتا نظر آتا ہے۔ اس فتنہ پرور کے عزائم کیا ہیں۔ اس فتنہ پرور سے شیعہ بیزار اور سنی نالاں ہیں۔ اس فتنہ پرور تخریب کاری کی بابت حکومت وقت فکر کرے تاکہ نظام اسلام کے نفاذ کی سرگرم کوششیں سبوتاژ نہ ہوں۔ اندرون ملک استحکام رہے، بیرون ملک ساکھ بڑھے، شیعہ سنی کا اور سنی شیعہ کا لحاظ کرے۔ پڑوسی، پڑوسی کا حق ادا کرے اور اس کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ سادہ لوح مسلمان کسی مفاد پرست کی نصائح قبیحہ کا شکار نہ ہوں۔

نیو کراچی سیکٹر ۱۱۔ جی کی مسجد سکینہؑ کی معمولی مرمت جاری تھی کہ کچھ مقامی لوگ مزاحم ہوئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ مسجد سکینہؑ نذر آتش کر دی گئی اور امام بارگاہ شاہ کاظمینؑ کو منہدم کر دیا گیا۔ مقامی شیعہ تنظیم انجمن فدایان پنجتن کی فریاد در خور اعتنا و سماعت نہ سمجھی گئی۔ چنانچہ یہ معاملہ ایک بالغ النظر تنظیم "ہیئت آئمہ مساجد امامیہ" کے سپرد ہوا۔ یہ معزز تنظیم شیعہ علمائے محراب پر مشتمل ہے۔ اس تنظیم نے ایک فریادی احتجاج منعقد کرنے کے لیے نشتر پارک جو ایک عموی پارک ہے اس نوع کے اجتماعات کے لیے مختص ہے، میں جمع ہو کر نماز وحدت ادا کرنے کا اعلان کیا۔ مقامی انتظامیہ نے اپنی صوابدید پر پارک کو مقفل کر دیا

اور اطراف میں پولیس فورس تعینات کر دی۔ چنانچہ نشتر پارک میں انعقادِ نماز وحدت نہ ہوسکا۔ اب شیعہ مجمع امام بارگاہ حضرت علی رضاؑ جو قریب ہی بر لب محمد علی جناح روڈ واقع ہے کی جانب آ گیا اور نمازِ وحدت ادا کی گئی۔ حکومت سندھ نے ہیئت آئمہ کے مطالبات مجج جان کر من و عن منظور کر لیے۔ اس طرح یہ احتجاجی جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ منظور شدہ مطالبات پر کیا گزری، اس کی تفصیل تو نہیں اجمالی تذکرہ انہی اوراق میں کیا جائے گا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اہلِ تشیع نے احتجاجی نشست میں نہ تو کوئی توڑ پھوڑ کی نہ فرقہ وارانہ مسئلہ پیدا کیا۔ صرف اتنا کہا کہ احتجاج انتظامیہ کی نااہلی کے بارے میں ہے جس کے باعث شیعہ عبادت گاہیں محفوظ نہیں ہیں اور اس ضمن میں حکومت کو یاد دلانا چاہا کہ جنوری ۱۹۸۲ء کے واقعہ محفل شاہِ خراساں کے بعد حکومت نے اہلِ تشیع کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی تھی۔ واضح رہے کہ واقعہ محفل شاہِ خراساں میں شیعہ مسجد، عزاخانہ اور شبیہہ جنت البقیع کو نقصان پہنچایا گیا تھا اور مسجد میں موجود قرآن مجید کے نسخے بھی نذرِ آتش ہو گئے تھے۔ اس طرح یہ مسئلہ جو نیو کراچی سے متعلق تھا اور ایک مقامی معاملہ تھا خوش اسلوبی سے حل ہو گیا۔ مسجد سکینہؑ کا پلاٹ مقامی شیعہ انجمن کو الاٹ کر دیا گیا اور امام بارگاہ کے لیے متبادل پلاٹ دیدیا گیا جس پر شیعہ آبادی نے چار دیواری کھڑی کر دی جو بعد میں منہدم کر دی گئی۔

اب سوادِ اعظم اہلسنت کے بارے میں سنیے۔ دیوبندی مسلک کے حضرات خود کو سوادِ اعظم اہل سنت کہتے ہیں۔ بریلوی مسلک کے سنی حضرات

بھی سوادِ اعظم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان دو مسالک کے درمیان بھی عقیدے کے اختلافات موجود ہیں لیکن ان کی تفصیل دینا مطلوب نہیں ہے۔ بعض غیر شیعہ مذہبی تنظیمیں حکومت کے منصفانہ فیصلے سے بلاوجہ ناراض ہو گئیں اور اہلِ تشیع کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔ انھوں نے کئی ہنگامی جلسے اور کانفرنسیں منعقد کیں۔ شیعوں کے منظور شدہ مطالبات کو منسوخ کرنے کے لیے حکومت پر زور دیا اور اپنے دس مطالبات پیش کر دیے اور بہتر گھنٹے کا نوٹس حکومت کو دیدیا۔ اب حکومت کے لیے صورتِ حال معمہ بن گئی۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ چنانچہ مسجد سکینہؑ کا الاٹمنٹ منسوخ کر دیا گیا بلکہ حسبِ اطلاع بعد میں گودھرا مسلم شیخ جماعت کے حوالے کر دیا گیا۔ اہلِ تشیع کے منظور شدہ مطالبات منسوخ ہو جانے کے بعد سوادِ اعظم کی تحریک زیادہ مؤثر اور جاندار ہو گئی۔ جلسے جلوسوں، کانفرنسوں، اجتماعات، تقاریر کا سلسلہ اور انعقاد زور پکڑ گیا۔ اخباری خبروں اور پوسٹروں نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اس غیظ و غضب کا شکار شیعہ عبادت گاہیں ہو گئیں۔ اہلِ تشیع کی ذاتی املاک کو نذرِ آتش کیا جانے لگا اور شیعوں کے گھروں میں لوٹ مار اور توہین کا بازار گرم ہو گیا۔ کچھ شیعہ افراد بے تقصیر موت کے گھاٹ اتار دیے گئے جن کا تعلق مسجد خیر العمل انچولی کے سانحہ سے ہے۔ انچولی کے سانحہ کے ان شیعہ مرحومین کے ایصالِ ثواب کی مجلس مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں ۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء کو ہونا قرار پائی۔ اس مجلس کا انتظام حسبِ اطلاع تنظیم ہیئت آئمہ مساجد امامیہ نے کیا تھا۔ آغازِ مجلس دو بجے دن قرار پایا لیکن یہ مجلس فضائل و مصائب و ایصالِ ثواب برپا

نہ ہو سکی۔ کیونکہ غیر شیعہ عناصر نے مرکزی امام بارگاہ کا محاصرہ کرلیا اور حملہ کرنے کی بار بار سعی کی۔ اس طرح صورت حال کشیدہ ہوگئی۔ حاضرین مجلس کو رات بھر اس مرکزی امام بارگاہ میں محصور رہنا پڑا۔ پولیس نے متعدد افراد کو حراست میں لے لیا۔ اسیران سانحہ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کو ۱۳ جون ۱۹۸۳ء کو رہا کردیا گیا، یہ اخباری اطلاع ہے، درست تسلیم کرلینی چاہیے کیونکہ یہ حکومت سندھ کا پریس نوٹ ہے۔ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد پر جو ہنگامہ آرائی کی گئی اس کے بارے میں حکومت سندھ نے تحقیقاتی ٹریبونل زیر صدارت جناب مسٹر جسٹس ناصر اسلم زاہد صاحب مقرر کردیا تھا جس میں طویل کارروائی ہوئی جو تقریباً دو ماہ پر محیط تھی۔ اس فاضل ٹریبونل نے اپنی رپورٹ حکومتِ سندھ کو بھیج دی ہے جس کے مندرجات سے ہم بے خبر ہیں۔

مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کراچی کے سانحہ کی بابت جو تحقیقاتی ٹریبونل مقرر ہوا اس میں مقامی انتظامیہ کے اعلیٰ افسران نے اپنے بیانات قلمبند کرائے تھے اور شیعہ سنی تنظیموں کی جانب سے بھی گواہان پیش عدالت ہوئے۔ دوران شہادت شیعہ گواہوں پر فقہی شرعی اور مذہبی نوعیت کے سوالات کیے جانے لگے جس پر فاضل جج موصوف نے بمسرت چاہا کہ مذہبی نوعیت کے سوالات کے جواب علمائے فریقین دیں۔ چنانچہ راقم الحروف نے امامیہ کونسل پاکستان کی جانب سے چار علمائے شیعہ کے نام پیش کیے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ جناب مولینا تاج الدین الحیدری صدر دار التبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ

کینٹ

۲۔ جناب مولینا آغا سید ضمیر الحسن صاحب نجفی آف احمد پور سیال ضلع جھنگ

۳۔ جناب مولینا عبدالکریم مشتاق صاحب مقیم ناظم آباد کراچی

۴۔ جناب مولینا محمد اسحٰق نجفی مقیم محمود آباد کراچی۔

ان علمائے کرام میں سے صرف مولینا تاج الدین حیدری صاحب کو اس کارِ خاص کے لیے بلایا گیا۔ موصوف ۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء کو معہ معاونین وگراں قدر لائبریری کراچی پہنچ گئے۔ اگلے روز فاضل ٹریبونل کو آگاہ کیا گیا کہ شیعہ عالم بنفسِ نفیس موجود کراچی ہیں۔ فریق مخالف (سوادِ اعظم اہل سنت) کے فاضل وکیل (خواجہ شرف الاسلام صاحب) نے فاضل ٹریبونل کو مطلع فرمایا کہ ان کے عالم دین بھی ملتان سے آچکے ہیں۔ لیکن ملتان سے آنے والے سنی عالم دین کا کوئی تحریری حلف نامہ یا جوابی حلف نامہ ٹریبونل کے ریکارڈ پر نہیں آیا اور نہ ہی ان کا نام کسی فریق کے علم میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جج صاحب موصوف نے حکم دیا کہ استفسارات و اعتراضات فریقین جو فقہ شرع سے متعلق ہوں حلف نامہ جات کی صورت میں علمائے دین فرداً فرداً داخل ٹریبونل کریں تاکہ ان کے جوابات تحریری طور پر مخالف فریقین کے علماء دے سکیں۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ چنانچہ فریقین نے اپنے علمائے دین کے حلف نامہ جات بذریعہ وکلاء داخل ٹریبونل کیے۔ ایک مختصر حلف نامہ (اعتراضات سے مبرا) مولینا تاج الدین حیدری نے مورخہ ۲۷ اپریل

۱۹۸۳ء کو داخل ٹریبونل کیا جو اس مرقعہ میں شامل کیا گیا ہے تا کہ حوالہ کے لیے زیرِ نظر رہے۔ غیر شیعہ تنظیموں نے بھی اپنے اپنے علماء کے حلف نامہ جات داخل کیے۔ کارروائی میں شریک فریقین میں نقول کا تبادلہ ہوا۔ سنی تنظیموں کے معترضین علماء کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ مولینا مفتی عبدالسبحان القادری صدر تحریک نظامِ مصطفیٰ کراچی

۲۔ مولینا محمد وسایا الخطیب صاحب نائب صدر جماعت اہلسنت کراچی

۳۔ مولینا محمد اسفندیار صاحب ناظم اعلیٰ سوادِ اعظم اہلسنت پاکستان جامعہ دارالخیر کراچی

مولینا تاج الدین حیدری نے میری معیت میں ہر سہ علمائے مذکورہ کے حلف نامہ جات کا بغور مطالعہ فرمایا اور اعتراضات و استفسارات کا جائزہ لیا۔ معترضین علماء کے علیحدہ علیحدہ تحریری حلف نامہ جات سے لیے گئے اعتراضات شاملِ گلدستہ ہیں اور قارئین کے لیے فکر انگیز ہیں۔

مولانا تاج الدین حیدری صاحب سے رابطہ کی کوشش:

راقم الحروف کو جب یہ محسوس ہوا کہ شیعہ عالمِ دین کی اشد ضرورت ہے تو مولینا موصوف سے رابطہ کی کوشش کی گئی۔ ان کا فون نمبر میرے پاس نہ تھا۔ اور خط و کتابت سے تاخیر یقینی تھی، فوری رابطہ ضروری تھا۔ لہٰذا "مدرسہ محمدیہ" بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا میں مولینا ملازم حسین اصغر سے ٹیلیفون پر رابطہ ہوا۔ ان کی معرفت بلوا کر کرنل (ریٹائرڈ) سید شبیر حسین شاہ صاحب سے اس مرحلہ

کے بارے میں بات چیت ہوئی۔ مقصد یہ تھا کہ کرنل صاحب موصوف مولینا تاج الدین حیدری سے رابطہ قائم کریں اور کراچی بھجوائیں۔ کرنل سید شبیر حسین صاحب اور مولینا ملازم حسین اصغر صاحب نے مناسب تگ و دو کی۔ ممتاز حسین صاحب جعفری آف وزیر آباد کی وساطت سے مولینا تاج الدین حیدری کو دارالتبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ کینٹ میں پیغامات پہنچائے اور ٹیلیگرام وغیرہ بھجوائے۔ ان دنوں میں مولینا تاج الدین حیدری صاحب (حسب اطلاع ٹیلیفون) مجالس کے سلسلہ میں ڈیرہ غازی خان گئے ہوئے تھے۔ مجھے فون پر کرنل شبیر حسین صاحب نے بتایا کہ مولینا تاج الدین حیدری گوجرانوالہ واپس آنے والے ہیں کیونکہ ان کا بشمول وفد صدرِ مملکت جناب ضیاء الحق صاحب سے گوجرانوالہ میں ملنے کا پروگرام ہے۔ چنانچہ حسبِ پروگرام صدرِ مملکت گوجرانوالہ تشریف لائے۔ اس مخصوص تاریخ پر مولینا تاج الدین حیدری بھی واپس گوجرانوالہ پہنچ گئے۔ واضح رہے کہ مولینا تاج الدین حیدری اپنے حلقۂ انتخاب سے منتخب کونسلر بھی ہیں۔ اس ناطے سے اور معروف شیعہ عالم ہونے کے باعث صدرِ مملکت سے ان کا ملاقات کا پروگرام مرتب ہو چکا تھا۔ بنا بریں مولینا تاج الدین حیدری قائدِ ملت جعفریہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ کی سربراہی میں شامل وفد ہو کر صدرِ مملکت سے قومی مفادات بالخصوص کراچی کے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کے بارے میں مخصوص معروضات پیش کرنا چاہتے تھے۔

اس گلدستہ میں ایک خط شامل ہے۔ میرا یہ خط بقدرِ مضمون مختصر ہے

لیکن کیفیت ایک استغاثہ کی رکھتا ہے۔ میرا یہ خط مولینا تاج الدین حیدری کو مل چکا تھا۔ اس مختصر مکتوب کو پڑھنے جانچنے کے بعد مولینا تاج الدین حیدری پر یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ ان کا کراچی جانا ایک ایسا فریضہ ہے جس سے پہلو تہی کرنا ہر لحاظ سے نامناسب تھا۔ واضح رہے کہ میں نے اپنے خط میں بھی تاکیداً لفظ "فریضہ" تحریر کیا تھا تا کہ مولینا تاج الدین حیدری پر اہمیت واضح ہو، وہ اپنی مصروفیات ترک کردیں اور عازمِ کراچی ہوں۔

☆☆☆☆☆

کراچی

۸۳۔۳۔۱۶

قبلہ مولینا تاج الدین الحیدری صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم!

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے اور خداوند عالم و چہاردہ معصومین علیہم السلام آپ کو محفوظ و مامون رکھیں۔ اسی خط کے اندر ایک خط جس کا مکتوب الیہ کرنل سید شبیر حسین شاہ آف سرگودھا ہے بند ہے اور یہ ملفوف اضافی ہے۔ حالات فوٹو اسٹیٹ خط سے آپ کو پتہ چل جائیں گے۔ تاکیداً عرض ہے کہ آپ مع حوالہ جات تیار رہیں اور دوسرے ٹیلیفون پر آپ کو مطلع کیا جائے گا کہ کراچی میں آپ کو کس مخصوص تاریخ پر تشریف لانا ہے۔ یہ توی کام ہے۔ آپ مولینا مرحوم مبلغ اعظمؒ کی جگہ بی بی عالیہ سیدہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے وکیل ہیں۔ اس لیے یہ دینی فریضہ بلکہ واجب ہے۔ مطلق غفلت نہ کریں۔ کراچی میں آپ کی آمد آمد کا شور و غل ہے۔

عدالت کی پیشی کی تاریخ تاحال مقرر نہیں ہوئی۔ دوسرا ٹیلیفون کرنے پر آپ کو براہ راست یا بذریعہ کرنل صاحب موصوف تاریخ مقررہ سے آگاہی ہوگی۔ آپ اپنے ساتھ چاہیں تو ایک معاون لا سکتے ہیں۔ خرچہ ظاہر ہے ہمیں برداشت کرنا ہے۔ اطمینان سے آئیں اور یہ ٹالنے والی بات نہیں ہے۔ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لا چکے ہیں۔

منجانب احقر سید نذیر حسین شاہ کاظمی

ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

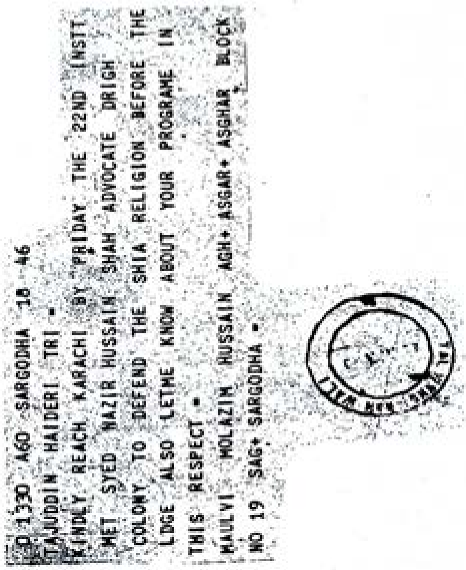
مکان نمبر ۱۳۲۹/۲۔ ریتہ پلاٹ ڈرگ کالونی کراچی نمبر ۲۵

خط کے مضمون سے موقعہ کی اہمیت ونزاکت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔اس خط کو سید نذیر حسین شاہ کاظمی ایڈووکیٹ (اپنے لطیف ومخصوص انداز میں) ایک فریادی استغاثہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

ٹیلیگرام

سید نذیر حسین شاہ کاظمی ایڈووکیٹ اور مولینا تاج الدین حیدری صاحب کے درمیان رابطہ کی کوشش میں ایک کڑی ہے۔


D 1330 AGD SARGODHA 18 46
TAJUDDIN HAIDERI TRI +
KINDLY REACH KARACHI BY FRIDAY THE 22ND INSTT
MET SYED NAZIR HUSSAIN SHAH ADVOCATE DRIGH
COLONY TO DEFEND THE SHIA RELIGION BEFORE THE
LDGE ALSO LETME KNOW ABOUT YOUR PROGRAME IN
THIS RESPECT +
MAULVI MOLAZIM HUSSAIN AGH+ ASGHAR+ ASGHAR BLOCK
NO 19 SAG+ SARGODHA +

میرا اضطراب اور مولینا تاج الدین حیدری کی آمد

(جمعہ ۲۳ اپریل ۱۹۸۲ء) جب راقم الحروف تحقیقاتی ٹریبونل میں شیعہ عالم کو پیش کرنے کا عہد کر چکا تو میرے دل و دماغ میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو چکی تھی۔ ایک آدھ دن قبل کرنل سید شبیر حسین شاہ صاحب نے مجھے فون پر بتایا تھا کہ مولینا موصوف گوجرانوالہ میں نہیں تھے اس ضمن میں کچھ وضاحت اوپر کر دی گئی ہے۔ اس اطلاع پر کہ تا حال کرنل صاحب کا رابطہ مولینا موصوف سے نہیں ہو سکا تھا۔ میں سخت مضطرب ہوا۔ یوم جمعہ کے باعث عدالتی تعطیل تھی۔ میں سنگین تذبذب کا شکار تھا۔ پورا دن فکر مند رہا کہ کل ٹریبونل میں کس عالم دین کے موجود ہونے کی اطلاع دوں گا۔ رات ہو چکی تھی۔ میں متفکر و مضطرب اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا اکیلا سوچ رہا تھا کہ کل ٹریبونل میں کیا کہوں گا۔ عالم دین کو پیش کرنے کا وعدہ کیا جا چکا تھا اور مطلوبہ عالم دین سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا۔ رات کے دس بجے کا وقت ہوگا کہ کسی نے ہمارے دروازے پر گھنٹی بجائی۔

میں نے اپنے لڑکے ذکی رضا سلمہٗ کو دریافت کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے واپس آ کر بتایا کہ کچھ آدمی ایک سوزوکی گاڑی سے اپنی کتابوں کے کچھ صندوق اتار چکے ہیں اور کچھ اتارے جا رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مولینا تاج الدین حیدری کے آدمی ہیں۔ اس اطلاع پر میں خوش تو ہوا لیکن ذرا سوچا کہ صرف کتابیں اور مولینا صاحب کے بھیجے ہوئے افراد وقت کی ضرورت

سے عہدہ براہ نہیں ہو سکیں گے۔ تھوڑی دیر میں تین افراد میرے پاس بالائی منزل پر آ پہنچے۔ کتابوں کے صندوق نیچے رکھوا دیے گئے۔ اس صورت حال میں دعا سلام کے بعد جو پہلا سوال میرے ذہن میں مرتب ہوا وہ یہ تھا کہ مولینا تاج الدین حیدری خود کیوں نہیں آئے۔ یہ تینوں افراد میرے سوال کا مفہوم فوراً سمجھ گئے۔ ان میں سے مولوی غلام حسین نے مسکرا کر بتایا کہ ان کے اُستاد محترم مولینا تاج الدین حیدری آج رات بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچ رہے ہیں۔ آپ ان کے لیے گاڑی اور آدمی بھیجیں جو اُن کو ائیر پورٹ سے گھر لے آویں۔ میں نے اپنے لڑکے ذکی رضا اور بھانجے عنایت حسین سلمہٗ کو ائیر پورٹ بھیجا۔ بحمد اللہ وہ مولینا موصوف کو لیکر رات کے ایک بجے کے قریب گھر پر آ گئے۔ میں جاگ رہا تھا، مولینا کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ مولوی صاحب تشریف لے آئے میں نے ان کے چہرے پر ایک لمحہ کے لیے نظر جمائی۔ تصور میں مبلغ اعظم محمد اسمٰعیل مرحوم کو دیکھا۔ مولینا سے بغلگیر ہو کر میں نے ان کی آمد پر اُن کا شکریہ ادا کیا۔ میرے بار بار کے شکریہ کہنے پر جو مولینا صاحب نے کہا کہ میں اپنے فرض کی تکمیل کے لیے آیا ہوں۔ آپ کے خط نے مجھے پابند اور بے قرار کر دیا تھا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ یہ خط مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ نے پڑھا اور مجھے کراچی جانے کی تاکید اور بقیہ مصروفیات ترک کرنے کا حکم دیا۔ میں نے مولینا صاحب سے مختصر کیفیت رات کے وقت عرض کی اور بتایا کہ کل عدالت میں پیشی نہیں ہے۔ صرف عدالت میں نام بتانا ہے کہ کون شیعہ عالم مسائل متعقدہ کے لیے کراچی میں تشریف فرما ہے کہ طلبی پر حاضر

ٹریبونل ہوسکتا ہے۔ مولینا صاحب کے تاثرات سے میں نے یہ محسوس کیا کہ ابھی تک محسن قوم شیعہ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل دیوبندی مرحوم زندہ ہیں۔ یہ امر قابل وضاحت ہے کہ میں نے مولینا تاج الدین (مولینا محمد اسمٰعیل دیو بندی مرحوم کے بعد) بی بی عالیہ سیدہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا وکیل کہا ہے۔ یہ میرا ذاتی انداز فکر ہے۔

راقم کے ساتھ امامیہ کونسل کا رابطہ اور شیعہ وکلاء کے پینل کی تشکیل:

۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء کے سانحہ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کے بابت حکومت کے پریس نوٹ مجریہ ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ء کے مطابق تحقیقاتی ٹریبونل کی تشکیل ہو چکی تھی اور کارروائی کا آغاز ہو چکا تھا۔ اس اندوہناک سانحہ کے بعد ایک تنظیم بنام شیعہ کونسل کی ہنگامی تشکیل کی خبر بھی اخبارات میں شائع ہو چکی تھی۔ اس شیعہ کونسل میں وکلاء کا پینل بھی مرتب ہوا تھا۔ شیعہ کونسل کی کارکردگی کے بابت کچھ نہ لکھنا ہی بہتر ہے تاکہ باہمی شکوہ وشکایت کا جواز پیدا نہ ہو سکے البتہ کراچی کے معروف شیعہ قانون دان سید صغیر حسین صاحب جعفری جو بذات خود متذکرہ شیعہ کونسل کے نامی گرامی رکن تھے۔ تحقیقاتی ٹریبونل میں فلاح المومنین ٹرسٹ لیاقت آباد (یہ ٹرسٹ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کراچی کا نگران ادارہ ہے) کی جانب سے پیش ہوئے لیکن دوسرے دن ٹریبونل کا بائیکاٹ کر دیا۔ اسی طرح حسب نقل درخواست زیر نظر انجمن فدایان پنجتن سیکٹر ۱۱۔ جی نیو کراچی کے عہدیدار مرزا تقی شوق نے بھی ٹریبونل سے کنارہ کشی کر لی اور شریک انکوائری وکارروائی ٹریبونل نہ ہوئے۔

اب ٹریبونل میں شریک کار کوئی شیعہ تنظیم موجود نہ تھی۔ اس طرح ٹریبونل کی کارروائی یک طرفہ رُخ اختیار کر سکتی تھی۔ اہل علم بالخصوص قانون اور عدالتی امور سے واقفیت رکھنے والے اہل الرائے حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ عدالتی فیصلے فائل پر موجود مواد کی روشنی میں کیے جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے یہ سمجھا کہ تحقیقاتی ٹریبونل میں کارروائی کسی شیعہ تنظیم کی عدم موجودگی کے باعث یک طرفہ رخ اختیار کر سکتی ہے۔ ان میں امامیہ کونسل پیش پیش تھی۔ یہ ملک گیر شیعہ تنظیم ہے اس کا اپنا ڈھانچہ ہے اور کارکردگی۔ کراچی میں اس تنظیم کی شاخ محو عمل ہے۔ کراچی میں سید صغیر رضا زیدی امامیہ کونسل کے علاقائی سیکرٹری ہیں۔ اس تنظیم نے شامل انکوائری ٹریبونل ہو کر اپنا فریضہ ادا کیا۔ ضروری اخراجات برداشت کیے۔ واضح رہے کہ راقم الحروف اور دیگر وکلاء مشمول پینل نے اس معزز تنظیم کو اپنے پیشہ ورانہ معاوضہ سے مستثنیٰ رکھا۔ ہمارے لیے یہ سعادت ہے کہ اس دینی کام میں امامیہ کونسل کی وساطت سے ہم شریک کارروائی ہوئے۔

ٹریبونل کی کارروائی شروع ہوئے دو دن ہو چکے تھے اور بائیکاٹ جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے، عمل میں آ چکا تھا۔ ناچیز عدالت میں حسب معمول اپنے عدالتی کام میں مشغول تھا کہ مجھے امامیہ کونسل کے کارکن تلاش کر رہے تھے۔ میرے لیے یہ بڑا اعزاز ہے کہ مجھے اس کار منصبی کے لیے موزوں تصور کیا گیا۔ وگرنہ من آنم کہ من دانم۔ سید صغیر زیدی، شیخ ریاض علی، راجہ نصیر اسد، سید اکبر حسین، سید دلیر حیدر رضوی وغیرہ نے صورت احوال بیان کیا۔ ٹریبونل

میں پیش ہونے کے لیے مجھے مقرر کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ انھوں نے بتایا کہ ٹریبونل میں کوئی شیعہ تنظیم شامل کارروائی نہیں ہے کیونکہ شیعہ کونسل کے معزز رکن جناب سید صغیر حسین صاحب جعفری ایڈووکیٹ نے بعض وجوہ کی بنا پر بائیکاٹ کر دیا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ ٹریبونل کے فیصلے یک طرفہ رخ اختیار کریں۔ میں نے ان حضرات کو پوری اعانت کا یقین دلایا لیکن وضاحت کی کہ عموماً اس قسم کی پیچیدہ اور محنت طلب قانونی اور عدالتی کارروائیوں کے لیے معاون وکلاء کی ضرورت ہوگی۔ مجھے شیعہ وکلاء کا پینل بنانے کا اختیار دیدیا گیا۔ میں نے اپنے علاوہ جن فاضل وکلاء کو شامل پینل کیا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ جناب وزیر علی ایف وزیر صاحب ایڈووکیٹ کراچی
۲۔ جناب سید اختیار حسین صاحب رضوی ایڈووکیٹ کراچی
۳۔ سید علی رہبر صاحب رضوی ایڈووکیٹ کراچی
۴۔ جناب احمد علی صاحب ایڈووکیٹ کراچی

ان فاضل وکلاء نے مجھ سے حقیقی تعاون فرمایا۔ ہر مرحلہ پر میری حوصلہ افزائی کی اور اپنی مساعی جمیلہ سے میرے شریک کار رہے۔ میں ان کی اعانت کا شکر گزار ہوں۔

اس ابتدائیہ کا شامل گلدستہ کرنا کیوں ضروری ہوا؟ اس کا ذکر بعد میں کروں گا۔ پہلے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ مولٰینا تاج الدین حیدری صاحب کی عرق فشانی کا اجمالی تذکرہ کر دوں کہ مولٰینا تاج الدین حیدری صاحب نے

کس جان گدازی، تندہی، فرض شناسی اور عقیدت سے اس کام کی تکمیل کی جو ان کے ذمہ لگایا گیا۔ یہ بات مخفی نہیں کہ مولٰینا تاج الدین حیدری شیعیت سے مشرف ہو جانے سے پہلے مسلک اہل السنّت والجماعت سے منسلک تھے اور خاصی شہرت کے حامل سُنی عالم تھے۔ نسبتاً سنی عقائد کی طرز پر وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ قرآن مجید تراجم، تفاسیر، کتب عقائد و کلام اور تواریخ اسلام کی بلیغ النظر علمیت رکھتے ہیں۔ اس خصوصیت میں مبلغ اعظم مولٰینا محمد اسماعیل دیوبندی مرحوم و مغفور کی زندہ مثال ہیں۔ مبلغ اعظم مرحوم کی طرح یہ بھی عقائد مذہب حقہ شیعہ اثناعشری امامیہ سے مشرف و فیض یاب ہو گئے اور ناقدانہ انداز میں کتب سواد اعظم کا مطالعہ شروع کیا۔ خداداد استعداد کی بنا پر اعتراضات و استفسارات کے مدلل جوابات مرتب کرنے اور بر سر عام بطرز مناظرہ استدلال دینے کی شہرۂ آفاق اہلیت پائی۔ موصوف دار التبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ کینٹ کے سرپرست اور صدر ہیں۔ امورِ تبلیغ مذہب حقہ امامیہ میں لحہ بہ لحہ کوشاں و مصروف ہیں۔ سلسلہ درس و تدریس بھی ہے۔ مجالس و محافل میں بھی تبلیغ مسلک امامیہ میں عرق ریز ہیں اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سلسلہ میں محسنِ ملّتِ جعفریہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ کے معتمد علیہ شریک کار اور سپریم کونسل کے رکن ہیں۔

جب کراچی میں مولٰینا موصوف کے ذمہ تردید اعتراضات کا کام سونپا گیا وہ دینی انہماک سے حوالہ جات مرتب کرنے لگے۔ ان کے پاس ایک ضخیم ذاتی لائبریری تھی جس سے کما حقہ استفادہ کیا گیا۔ ان کے معاونین مولوی

غلام حسین اور مولانا موصوف کے فرزندار جمند مولانا علی مہدی حیدری اور شاء اللہ نے اعانت کی۔ میں ان کے تحقیقی کام کو قانونی نقطہ نظر سے جانچتا رہتا اور ان کے تحقیقی مواد کو قانون کی محتاط تحریر میں ڈھالتا رہا۔ بعض مراحل میں سید اختیار حسین رضوی ایڈووکیٹ اور سید علی رہبر رضوی ایڈووکیٹ میرے ممد و معاون رہے۔ یہ کارِ عظیم فرمایا۔ ایک ہفتہ تک جاری رہا۔ اور یہ محققین کی جماعت میرے غریب خانہ پر مقیم رہی۔ میں نے حسبِ توفیق خاطر و مدارات کی۔ امامیہ کونسل کی عنایات بھی شاملِ حال رہیں۔ معززین شہر کا تانتا بندھا رہا۔ بعض علمائے کرام بھی تشریف آور ہوئے۔ ضعیف العمری کے باوجود مولینا محمد باقر شمس قبلہ رنجہ قدم ہوئے۔ علامہ سیّد عرفان حیدری عابدیؔ صاحب کی آمد بھی ہماری ہمت افزائی کا موجب ہوئی۔ مشہور مبلغ مولانا سید فرزند رضا رضوی مدظلہٗ معہ جناب سیّد ظہیر عباس رضوی صاحب نے بھی ہماری جانفشانی کا جائزہ لیا۔ دیگر حضرات کے نام فرداً فرداً لکھنا باعث طوالت ہوگا اس لیے معذرت خواہ ہوں۔ بعض اکابرینِ ملت نے دعوتِ طعام کی زحمت بھی فرمائی لیکن مولینا حیدری اس قدر مصروف تھے کہ صرف مصافحہ و تعارف کی حد تک ہی ملاقات رہتی۔ ہر آنے والا مطمئن تھا کہ جس جان کوشی سے جوابات مرتب ہو رہے ہیں، مخالفین کے لیے اِنشاءاللہ دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت ہوں گے۔ وقت کی کمی، کام کی زیادتی اور شدّتِ مصروفیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرحلہ پر ہمیں ۲۶ گھنٹے مسلسل متواتر تحقیقی و تحریری کام کرنا پڑا جبکہ دوسرے ہی دن جوابی حلف نامہ ٹریبونل میں داخل کرنا ضروری تھا۔

مولینا حیدری صاحب تحقیق و حوالہ جات کو طول دے رہے تھے اور وقت کا دامن تنگ ہوتا جا رہا تھا۔ مجھے اس طرح محسوس ہو رہا تھا کہ مولینا کا مافی الضمیر ابھی تشنۂ تسکین تھا۔ میں نے مولینا سے گزارش کی عدالتی حکم کے مطابق آج ۱۱ بجے دن جوابی حلف نامہ کا داخل کرنا لازمی ہے۔

قارئین کرام مذہب شیعہ پر کیے گئے علمی اعتراضات و علمی جوابات کا مطالعہ کر کے اندازہ لگا سکیں گے کہ اس کارِ عظیم کی نوعیت کیا تھی، کتنا وقت درکار تھا، کتنا وقت دستیاب تھا اور کس قدر صحتِ مضمون پیش نظر تھی کیونکہ آخر یہ دستاویز ''دائمی عدالتی ریکارڈ'' کا حصہ بننا تھی۔ وقت کی کمی اور کام کا حجم جارے آڑے نہ آ سکے۔ کم از کم میں اس دستاویز سے مطمئن ہو چکا تھا کیونکہ اعتراضات کا کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہیں رہا تھا۔

یہ دستاویز قارئین عظام کیلئے ہدیۂ تبریک ہے۔ مؤلفین و قارئین یہ فضل ایزدی و بہ کرم چہاردہ معصومین علیہم السلام مثاب و ماجور ہو گئے۔ اب حسب وعدہ عرض کروں گا کہ اس ابتدائیہ کو پیش لفظ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پچھلے صفحات کے مطالعہ سے ایک مخدوش فضا کا نقشہ نظروں کے سامنے آتا ہے۔ کراچی کا عمومی اور لیاقت آباد کا خصوصی ماحول حیطۂ تحریر میں شامل ہو جاتا ہے۔ کراچی ...... یہ روشنیوں کا شہر، کھنڈرات میں تبدیل ہوتا نظر آ رہا تھا۔ مسلمان خوف زدہ تھے اور گوشہ نشین ہوا چاہتے تھے۔ یہ افراتفری، یہ نفسا نفسی یہ بے حسی یہ چشم پوشی اور بے لحاظی کس تخریب کار شر پسند کی صنعت گری تھی۔ اس کا جواب تاریخ مرتب کرے گی۔ اسلام چودہ سو سال پہلے ضوفشاں ہوا کی

ادوار سے گزرا۔ زمانے کی شکست و ریخت نے اس کا حلیہ بدلنے کی کوشش کی لیکن اصلی اسلام محفوظ ہے، مفقود نہیں ہوا۔ یہ اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ اس کو تا بہ ابد قائم دائم رہنا ہے۔ طاغوتی طاقتیں اسلام کے درپے آزار ہیں۔ فرقہ واریت کو بلاوجہ ہوا دی جا رہی ہے۔ مسلمان کو مسلمان سے دست و گریبان کیا جا رہا ہے۔ یہ سامراجی اور صیہونی سازشیں ہیں جو مسلمان کو نیست و نابود دیکھنا چاہتی ہیں۔ اقوام عالم میں جہاں جہاں فروکش ہیں وہاں وہاں تخریب کاری معمول بن چکی ہے۔ پاکستان میں بھی یہ عناصر دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ شیعہ سنی تو بھائی بھائی ہیں۔ ان کا اللہ ایک...... ان کا قرآن ایک...... ان کا آخری نبیؐ ایک...... انبیاء و مرسلین اور آسمانی کتب اور ملائکہ پر ان کے پختہ عقائد قیامت اور حشر پر محکم یقین علاوہ ازیں اکثر دینی اُمور میں یک جہتی؟ ایک جیسے رسوم، ملتے جلتے، اعتقادات، درود و سلام اور فاتحہ پر کاربند۔ البتہ بعض جزوی مسائل میں اختلاف ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ صدیوں سے شیعہ سنی شیر و شکر ہیں۔ آپس میں مل جل کر رہتے آئے ہیں۔ شیعوں پر کئی اعتراضات ہوئے۔ ان پر سیر حاصل جوابات دیئے گئے جو زینت و آرائش کتب خانہ جات ہو چکے ہیں۔ تشنۂ تحقیق ذہن خرد مندی سے استفادہ فرمائیں۔

کراچی میں مخالفین شیعہ کی تشنگی طبع پھر عود کر آئی۔ شیعہ فقہ و شرع و عقائد کو ہدف تنقید بنایا گیا۔ علمائے اہل السنت والجماعت نے جن میں دیوبندی اور بریلوی مسلک کے علمائے مشاہیر شامل ہیں۔ اعتراضات کی

علیحدہ علیحدہ جدولیں بصورت حلف نامہ جات مرتب کر کے شیعہ علمائے دین سے جواب طلب کیا۔ معترضین علماء اہل السنت والجماعت کے اسمائے گرامی گزشتہ اوراق میں پیش قارئین کیے جا چکے ہیں۔ ان اعتراضات کے مجموعی اجمالی جوابات مولینا تاج الدین حیدری صاحب نے ترتیب فرمائے ہیں۔ اعتراضات و جوابات اگلے صفحات میں قارئین کرام کے پیش نظر ہوں گے، استفادہ فرمائیں۔ یہ مختصر کیفیت احوال تھی جس کے پیش نظر لفظ کی صورت میں تعارف کتاب کی ضرورت پڑی۔

ایک خاص نکتہ ہے جس کی وضاحت یہاں ضروری ہے۔ وہ یہ کہ شیعوں کو اپنے عالمِ دین کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت ایک مجبوری تھی۔ نہ اعتراضات کیے جاتے۔ نہ جوابات لیے جاتے۔ بھوکے سے اگر کوئی سوال کرے کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو اس کی کیفیت جوع کا تقاضا ہے کہ وہ کہے گا کہ چار روٹیاں۔ نہ بھوکے سے گنتی پوچھو نہ روٹیاں فراہم کرنے کی ذمہ داری لو۔ اسی طرح اہل تشیع کو کافر کہنے یا تجویز دیے جانے کی سعی فرمائی گئی ہے تو شیعہ اپنا دفاع کیوں نہ کریں۔ شیعہ کسی جامد و صامت شے کا نام نہیں ہے۔ یہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا مذہب ہے۔ مجالس و محافل سے استفادہ کرتے کرتے ان کے بچے بھی سرسری جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ غیر شیعہ قارئین کرام سے خصوصی گزارش ہے کہ عصبیت کو بالائے طاق رکھ کر اگلے صفحات کا مطالعہ فرمائیں۔ اہل تشیع حضرات اس کتاب کو ضرور پڑھیں اور بچوں کو پڑھائیں تا کہ وہ مستقبل کے ہونہار شیعہ مناظرین کہلائیں۔

مقطع ابتدائیہ کے طور پر چند سطور سپردِ قلم ہیں۔ ٹریبونل کی کارروائی میں شریک اراکین امامیہ کونسل، شیعہ گواہوں، سامعین، ہوش مند شیعہ وکلاء صاحبان وعلمائے کرام، اکابرینِ ملت بالخصوص نوجوانانِ ملت جعفریہ کے ہم شکرگزار ہیں کہ جنھوں نے اس کارِ عظیم میں بہ قدر استطاعت قولے فعلے ہماری ہمت افزائی فرمائی۔

سب سے زیادہ مولانا تاج الدین حیدری صاحب دام مجدہ کے مرہونِ منت ہیں کہ انھوں نے ہماری آواز پر لبیک کہی اور دینی شغف اور انہماک سے اس فریضہ کی تکمیل فرمائی یہ ایک مجموعی کوشش تھی جس کے باعث ہم اس کارِ عظیم سے عہدہ براہ ہو سکے۔ خوفِ طوالت کے باعث مزید وضاحتیں کرنے سے قاصر ہوں۔

راقم الحروف:
ناچیز سید نذیر حسین شاہ کاظمی
ایم اے ایل ایل بی۔ ایڈووکیٹ ہائیکورٹ
کراچی

نوٹ:

"اس دستاویز کی صرف ایک اشاعت کا حق طباعت مجاہد ملت جناب سید نذیر حسین شاہ صاحب کاظمی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ کراچی کو (ان کی بے لوث خدمات دینی کو سلام کرتے ہوئے) تفویض کر رہا ہوں۔ ان کے علاوہ کوئی شخص میری اجازت کے بغیر جزاً یا کلاً اسے چھاپنے کا مجاز نہیں ہے۔

تاج الدین حیدری
صدر
دار التبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ چھاؤنی
(راہوالی) پنجاب

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلف نامہ

یہ اجلاس فاضل ٹرائی بیونل سانحہ لیاقت آباد کراچی منکہ مسمی تاج الدین الحیدری ولد مہر الدین قوم چوہان مسلم بالغ حال ساکن ڈرگ کالونی۔ کراچی

مستقل پتہ: معرفت دارالتبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ (کینٹ) پنجاب

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں شیعہ اثنا عشری مسلک سے منسلک ہوں اسی مذہب کا مبلغ اور ادارۂ دارالتبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ کا صدر ہوں۔ متذکرہ ادارہ تبلیغ مسلکِ امامیہ میں مصروف ہے اور میں امور تعلیم و تبلیغ میں سر پرست کی حیثیت رکھتا ہوں۔

میں اپنے علاقے میں منتخب کونسلر بھی ہوں اور عوام کے مسائل حل کرنے میں بلا امتیاز مسلک و مذہب سرگرم عمل رہتا ہوں اور ملکی حالات سے بھی باخبر رہتا ہوں۔

میں بحیثیت پاکستانی شہری کے بخوبی جانتا ہوں کہ مملکتِ خداداد پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آئی ہے۔ میں نظریہ پاکستان اور بقاء

و استحکام پاکستان پر غیر متزلزل یقین رکھتا ہوں۔

میں بخوبی آگاہ ہوں کہ پاکستان میں ہر شہری کو اپنے عقیدے و مسلک کے مطابق باوقار اور خودمختار زندگی بسر کرنے کا حق حاصل ہے۔

میرا ایمان ہے کہ ہر مسلمان پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کا احترام اور پابندی لازم ہے۔ اتحاد بین المسلمین کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کے تمام مکاتیب فکر آپس میں مل جل کر رہیں۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت و آبرو اور جان و مال کی حفاظت فرض ہے۔ اتحاد بین المسلمین کی خاطر مندرجہ ذیل تجاویز پیش کرتا ہوں:

تجاویز:

۱۔ نظم و ضبط برقرار رکھنے والے اداروں خصوصاً پولیس انتظامیہ کو امن و سکون بحال رکھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ فعال بنانے کی ضرورت ہے۔

۲۔ اہلبیت اطہار اور صحابہ کرامؓ وفادار کے احترام کے قانون کے ساتھ ساتھ ملک میں یزیدیت، خارجیت اور ناصبیت کا پرچار بھی قابل دست اندازی پولیس جُرم قرار دیا جائے۔

۳۔ پورے ملک میں مقامی سطح پر ایسے غیر جانبدار اور عوام کے ہر طبقۂ فکر میں مقبول علماء پر مشتمل امن کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ یہ علماء حکومت یا کسی بھی سطح کی سرکاری مشنری کے

زیر اثر نہ ہوں بلکہ خالصتاً اتحاد بین المسلمین اور استحکام پاکستان کے جذبہ سے سرشار ہوں۔ جملہ سطور میرے علم و یقین کے مطابق درست ہیں۔

مورخہ ۱۲۷پریل ۱۹۸۳ء — دستخط: تاج الدین الحیدری

مطابق ۱۳رجب المرجب ۱۴۰۳ھ — مبلغ اسلام مولانا تاج الدین الحیدری

(حلف گزار)

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باجلاس فاضل ٹریبونل سانحہ لیاقت آباد کراچی

جوابی حلف نامہ

منکہ مسمی تاج الدین الحیدری ولد مہر الدین قوم چوہان مسلم بالغ حال ساکن ڈرگ کالونی کراچی۔ مستقل پتہ: معرفت دار التبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ کینٹ (پنجاب)

حلفیہ بیان کرتا ہے کہ:

۱۔ میں قبل ازیں مورخہ ۱۲۷پریل ۱۹۸۳ء کو اپنا حلف نامہ فاضل ٹریبونل ہذا میں داخل کر چکا ہوں۔ اس حلف نامہ کی تائید مزید کرتا ہوں۔

۲۔ میرے مذکورہ حلف نامہ کے جواب میں مجھے تین حلف نامہ جات وصول ہوئے ہیں جن میں اعتراضات وغیرہ کے جوابات دینا مقصود ہے۔

۳۔ میں اس جوابی حلف نامہ میں جوابات دے رہا ہوں تا کہ یہ جوابی حلف نامہ تمام حلف نامہ جات معترضین کا مجموعی مجملاً جواب تصور ہو۔ چنانچہ پہلے جناب مفتی عبدالسبحان القادری صاحب کے حلف نامہ کا جواب

مرتب کرتا ہوں۔ موصوف خود کو تحریک نظام مصطفیٰ کراچی ڈویژن کا صدر ظاہر فرماتے ہیں۔ بعدہٗ سلسلہ وار دیگر حلف نامہ جات کا جواب دینے کی سعی کروں گا۔ دوسرا حلف نامہ مولٰنا محمد وسایا الخطیب صاحب کی جانب سے تشریح طلب ہے۔ موصوف خود کو جماعت اہلسنت کراچی کا نائب صدر تحریر فرماتے ہیں۔ تیسرا حلف نامہ مولٰنا اسفندیار صاحب کی جانب سے جواب طلب ہے۔ یہ صاحب خود کو سواد اعظم اہلسنت پاکستان کا ناظم اعلیٰ بتاتے ہیں۔ ان ہر سہ اصحاب کے حلف ناموں میں مذہب شیعہ اثناء عشری کے خلاف غلط طور پر مذہبی نوعیت کے اعتراضات کی بھرمار کی گئی ہے۔ جگہ جگہ شیعہ مسلک کو کبھی کھلے الفاظ میں اور کبھی اشارے کنائے سے مطعون کیا گیا ہے۔ لہٰذا ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ ان مسائل کی قرآن مجید، حدیث رسولؐ، تاریخ اسلام اور کتب عقائد و کلام سے صحیح وضاحت پیش کر دی جائے۔

و باللہ التوفیق و بیدہٖ ازمۃ التحقیق۔

۴۔ جناب مفتی عبدالسبحان القادری صاحب صدر تحریک نظام مصطفیٰ کراچی ڈویژن کے تحریر کردہ نکات کی وضاحت پیش خدمت ہے:

☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر ۱ منجانب مفتی عبدالسبحان قادری

شیعہ وسنی اور ان کے درمیان اختلافات آج کے نہیں ہیں بلکہ اس کی تاریخ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ شیعہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کی محبت کے دعوئی سے وجود میں آیا۔

الجواب:

مولانا مفتی عبدالسبحان القادری کا یہ تاثر اور خیال کہ فرقہ شیعہ حضرت علی علیہ السلام کے عہدِ خلافت کے بعد محبت علیؑ کے دعوئی سے معرض وجود میں آیا ہے۔ کتاب وسنت اور تاریخ اسلام کے صریحاً خلاف اور غلط ہے۔

قرآن مجید سے شیعہ کی وضاحت

قرآن کی تلاوت کرنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ انبیائے ماسبق کے زمانوں میں ان کے پیروکار اور تابعدار شیعہ کے نام سے ہی موسوم کیے جاتے تھے چنانچہ قرآن مجید پارہ ۲۳ سورہ الصّٰفّٰت آیت نمبر ۸۳ میں ارشاد ہوتا ہے:

۱۔ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ "اور تحقیق تابعداری کرنے والوں نوحؑ کے سے البتہ ابراہیمؑ ہے۔" حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں!

۱۔ تفسیر موضح القرآن ص ۴۶۹ طبع لاہور۔

۲۔ "یعنی حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے دین و ملت اور انہیں کے

طریق وسنت پر ہیں۔'' ملاحظہ ہوں!

تفسیر مولینا نعیم الدین مرادآبادیؒ برحاشیہ ترجمۃ القرآن اعلیٰ حضرتؒ ص۱۶۷ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور۔ کراچی

مذکورہ مطلب کی تائید میں مندرجہ ذیل تراجم و تفاسیر مزید ملاحظہ فرمائیں:۔

۳۔ تفسیر ابن عباسؓ جلد۴ ص۵۳۳ لاہور

۴۔ تفسیر مجاہد بن جبیرؒ جلد۲ ص۵۴۲ طبع بیروت

۵۔ معانی القرآن فراءؒ جلد۲ ص۳۸۸

۶۔ تفسیر ابن جریر جلد۲۳ ص۳۰ طبع مصر

۷۔ تفسیر السمر قندی جلد۳ ص۱۱۷ طبع بیروت

۸۔ تفسیر الثعلبی جلد۵ ص۲۱۷ طبع بیروت

۹۔ تفسیر معالم التنزیل جلد۶ ص۲۴ طبع مصر

۱۰۔ تفسیر کشاف جلد۳ ص۳۴۴ طبع بیروت

۱۱۔ زادالمسیر فی علم التفسیر جلد۷ ص۶۶ طبع بیروت

۱۲۔ تفسیر کبیر رازیؒ جلد۷ ص۱۰۰ طبع مصر

۱۳۔ تفسیر القرطبی جلد۱۵ ص۹۱ طبع بیروت

۱۴۔ تفسیر النسفی جلد۴ ص۲۳ طبع مصر

۱۵۔ تفسیر الجیلانی جلد۴ ص۲۱۳ طبع کوئٹہ۔

۱۶۔ تفسیر خازن جلد۶ ص۲۴ طبع مصر

۱۷۔ تفسیر غرائب القرآن جلد۲۳ ص۶۳ طبع مصر

۱۸۔ تفسیر البحرالمحیط جلد۷ ص۳۵۰ طبع بیروت

۱۹۔ تفسیر ابن کثیر جلد۴ ص۱۲ طبع مصر

۲۰۔ تفسیر البیضاوی جلد۲ ص۳۳۲ طبع مصر

۲۱۔ تفسیر الثعالبی جلد۴ ص۲۱ طبع بیروت

۲۲۔ تفسیر الجلالین جلد۲ ص۲۱ طبع بیروت

۲۳۔ تفسیر الدرالمنثور جلد۵ ص۲۸۰ طبع مصر

۲۴۔ تفسیر الصاوی علی الجلالین جلد۳ ص۲۸۳ طبع مصر

۲۵۔ تفسیر روح البیان البروسوی جلد۷ ص۴۶۸ طبع بیروت

۲۶۔ تفسیر ابی مسعود جلد۷ ص۲۵۷ طبع مصر

۲۷۔ تفسیر مظہری جلد۸ ص۱۳۱ طبع دہلی

۲۸۔ تفسیر فتح القدیر جلد۴ ص۳۸۹ طبع مصر

۲۹۔ تفسیر روح المعانی جلد۲۳ ص۹۹ طبع ملتان

۳۰۔ فتح البیان جلد۵ ص۳۸۴/۳۸۵ بیروت

۳۱۔ تفسیر المراغی جلد۲۳ ص۶۸/۶۹ طبع بیروت

۳۲۔ ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص۳۴۸ کراچی

۳۳۔ ترجمہ شیخ الہند محمودالحسن دیوبندی ص۳۴۸ کراچی

۳۴۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی ص۶۰۷ لاہور

۳۵۔ تفسیر وحیدی وحیدالزمان ص۵۸۵ لاہور

۳۶۔ ترجمہ شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ص ۵۴۰ لاہور، کراچی

۳۷۔ تفسیر مواہب الرحمٰن بحر العلوم سید امیر علی ملیح آبادی جلد ۷ ص ۱۶۹ لاہور

۳۸۔ ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی ص ۱۲۵۹ مدینہ منورہ

۳۹۔ تفسیر ثنائی شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری جلد ۳ ص ۱۱۱۵ لاہور

۴۰۔ ترجمان القرآن ابو الکلام احمد آزاد جلد ۳ ص ۳۶۲ لاہور

۴۱۔ تفسیر بیان القرآن مولانا اشرف علی تھانوی جلد ۲ ص ۸۷۶، ترجمہ قرآن ص ۴۰۶ لاہور، کراچی

۴۲۔ معارف القرآن مولانا محمد شفیع دیوبندی جلد ۷ ص ۴۳۵ کراچی

۴۳۔ تفسیر عثمانی علامہ شبیر احمد عثمانی ص ۵۹۸ لاہور

۴۴۔ ترجمہ مولانا فتح خاں جالندھری دیوبندی ص ۴۳۲ لاہور، کراچی

۴۵۔ تفسیر حقانی مولانا عبدالحق حقانی جلد ۴ ص ۱۰۸ کراچی

۴۶۔ تفہیم القرآن مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی دیوبندی جلد ۴ ص ۲۹۱ لاہور

۴۷۔ جواہر القرآن جلد ۳ ص ۹۹۹ راولپنڈی

۴۸۔ ترجمہ و تفسیر مولانا عبدالماجد دریا آبادی ص ۹۱۰ لاہور

۴۹۔ انوار البیان فی کشف اسرار القرآن مولانا محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی جلد ۴ ص ۵۶۳ طبع لاہور

۵۰۔ تفسیر حسینی، ملا حسین واعظ الکاشفی الہروی ص ۲۱۷ طبع بمبئی

۵۱۔ تفسیر الحسنات، علامہ سید محمد احمد قادری جلد ۵ ص ۶۸۰ لاہور

۵۲۔ عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری ص ۷۴۰ لاہور

۵۳۔ عرفان القرآن، شیخ الاسلام پروفیسر طاہر القادری ص ۷۱۱ لاہور

۵۴۔ تفسیر رفاعی سرتاج اولیاء سید محمد رفاعی عرب ص ۵۳۹ لاہور

۵۵۔ ضیاء القرآن جلد ۴ ص ۲۰۸ طبع لاہور

۵۶۔ فیوض القرآن جلد ۳ ص ۱۰۵۶

جب قرآن مجید کی نص صریح سے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے تابعدار، پیروکار اور بقول مولانا نعیم الدین مراد آبادی انہیں کے طریق وسنت پر چلنے کیوجہ سے شیعۂ نوحؑ کہلائے تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر چلنے والے حضرت ابراہیمؑ کے پیروکار بھی شیعہ ابراہیم قرار پائیں گے۔ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ پارہ ۱۴ سورۂ نحل آیت ۱۲۳ اور فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ پارہ ۴ سورۂ آل عمران آیت ۹۵ کی روشنی میں قاریان قرآن، غلامان مصطفیؐ اور شیدایان نظام مصطفیؐ غور و فکر کر کے پہلے کتاب الٰہی سے اپنا اصلی نام تو تلاش کریں کہ وہ ملت ابراہیمؑ کے پیروکار ہونے کی وجہ سے شیعہ ہیں یا سواد اعظم؟

☆☆☆☆☆

حضرت موسیٰؑ کے پیروکار بھی شیعہ

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ (پارہ ۲۰ سورہ قصص آیت ۱۵)

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر کے اندر آئے جس وقت کہ اس شہر کے لوگ بے خبر تھے۔ جیسے گرمی میں دوپہر کے وقت جو ہر ایک سو جاتا ہے اور راستہ کم چلتا ہے۔ پھر پایا بازار میں دو مردوں کو لڑتے تھے اس میں یہ ایک حضرت موسیٰؑ کی قوم سے اور دوسرا دشمن کی قوم سے۔

(تفسیر موضح القرآن ص ۷۔۳۰ طبع لاہور)

۲۔ اور اس شہر میں داخل ہوا جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے تو اس میں دو مرد لڑتے پائے ایک موسیٰؑ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰؑ سے مدد مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا۔

(ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ص ۱۲۱۸ ہور تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شہر میں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا۔

ان میں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین والا، شیعہ مسلمان اور مؤمن تھا اور دوسرا حضرت موسیٰؑ کا دشمن، مخالف، فرعونی، قبطی اور کافر تھا۔

ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ تفسیر ابن عباسؓ جلد ۳ ص ۱۳۵، ص ۱۳۸ طبع لاہور
۴۔ تفسیر ابن جریر جلد ۲۰ ص ۲۷ طبع مصر
۵۔ تفسیر بغوی جلد ۵ ص ۱۶۷ طبع مصر
۶۔ تفسیر کشاف جلد ۳ ص ۱۶۸ طبع بیروت
۷۔ تفسیر النسفی جلد ۳ ص ۲۲۹ طبع مصر
۸۔ تفسیر خازن جلد ۵ ص ۱۶۷ طبع مصر
۹۔ تفسیر غرائب القرآن جلد ۵ ص ۲۳۲ طبع بیروت
۱۰۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۸۳ طبع مصر
۱۱۔ تفسیر البیضاوی جلد ۴ ص ۱۵۰ طبع مصر
۱۲۔ تفسیر الجلالین جلد ۴ ص ۸۲ طبع مصر
۱۳۔ تفسیر الدر منثور جلد ۵ ص ۱۲۲ طبع مصر
۱۴۔ تفسیر روح البیان جلد ۶ ص ۳۹۰ طبع بیروت
۱۵۔ تفسیر أبی مسعود جلد ۷ ص ۱۹۸ طبع مصر
۱۶۔ تفسیر مظہری جلد ۷ ص ۱۵۱ طبع دہلی
۱۷۔ تفسیر روح المعانی جلد ۲۰ ص ۵۳ طبع لاہور
۱۸۔ تفسیر حسینی ص ۶۲۰ طبع بمبئی

باقی تمام تفاسیر و تراجم بخوف طوالت نظر انداز کیے گئے ہیں۔ بہر کیف اس آیت سے بھی بخوبی عیاں ہوتا ہے کہ قرآن پاک کے نزول سے قبل

بھی نبیوں کے پیروکار، طرفدار، ساتھی اور مددگار شیعہ ہی کہلاتے تھے۔

عہد رسول پاکؐ میں شیعہ اور احادیث رسولؐ سے شیعہ کی وضاحت

مندرجہ ذیل آیہ قرآنی کی تفسیر میں تفاسیر اہل السنت والجماعت وغیرہ سے حضرت امیر المومنین علیؑ اور ان کے شیعہ کا ذکر خیر کیا جاتا ہے جو ناظرین کیلئے قابل دید اور باعثِ رُشد و ہدایت ہے۔

حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ ہی تمام مخلوق سے بہتر ہیں

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ

(پارہ ۳۰ سورہ بیّنہ آیت ۷)

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔

ترجمہ: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ۹۵۷ طبع لاہور۔ کراچی

(۱) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وسلّم) أَنْتَ يَا عَلِيُّ وَشِيْعَتُكَ۔

محمد بن علی سے روایت ہے کہ وہ لوگ جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ ص ۱۴۶ طبع مصر
۲۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۶۲، تحقیق: محمد کاظم المحمودی
۳۔ تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۲۸۴ بیروت
۴۔ شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۳۵۶ طبع بیروت
۵۔ المقتل خوارزمی ص ۱۵۰ ایران
۶۔ تاریخ ابن عساکر جلد ۲ ص ۳۵۰ طبع بیروت
۷۔ الصواعق المحرقہ ص ۱۶۱ طبع ملتان

☆☆☆☆☆

حضرت علیؑ اوران کے شیعہ ہی بروز قیامت کامیاب ہونگے

(۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ عَلِیٌّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ ھٰذَا وَشِیْعَتَہٗ لَھُمُ الْفَائِزُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ فَکَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ عَلِیٌّ قَالُوْا جَآءَ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے، حضورؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق یہ علیؑ اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے تو یہ آیت نازل ہوئی: ان الذین امنوا وعملوا الصٰلحت اولئک ھم خیر البریۃ۔ اس دن سے جب بھی حضرت علیؑ آتے تو اصحابؓ رسولؐ ان کو خیر البریۃ کے لقب سے یاد کرتے جاء خیر البریۃ یعنی تمام مخلوق سے بہتر آیا۔

حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ فردوس الاخبار دیلمی جلد۲ ص۵۰۴ جلد۳ ص۸۸ طبع بیروت

۲۔ تاریخ ابن عساکر جلد۲ ص۳۴۲ طبع بیروت

۳۔ تذکرۃ خواص الامۃ ص۵۳ طبع بیروت

۴۔ کفایۃ الطالب ص۲۱۴ دارالاضواء

۵۔ تفسیر الدرالمنثور جلد۶ ص۳۷۹

۶۔ کنوزالحقائق جلد۱ ص۱۳۹ طبع لائل پور

۷۔ تفسیر فتح القدیر جلد۵ ص۴۷۷ طبع مصر

۸۔ تفسیر روح المعانی جلد۳۰ ص۲۰۷ طبع ملتان

۹۔ تفسیر فتح البیان جلد۱۰ ص۳۳۳ طبع مصر

حضرت علیؑ اوران کے شیعہ ہی بروز محشر خوش وخرم ہونگے

(۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ ھُوَ اَنْتَ وَ شِیْعَتُکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَاضِیْنَ مَرْضِیِّیْنَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب آیہ کریمہ ان الذین امنوا و عملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ نازل ہوئی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا: اے علیؑ! وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں جو بروز قیامت خوش وخرم ہوں گے۔

۱۔ مسندالفردوس دیلمی جلد۱ ص۸۴ بیروت

۲۔ لسان المیزان جلد۴ص۲۶۶ ملتان

۳۔ الفصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص۱۲۳ ایران

۴۔ تفسیر در منثور جلد۶ص۳۷۹ طبع مصر

۵۔ الصواعق المحرقہ ص۱۶۱ ملتان

۶۔ اسعاف الراغبین ص۱۵۸ طبع مصر

۷۔ نورالابصار ص۷۸ طبع مصر

۸۔ تفسیر فتح القدیر جلد۵ص۴۷۷ طبع مصر

۹۔ روح المعانی جلد۳۰ص۲۳۹ طبع ملتان

۱۰۔ تفسیر وحیدی ص۷۸۸

۱۱۔ فتح البیان جلد۱۰ص۳۳۳ طبع مصر

۱۲۔ تحریم المومنین بتقویم مناقب الخلفاء الراشدین ص۱۰۳ سیالکوٹ

حضرت علیؑ اور ان کے شیعوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوض کوثر پر ملاقات کا وعدہ

(۴) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اَنْتَ وَ شِیْعَتُکَ وَمَوْعِدِیْ وَمَوْعِدُکُمُ الْحَوْضُ ۝

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا

آپ نے فرمان خدا نہیں سُنا: ان الذین امنوا و عملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ. اے علیؑ! وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں اور حسب وعدہ میری اور تمہاری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی۔

۱۔ تاریخ بغداد جلد۱۲ص۲۸۴ بیروت

۲۔ مناقب خوارزمی ص۲۶۶ ایران

۳۔ کفایۃ الطالب ص۳۱۶ دارالاضواء

۴۔ میزان الاعتدال جلد۱ص۴۲۱ مصر

۵۔ تفسیر الدرالمنثور جلد۶ص۳۶۹ مصر

۶۔ تفسیر روح المعانی جلد۳۰ص۲۳۹ ملتان

رسول پاکؐ، حضرت علیؑ اور آئمہؑ طاہرین کے دائیں بائیں شیعہ ہی داخل جنت ہونگے

(۵) وَاَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ اَنَّہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِیٍّ اَوَّلُ اَرْبَعَۃٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اَنَا وَاَنْتَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَ ذُرِّیَّتُنَا خَلْفَ ظُھُوْرِنَا وَ اَزْوَاجُنَا خَلْفَ ذُرِّیَّتِنَا وَ شِیْعَتُنَا عَنْ اَیْمَانِنَا وَشَمَآئِلِنَا

امام طبرانیؒ نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا یا علیؑ! چار ہستیاں سب سے پہلے جنت

میں داخل ہوں گی، میں، آپ، حسنؑ، حسینؑ (علیہم الصلاۃ والسلام) اور ہماری ذریت ہمارے پیچھے پیچھے ہوگی اور ہماری ازواج ہماری ذریت کے پیچھے اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں اور بائیں (عازمِ جنت) ہوں گے۔

۱۔ المعجم الکبیر طبرانی جلد۱ ص۳۲۰/۱۳۱۹ احیاء التراث الاسلامی

۲۔ تاریخ ابن عساکر جلد۲ ص۳۲۹ تا ۳۳۲/ طبع بیروت

۳۔ تذکرۃ الخواص ص۲۷۳ بیروت

۴۔ الریاض النضرۃ جلد۳ ص۱۵۷ طبع بیروت

۵۔ مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۷۴ بیروت

۶۔ الصواعق المحرقہ ص۱۶۱ ملتان

۷۔ کنز العمال جلد۱۲ ص۱۰۵ بیروت

حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ ہی جنت میں جائیں گے

(۶) وَاَخْرَجَ الدَّارقُطْنِی یَا اَبَا الْحَسَنِ اَمَّا اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ فِی الْجَنَّۃِ

محدث دارقطنیؒ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا: اے ابوالحسنؑ! تو اور تیرے شیعہ ہی داخلِ جنت ہونگے۔

۱۔ کتاب السنۃ عبداللہ احمد بن حنبل شیبانی جلد۱ ص ۵۴۷/ ۵۴۸ سعودی عرب

۲۔ کتاب الکامل ابن عدی جلد۷ ص۲۶۶۹ سانگلہ ہل

۳۔ حلیۃ الاولیاء جلد۴ ص۳۲۹ بیروت

۴۔ تاریخ ابن عساکر جلد۲ ص۳۴۵ بیروت

۵۔ فرائد السمطین جلد۱ ص۱۵۸ بیروت

۶۔ مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۷۳ بیروت

۷۔ کنز العمال جلد ص۱۱۳۳ لاہور

۸۔ تکریم المومنین بتقویم مناقب الخلفاء الراشدین ص۱۰۳ سیالکوٹ

☆☆☆☆☆

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت صرف محبان اہلبیتؑ، شیعوں کیلیے

(۷) شَفَاعَتِیْ لِاُمَّتِیْ مَنْ اَحَبَّ اَهْلَ بَیْتِیْ وَهُمْ شِیْعَتِیْ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت میں ان لوگوں کیلیے ہے جو میری اہل بیتؑ سے محبت رکھتے ہیں اور وہی ہمارے شیعہ ہیں۔

۱۔ تاریخ بغداد جلد۲ ص۱۴۴ طبع بیروت

۲۔ احیاء المیت ص۳۰ طبع لاہور

۳۔ کنز العمال جلد۱۲ ص۱۰۰ طبع بیروت

۴۔ کنوزالحقائق جلد ۲ ص ۳۹ طبع لائل پور

ان ارشاداتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ماحصل چند چیزیں ہیں:

۱۔ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ ہی بعد رسولؐ تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

۲۔ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ ہی بروز قیامت کامیاب ہوں گے۔

۳۔ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ ہی بروز قیامت خوش و خرم ہوں گے۔

۴۔ آنحضرتؐ، حضرت علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسین علیہم الصلاۃ والسلام کے دائیں اور بائیں شیعہ ہی جنت میں وارد ہوں گے۔

۵۔ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ ہی رسولِ پاکؐ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کریں گے۔

۶۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف محبانِ اہلبیتؑ، شیعوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور ساتھ ہی آنحضرتؐ کے اس فرمان کی تشریح بھی واضح طور پر ہمارے سامنے آ گئی جس میں آپؐ نے فرمایا: میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور جو فرقہ جنت میں داخل ہوگا نام اس کا شیعہ ہوگا اور امام اس فرقے کے علی علیہ السلام ہوں گے۔

عہد حضرت ابوبکرؓ میں شیعہ اور تاریخ اسلام سے شیعہ کی وضاحت:

وفاتِ رسولِ کریمؐ کے وقت امت تین حصوں میں (بقول الشیخ محمد الخضری المصری) تقسیم ہوگئی۔ ان میں سے بقول اس کے، ایک جماعت کی رائے میں حضرت علی علیہ السلام سب سے مقدم، حقدارِ خلافت اور صحیح جانشینِ مصطفیٰ تھے۔

وَكَانَ هٰذَا رَأْيُ اَغْلَبِ بَنِيْ هَاشِمٍ وَمَنْ شَايَعَهُمْ

یعنی یہ اکثر بنی ہاشم اور ان کے شیعوں کی رائے تھی۔ ملاحظہ ہوں!

(اتمام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء الشیخ محمد الخضری المصری ص ۸ طبع مصر)

حضور والا! مفتی عبدالسبحان القادری صاحب سے کون دریافت کرے کہ وفاتِ حضرت خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے فوراً بعد حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور دیگر بنی ہاشم کے ساتھ اجماعی اور سقیفائی خلافت سے اختلاف کرنے والے اور مولا علیؑ کو برحق خلیفۂ رسولؐ جاننے والے شیعہ عہدِ ابوبکرؓ (۱۱ ہجری) میں ہی موجود تھے؟ یا عہدِ امیر المومنین علی علیہ السلام کے بعد محبِ علیؑ کے نام سے معرضِ وجود میں آئے یا بقول ان کے ۳۵ ہجری میں کسی فرضی عبداللہ بن سباء نے عہدِ خلافتِ علیؑ کے بعد پیدا کر دیے تھے؟؟

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

سچ کہا ہے کسی کہنے والے نے اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت

عہدِ خلافتِ امیر المؤمنین علیؑ میں شیعہ

وَلَمَّا قَدِمَ عَلِیٌّ الْکُوْفَۃَ وَ فَارَقَتْہُ الْخَوَارِجُ وَ ثَبَتَ اِلَیْہِ الشِّیْعَۃُ فَقَالُوْا فِیْ اَعْنَاقِنَا بَیْعَۃٌ ثَانِیَۃٌ نَحْنُ اَوْلِیَآءُ مَنْ وَّالَیْتَ وَاَعْدَآءُ مَنْ عَادَیْتَ.

اور جب حضرت علیؑ کوفہ میں تشریف لائے اور انہیں خوارج نے چھوڑ دیا تو شیعہ حضرت علیؑ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہماری گردنوں پر دوبارہ بھی آپ ہی کی بیعت ہے۔ ہم اس کے دوست ہیں جس کو آپ دوست رکھیں اور اس کے دشمن ہیں جن کے آپ دشمن ہیں۔

(تاریخ الطبری جلد ۵ ص ۹۴ طبع دائرۃ المعارف مصر)

صحابہ کرام مہاجرینؓ وانصارؓ اور تابعین عظامؒ بھی شیعہ ہی تھے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی زبانی سماعت فرمایئے:

اول کسے کہ بہ شیعہ ملقب شد جماعت از مہاجرین و انصار و تابعین ایشان اند کہ شایعت و متابعتِ حضرت مرتضیٰؑ نمودند در وقتیکہ جناب ایشاں خلیفہ شدند و ملازمتِ صحبتِ ایشاں اختیار کردند و با محاربین ایشاں جنگ نمودند و مطیع اوامر و نواہی ایشاں ماندند و لہٰذا ہمیں را شیعہ مخلصین گویند۔

جو لوگ سب سے پہلے لقب شیعہ سے ملقب و منسوب ہوئے، وہ صحابہ کرام تھے، مہاجرین و انصار کی وہی جماعت جنھوں نے معاویہ وغیرہ کے

مقابلے میں حضرت علیؑ کی پیروی وتابعداری کی جب۔ جنابؑ ان کے خلیفہ ہوئے انہوں نے ان کی صحبت اختیار کی اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور ان کے اوامر و نواہی میں مطیع ثابت ہوئے ان کو "شیعہ مخلصین" کہتے ہیں۔

(تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۸ طبع سہیل اکیڈمی لاہور)

صحابہؓ و تابعینؒ اور اکابرینِ اہل سنت بھی شیعہ ہی تھے

شیعہ اولی را دو فرقہ اعتبار میکنند فرقہ اول مخلصین اہلسنت و جماعت انداز صحابہ و تابعین کہ ملازم صحبتِ حضرت مرتضیٰؑ و ناصران خلافت او بودند از اخیار مہاجرین و انصار وغیرہم و مذہب ایشاں آنکہ حضرت مرتضیٰؑ امام حق است

شیعہ اُولی کے دو فرقے سمجھے جاتے ہیں اول مخلصین شیعہ اہل السنّت والجماعت ہیں۔ اور صحابہؓ و تابعین میں سے حضرت علی علیہ السلام کے ملازمانِ صحبت اور ناصرانِ خلافت ہیں از اخیار مہاجرین و انصار وغیرہم۔ اور مذہب ان کا یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام امام برحق ہیں۔

تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۱ طبع لاہور

ان صحابہؓ کے نام جو لقب شیعہ سے ملقب ہوئے

۱۔ سلمان الفارسی

۲۔ المقداد بن الاسود

۳۔ ابوذر الغفاری

۴۔ عمار بن یاسر
۵۔ عمار بن طفیل
۶۔ ابولیلی انصاری
۷۔ ابوایوب انصاری
۸۔ حجر بن عدی
۹۔ عثمان بن حنیف
۱۰۔ ابورافع
۱۱۔ عدی بن حاتم
۱۲۔ خزیمہ بن ثابت
۱۳۔ سعد بن عبادہ
۱۴۔ حذیفہ بن یمان
۱۵۔ ابوالہیثم
۱۶۔ سہل بن حنیف
۱۷۔ جابر بن عبداللہ
۱۸۔ عمرو بن الحمق
۱۹۔ حکیم بن جبلہ
۲۰۔ قیس بن سعد
۲۱۔ عمر بن ابی سلمہ
۲۲۔ ابوسعید الخدری

۲۳۔ براء بن عازب
۲۴۔ مرداس بن مالک
۲۵۔ الولید بن جابر
۲۶۔ بریدۃ الاسلمی
۲۷۔ خالد بن سعید
۲۸۔ عقبہ بن عامر
۲۹۔ ھند بن ابی ہالۃ

اسماء ان تابعینؒ کے جو لقب شیعہ سے مُلقّب ہوئے

۱۔ ابان بن تغلب الکوفی
۲۔ اسمٰعیل بن ابان الکوفی
۳۔ اسمٰعیل بن خلیفہ
۴۔ اسمٰعیل بن موسیٰ
۵۔ تلید بن سلیمان
۶۔ ثابت بن دینار
۷۔ جابر بن یزید الجعفی
۸۔ جعفر بن سلیمان
۹۔ حبیب بن ابی ثابت
۱۰۔ حماد بن عیسیٰ

Presented by: https://jafrilibrary.org

۱۱۔ حمران بن اعین
۱۲۔ خالد بن مخلد
۱۳۔ زید بن الحباب
۱۴۔ سالم بن ابی الجعد
۱۵۔ سلمۃ بن الفضل
۱۶۔ سلمۃ بن کہیل
۱۷۔ شریک بن عبداللہ
۱۸۔ سلیمان بن مہران
۱۹۔ شعبۃ بن الحجاج
۲۰۔ صعصعہ بن صوحان
۲۱۔ عباد بن یعقوب
۲۲۔ عبدالرزاق بن ہمام
۲۳۔ عبدالملک بن اعین
۲۴۔ عبیداللہ بن موسیٰ
۲۵۔ عدی بن ثابت
۲۶۔ عطیۃ بن سعد
۲۷۔ علی بن الجعد
۲۸۔ علی بن زید
۲۹۔ علی بن قادم

۳۰۔ علی بن المنذر
۳۱۔ الفضل بن دکین
۳۲۔ فضیل بن مرزوق
۳۳۔ محمد بن فضیل
۳۴۔ معروف بن خربوذ
۳۵۔ المنہال بن عمرو
۳۶۔ ہاشم بن البرید
۳۷۔ وکیع بن الجراح
۳۸۔ یحیی بن سعید القطان
۳۹۔ ابو عبداللہ الجدلی

☆☆☆☆☆

عہد امام حسن علیہ السلام میں شیعہ

وَلَمَّا بُوْيِعَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِیٌّ كَانَ الْحَسَنُ مَعَهٗ فِیْ جَمِيْعِ مَشَاهِدِهٖ وَلَمَّا قُتِلَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَجْمَعَتْ شِيْعَةُ اَبِيْهِ عَلٰى بَيْعَتِهٖ

اور جب امیر المومنین علیؑ کی بیعت ہوگئی تو امام حسنؑ تمام مشاہد میں ان کے ساتھ رہے اور جب حضرت علی علیہ السلام شہید کر دیے گئے تو ان کے بعد آپ کے شیعہ حضرت امام حسنؑ کی بیعت پر اکٹھے ہوگئے۔

(اتمام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء الشیخ محمد الخضری المصری ص ۲۵۱ طبع مصر)

عہد امام حسین علیہ السلام میں شیعہ

سانحہ کربلا کے بعد ابن زیاد نے کوفہ میں اپنے خطبے کے دوران امام حسین علیہ السلام کو جس دریدہ دہنی سے یاد کیا ہے اور شیعہ کو امام حسینؑ کے ساتھ شرف شہادت میں شامل بتایا ہے مؤرخ طبری نے اُسے اِن الفاظ میں نقل کیا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَظْهَرَ الْحَقَّ وَاَهْلَهٗ وَنَصَرَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَ حِزْبَهٗ وَ قَتَلَ الْكَذَّابَ ابْنَ الْكَذَّابِ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِیٍّ وَ شِيْعَتَهٗ

اس اللہ کیلئے حمد ہے جس نے حق اور اہل حق کو غالب کیا اور امیر المومنین یزید بن معاویہ اور اس کے لشکر کی مدد فرمائی اور (معاذ اللہ) کذاب

ابن کذاب حسین بن علیؑ اور اس کے شیعوں کو قتل کیا۔

۱۔ تاریخ طبری جلد ۵ ص ۴۵۸ طبع مصر
۲۔ تاریخ کامل جلد ۴ ص ۸۳۔۸۲ طبع بیروت
۳۔ تذکرۃ الخواص ص ۲۱۸ طبع بیروت

شام میں جب اسیرانِ آل محمدؐ کو دربار یزید بن معاویہ میں پیش کیا گیا تو زجر بن قیس نے یزید کو سانحہ کربلاء کی روئیداد سناتے ہوئے کہا۔

وَرَدَ عَلَيْنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِیٍّ فِیْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ سِتِّيْنَ مِنْ شِيْعَتِهٖ

اے یزید! امام حسین علیہ السلام اٹھارہ افراد اہل بیتؑ اور اپنے ساٹھ شیعوں کو لیکر ہم پر وارد کربلا ہوئے انھوں نے آپ کی بیعت نہ کی ہم نے انھیں چاروں طرف سے گھیر اڈال کر قتل کر دیا وغیرہ وغیرہ۔

۱۔ الاخبار الطوال دینوری ص ۲۶۰ طبع مصر
۲۔ تاریخ طبری جلد ۵ ص ۴۵۹ طبع مصر
۳۔ تاریخ کامل جلد ۴ ص ۸۳ طبع بیروت
۴۔ البدایۃ والنھایۃ جلد ۸ ص ۲۰۸ بیروت
۵۔ حیاۃ الحیوان دمیری جلد ۱ ص ۸۶ طبع مصر
۶۔ الفصول المھمۃ ص ۱۹۳
۷۔ نور الابصار ص ۱۳۱ شبلنجی مصر

حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا قاتلوں سے قصاص لینے کیلئے سلیمان بن صرد خزاعی صحابی رسول کی سربراہی میں متحرک ہونے والے شیعہ تھے۔ (تاریخ طبری جلد۵ص ۵۵۱/۵۵۲طبع مصر)

کیا حضرت امام ابوحنیفہ کوفی شیعہ تھے؟

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ایک مخفی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی دراصل شیعہ ہی تھے۔

"از شیعہ مخلصین امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ نیز تصویب رائے زیدی نمود"

یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوفی بھی مخلصین شیعہ میں تھے اور زید بن علی بن الحسین شہید کی رائے اور پیروی کو درست قرار دیتے تھے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں۔ (تحفہ اثناء عشریہ ص ۲۵ طبع لاہور)

اہل السنّت والجماعت کا نام کب سے؟

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ایک اور تہہ پردہ حقیقت کو آشکار فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ابتداء تو ہمارے تمام اسلام واکابر بھی شیعہ ہی کہلاتے تھے، جب یہ لقب شیعہ کیلئے مخصوص ہو کر رہ گیا تو ہم نے اپنا سابقہ نام

شیعہ ترک کر کے جدید نام اہل السنّت والجماعت رکھ لیا۔

"باید دانست کہ شیعۂ اولی کہ فرقہ سنیہ تفضیلیہ اند در زمان سابق بشیعہ ملقب بودند و چون غلاۃ و روافض و زیدیان و اسماعیلیہ بایں لقب خود را ملقب کردند و مصدر قبائح و شرور اعتقادی و عملی گردیدند (خوفا عن التباس الحق بالباطل) فرقہ سنیہ و تفضیلیہ ایں لقب را بر خود نہ پسندیدند و خود را بہ اہل سنت والجماعت ملقب کردند"

جاننا چاہیے کہ شیعہ اولی جو سنیہ تفضیلیہ فرقہ ہے وہ زمانہ سابق میں شیعہ لقب سے ملقب ہوتا تھا، جب غالیوں، رافضیوں، زیدیوں اور اسماعیلیوں نے خود کو اس لقب سے ملقب و مخصوص کر لیا تو حق و باطل کے مل جانے کے خوف سے فرقہ سنیہ و تفضیلیہ والوں نے اس لقب کو اپنے لیے پسند نہ فرمایا اور خود کو اہلسنت والجماعت سے ملقب و موسوم کر لیا۔

(تحفہ اثناء عشریہ ص ۱۱ طبع لاہور)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

کچھ ہمارے بھائی غلط فہمی کا شکار ہیں اور اعتراض کرتے ہیں کہ لفظ شیعہ قرآن پاک میں کفار کے ساتھ بھی آیا ہے۔ یہ صرف ناسمجھی ہے ورنہ بہت سے الفاظ قرآن مجید میں ذو معنی ہیں اور اپنے اپنے محل میں مختلف معنی دیتے ہیں۔ شیعہ کے معنی گروہ کے ہیں خواہ وہ گروہ نیک ہو یا برا۔ درج ذیل الفاظ قرآن مجید میں نیک اور بد دونوں کیلئے استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ لفظ "ربّ" رب العالمین، ارباب متفرقون سورہ یوسف آیت ۳۹
اربابا من دون اللہ سورہ آل عمران آیت ۶۴

۲۔ لفظ "اصحاب" اصحاب الجنۃ، اصحاب النار سورۂ اعراف آیت ۴۴،
اصحاب الیمین، اصحاب الشمال سورہ واقعہ آیت ۲۷ آیت ۴۱

۳۔ لفظ "آل" آل عمران سورہ آل عمران آیت ۳۳ ال یسین سورۂ
الصفت آیت ۱۳۰، آل فرعون سورۂ بقرہ آیت ۴۹

۴۔ لفظ "حزب"، حزب اللہ سورۂ مائدہ آیت ۵۶، حزب الشیطان سورہ
مجادلہ آیت ۱۹

۵۔ لفظ "وحی"......وحی رحمانی سورۂ آل عمران آیت ۴۴، وحی شیطانی سورۃ
الانعام آیت ۱۲۱

علامہ وحید الزمانؒ کی تمنا

مترجم (کتب حدیث وحید الزمانؒ) کہتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بیشک "امیر المومنین" تھے۔ ایک بار میں نے جناب امیر کہہ کر آپ (حضرت علی) کو مراد لیا تو ایک سُنّی صاحب بگڑ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے شاید تم شیعہ ہو میں نے کہا دریں چہ شک......میں بیشک شیعہ علی ہوں اللہ ہم کو دنیا میں اسی گروہ میں رکھے اور آخرت میں بھی اسی گروہ میں ہمارا حشر کرے۔

لغات الحدیث کتاب الف ص ۶۲ طبع نعمانی کتب خانہ۔ لاہور

علامہ وحید الزمانؒ اپنی کتاب ھدیۃ المھدی ص ۱۰۳ میور پریس دہلی مطبوعہ

۱۳۲۵ھ میں حضرت علیؑ سے لیکر حضرت امام مہدیؑ تک بارہ آئمہ کے نام لکھ کر فرماتے ہیں کہ اگر ہم ان کے زمانے میں ہوتے تو ان کے ساتھ ہوتے۔ بارہ آئمہ کے ذکر کے بعد رقمطراز ہیں:

هٰؤُلَآءِ الْاَئِمَّةُ الْاِثْنَا عَشَرَ هُمُ الْاُمَرَآءُ فِی الْحَقِیْقَةِ اِنْتَهَتْ اِلَیْهِمْ خِلَافَةُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَرِیَاسَةُ الدِّیْنِ الْمَتِیْنِ فَهُمْ شُمُوْسُ سَمَآءِ الْاِیْمَانِ وَالْیَقِیْنِ.

یعنی یہی بارہ امام ہمارے امام اور حقیقت میں امیر ہیں، ان پر سید المرسلینؐ کی خلافت اور دین متین کی ریاست منتھی ہوئی ہے اور یہی آسمان و یقین کے آفتاب ہیں۔ پھر آخر میں علامہ وحید الزمان خدا کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا مَعَ هٰؤُلَآءِ الْاَئِمَّةِ الْاِثْنَیْ عَشَرَ وَ ثَبِّتْنَا عَلٰی حُبِّهِمْ اِلٰی یَوْمِ النُّشُوْرِ......

خداوندا! ہمارا حشر بارہ آئمہ کے ساتھ کرنا اور ہمیں قیامت تک ان کی محبت پر ثابت قدم رکھ۔ ملاحظہ ہوں۔

ھدیۃ المھدی ص ۱۰۲ مترجم علامہ الحاج صائم چشتی ص ۱۸۵ طبع فیصل آباد

☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر۲ مفتی عبدالسبحان القادری

حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں جب بیس رکعت تراویح باجماعت پڑھنے کیلئے گھر سے نکلے اور مدینہ منورہ کی مساجد کو روشن دیکھا تو فرمایا:

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ مَرْقَدَ عُمَرَ كَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَنَا

الجواب بیس رکعت نمازِ تراویح کی حقیقت

اولاً تو مفتی عبدالسبحان القادری صاحب نے اس روایت کا کوئی حوالہ ہی درج نہیں فرمایا اس خوف سے کہ کسی مستند کتاب حدیث میں اس کا وجود نہیں ہے خصوصاً صحاح ستہ تو ایسی پُرلطف روایت سے محروم ہی رہی اور بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود اسے بدعت فرماتے ہیں۔

بخاری شریف جلد اوّل ص ۲۴۲ طبع مصر:

قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ

یعنی حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے۔ مزید حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۱۴ بیروت
۲۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۴ ص ۲۳۲۵۹ ۷۷
۳۔ السنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ ص ۴۹۳ ملتان
۴۔ شرح کرمانی جلد ۹ ص ۱۵۳/۱۵۴ طبع بیروت

۵۔ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ص ۱۲۵/۱۲۶ کوئٹہ
۶۔ ارشاد الساری جلد ۳ ص ۴۲۵/۲۲۶ مصر
۷۔ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۳۲ لاہور
۸۔ بخاری شریف ص ۱۰۷ مترجم اختر شاہجہانپوری لاہور
۹۔ جہانگیری صحیح بخاری جلد ۳ ص ۳۳۲ لاہور

تاریخ الخلفاء ص ۱۰۶ میں خود علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاتِ عمرؓ میں اسے شامل فرمایا ہے۔ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ قِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ. یعنی حضرت عمرؓ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے ماہِ رمضان میں قیام بصورت تراویح (کی بدعت) کو جاری فرمایا:

مزید ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مصنف ابن ابی شیبۃ جلد ۲ کراچی
۲۔ تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۱۴۰ طبع بیروت
۳۔ کتاب الاوائل ابن ابی عاصم ص ۱۳۷ لاہور
۴۔ کتاب الاوائل عسکری ص ۱۰۵ بیروت
۵۔ تاریخ کامل جلد ۳ ص ۵۹ طبع بیروت
۶۔ الریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۲۶۵ بیروت
۷۔ تاریخ الخمیس جلد ۲ ص ۲۴۱ بیروت
۸۔ مصفی شرح مؤطا جلد ۱ ص ۱۷۵ دہلی
۹۔ الفاروق ص ۳۷۳ لاہور

اعتراض (۳) مفتی عبدالسبحان القادری

شیعہ فرقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غلط الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ امام باڑہ سے تبرا عام طور پر کیا جاتا ہے۔ شب بیداری کے نام پر شیعہ فرقہ لاؤڈ اسپیکر پر دلآ زاری کرنے والے الفاظ جس میں صحابہ کرام اور دوسرے خلفائے ثلاثہ کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

قرآن مجید اور حدیثِ معصومؑ سے تبرا کی وضاحت

الجواب بعون اللہ الوحاب جناب والا! شیعہ کسی کی دلآ زاری نہیں کرتے ہیں۔ ہم شیعیانِ علیؑ جس رسول کا کلمہ پڑھتے ہیں وہ خود خلق عظیم کے مالک اور متمم مکارم اخلاق بن کر جلوہ گر ہوئے ہیں اور جس علی علیہ السلام کے پیروکار ہیں وہ قاتل کو شربت پیش کرتے ہیں شیعہ نہ بحمد اللہ گستاخ ہیں اور نہ ہی کسی گستاخ کے پیروکار ہیں کہ خواہ مخواہ گستاخی کریں۔

کاش! مفتی عبدالسبحان القادری صاحب لفظِ تبرا کا ترجمہ کسی قرآنی آیت یا حدیث سے پیش فرما دیتے۔ مگر غالباً ان کو یہ علم ہی نہیں ہے کہ لفظِ تبرا کا تعلق زبان سے ہے ہی نہیں بلکہ صرف قلبی کیفیت کو اس سے تعبیر کیا گیا ہے۔
آیتِ قرآنی پیشِ خدمت ہے۔

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ (الآیۃ) پارہ ۱۱/سورہ توبہ آیت ۱۱۴)

پس جب (حضرت ابراہیمؑ پر، واضح ہوگیا کہ وہ (ان کا چچا آزر)

دشمن خدا ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔

جناب والا! مفتی صاحب نے غلط طور پر جگہ جگہ لفظ تبرا لکھ کر اس کو غلط الفاظ اور گالی کے معنی دیئے، سب وشتم کا لباس پہنانے اور ملک کی فضا کو مزید مکدر کرنے کی سعی نا مشکور فرمائی ہے۔ جس شد ومد سے اس کی تردید کرتا ہوں کیوں کوئی شیعہ لاؤڈ اسپیکر پر یا اس کے بغیر صحابہ کرام کو گالی نہیں دیتا ہے، یہ محض دنیا والوں کا بہتان ہے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات

سب وشتم سے ممانعت از قرآن

مذہب جعفری میں کسی کو گالی دینا شرعاً ناجائز اور مخرب اخلاق ہے۔
چنانچہ میرا خالق فرماتا ہے:

لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ الآیۃ

اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے۔ ترجمہ اعلیٰ حضرتؒ
(پارہ ۸ سورہ انعام آیت ۱۰۹)

☆☆☆☆☆

امام معصومؑ سے سبّ و شتم کی ممانعت

امام برحق حضرت صادق آل محمد علیہ السلام کا فرمان بھی اس سلسلہ میں مزید ملاحظہ فرمائیں:

وَقِيْلَ لِلصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص إِنَّا نَرَىٰ فِي الْمَسْجِدِ مَنْ يُّعْلِنُ بِسَبِّ أَعْدَائِكُمْ وَ يُسَمِّيْهِمْ فَقَالَ مَالَهُ لَعَنَهُ اللّٰهُ يَعْرِضُ بِنَا وَقَالَ تَعَالٰى: لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ لَا تَسُبُّوْهُمْ فَلِأَنَّهُمْ يَسُبُّوْا عَلَيْكُمْ قَالَ الصَّادِقُ مَنْ سَبَّ وَلِيَّ اللّٰهِ فَقَدْ سَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَبَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَكَبَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَنْخِرَيْهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا ابن رسول اللہ میں ایک شخص کو مسجد میں دیکھتا ہوں جو آپ کے دشمنوں کو کھلم کھلا برا کہتا ہے اور ان کا نام بھی لیتا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا ہو گیا ہے اس ملعون کو کہ وہ ہم کو معرض ہلاکت میں ڈالنا چاہتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے: نہ برا کہو (مشرکوں کے سامنے) ان کو جنہیں یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں ورنہ یہ لوگ جہالت میں آ

کر دشمنی سے خدا کو برا کہیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص ولی اللہ کو ناسزا کہے تو اس نے خدا کو برا کہا اور جس نے خدا کو برا کہا خدائے تعالیٰ اس کو دونوں نتھنوں کے بل جہنم کی آگ میں ڈالے گا۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں!

(کتاب الاعتقادات شیخ صدوق" ص ۱۵۲ طبع دہلی)

اگر اس کے باوجود بھی کوئی شخص شیعہ کی طرف سب و شتم کی نسبت دے کر مملکتِ خداداد پاکستان میں فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کرے گا تو ایسے شخص کو ہم یہ تصور کرنے پر مجبور ہوں گے کہ وہ کسی بیرونی (امن دشمن، وطن دشمن اور دشمنِ اسلام) طاقت کا ایجنٹ ہے اور ایسے شخص کو شیعہ کے خلاف فتویٰ صادر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے جو بدبخت، بے دین نہ دین میں مخلص ہے اور نہ تبلیغ دین میں نہ ہی وطن کی سالمیت اور استحکام سے اسے کوئی سروکار ہے۔

کاش! مفتی عبدالسبحان القادری صاحب نے اپنی کتب عقائد و حدیث پر ایک نظر ڈال لی ہوتی جو لوگ شبِ عاشوراء کے اعمال اور لاؤڈ اسپیکر پر نوحہ خوانی کو گلا پھاڑ پھاڑ کر تبرا سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کی اپنی کتب عقائد میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالیاں دینے والا بھی کافر اور خارج از اسلام نہیں لکھا ہے:

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو گالی دینا کفر نہیں ہے

چنانچہ مسلک اہل السنت والجماعت کے مایہ ناز محقق اور مذہب امام اعظم کے مجدد اپنی شہرہ آفاق کتاب شرح فقہ اکبر میں رقم طراز ہیں:

وَسَبُّ الشَّيْخَيْنِ لَيْسَ بِكُفْرٍ كَمَا صَحَّحَهُ

اَبُوْشَكُوْرٍ فِيْ تَمْهِيْدِهٖ

یعنی حضرات شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کو گالی دینا کفر نہیں ہے۔ جیسا کہ ابو شکور سلمی سنی نے اپنی کتاب التمہید میں اسکو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۔ شرح فقہ اکبر ص ۸۶ طبع مجتبائی دہلی

۲۔ شرح عقائد نسفیہ ص ۱۳۹ مصر

۳۔ تہذیب العقائد ص ۱۰۹ کراچی

۴۔ مجموعۃ الفتاوی عبدالحی حنفی جلد ۱ ص ۹۰/۱۹۳ لاہور

امیر شام نے حضرت علیؑ پر سبّ کرایا

اس کے علاوہ مفتی صاحب کے پانچویں خلیفۃ النبیؐ نے خطبات جمعہ میں اپنے عاملوں سے حضرت علی علیہ السلام پر حکماً سب و شتم کرایا۔ وہ ذرا اپنی کتاب حدیث صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ طبع دہلی میں اَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا التُّرَابِ الحدیث یعنی معاویہ بن ابی سفیان نے سعد بن ابی وقاص صحابی کو حکم دیا اور کہا کہ تو ابوتراب پر کیوں سب نہیں کرتا؟ (گالی نہیں دیتا؟) پڑھ لیتے اور ساتھ ہی اپنے مذہب کی کتاب فتاویٰ عزیزی جلد ۱ صفحہ ۱۲۲ سے اس حدیث کی تشریح میں محدث دہلوی کی زبان سے سماعت فرما لیتے تو ان کی آنکھیں حق بینی کیلئے ضرور کھل جاتیں۔

امیر معاویہ نے خود مولا علیؑ کو برا بھلا کہا

سنن ابن ماجہ ص ۱۲ باب فضل علی بن ابی طالب طبع کراچی میں مرقوم ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِيْ بَعْضِ حَجَّاتِهٖ فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ فَذَكَرُوْا عَلِيًّا فَنَالَ مِنْهُ فَغَضِبَ سَعْدٌ وَّ قَالَ تَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ

الحدیث ملاحظہ فرمائیں کہ ان کے پانچویں خلیفۃ المسلمین نے خود حضرت علی علیہ السلام کو بُرا بھلا کہا۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے غضبناک ہو کر کہا کہ تم ایسے شخص کو گالیاں دیتے ہو جس کی شان میں رسول پاکؐ نے یہ یہ فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ ذرا غور و فکر کر کے فرمائیں کہ امیر شام پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے غضب کی وجہ کیا ہے؟ اور پھر سیرت النبیؐ علامہ شبلی نعمانی جلد اوّل ص ۶۶ تا ص ۶۷ طبع دہلی سے نوے سال تک آل فاطمہؑ کی توہین کرنے والے اور حضرت علی علیہ السلام پر منبروں پر لعن کرنے والے کے باب میں بھی اپنی زبان مبارک سے کچھ ارشاد فرما دیتے؟

مزید حوالہ جات کیلئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ صحیح المسلم جلد ۷ ص ۱۲۰ طبع بیروت

۲۔ ترمذی جلد ۲ ص ۳۰۰ مصر

۳۔ سنن نسائی جلد ۵ ص ۱۰۷/۱۰۸ طبع ملتان
۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ ص ۹۱ کراچی
۵۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۱۷۳ مکہ مکرمہ
۶۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۰۸ ص ۱۲۱ بیروت
۷۔ العقد الفرید جلد ۴ ص ۹۹، ص ۱۰۳
۸۔ مروج الذہب جلد ۳ ص ۲۳ مصر
۹۔ الکامل ج ۳ ص ۴۰۵ بیروت
۱۰۔ جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۲۹/ ۴۷۷ بیروت
۱۱۔ اسد الغابہ جلد ا ص ۱۳۲ ریاض
۱۲۔ تاریخ ابن وردی جلد ا ص ۲۲۲ طبع النجف
۱۳۔ البدایہ والنھایہ جلد ۷ ص ۳۱۵ طبع بیروت
۱۴۔ فتح الباری شرح البخاری جلد ۷ ص ۷۱ طبع لاہور
۱۵۔ الصواعق المحرقہ ص ۱۲۱ طبع ملتان
۱۶۔ تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۲۱ طبع دہلی

☆☆☆☆☆

خالد بن ولیدؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عمار یاسرؓ کو گالیاں دیں؟

اور پھر عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ وَبَیْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَیْئٌ فَسَبَّہٗ خَالِدٌ الحدیث

خالدؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو گالی دی۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں!

۱۔ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۱۰ طبع دہلی
۲۔ تفسیر ابن جریر جلد ۵ ص ۸۸ مصر
۳۔ اسباب النزول ص ۱۹۱ مصر
۴۔ جامع الاصول جلد ص ۴۰۷ جلد ۹ بیروت
۵۔ تفسیر البحر المحیط جلد ۳ ص ۳۰۹ طبع بیروت
۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد ا ص ۵۱۸ مصر
۷۔ تفسیر المظھری جلد ۲ ص ۱۵۱ طبع دہلی
۸۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۲ ص ۱۷۶ طبع مصر
۹۔ شرح فقہ اکبر ص ۸۳ طبع دہلی
۱۰۔ التفسیرات الاحمدیہ ص ۲۸۹ طبع بمبئی
۱۱۔ تفسیر روح المعانی جلد ۳ ص ۶۵ ملتان

حضرت عمرؓ نے سعد بن عبادہؓ پر لعنت کی؟

لَمَّا بَایَعَ عُمَرُ وَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ وَمَنْ حَضَرَ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ قَائِلٌ قَتَلْتُمْ سَعْدًا فَقَالَ عُمَرُ قَتَلَهُ اللّٰهُ (شرح فقہ اکبر ص ۷۵)

اور پھر قتلہ اللہ کا ترجمہ عربی لغت کی کتاب المنجد ص ۶۰۸ سے قَتَلَهُ اللّٰهُ ای لَعَنَهُ اللّٰهُ پڑھ کر حضرت عمرؓ کو سعد بن عبادہ صحابی رسولؐ پر لعنت کرنے سے بچانے کی کوئی تدبیر فرمائی ہوتی۔

غرض یہ صحابۂ رسول کو گالیاں دینا آپ کی اپنی کتابوں کی رو سے آپ کے بزرگوں کا عمل رہا ہے نہ کہ شیعہ کا۔

صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۸ کے مطابق سعد بن ابی وقاصؓ کو معاویہ کا حضرت علیؑ پر سبّ کرنے کا حکم دینا، سنن ابن ماجہ ص ۱۲ کے مطابق خود معاویہ کا مولائے کائنات کو برا کہنا اور سیرت النبی ص ۶۶ تا ص ۶۷ کے مطابق نوے سال تک منبروں پر آلِ فاطمہؑ کی توہین اور حضرت علیؑ پر لعنتیں کرانا...... سامنے رکھ کر بتلایئے مفتی صاحب! حضرت علی علیہ السلام بقول آپ کے صحابی اور خلیفہ راشد بھی ہیں ان پر سب و شتم کرنے والے معاویہ اور بنی امیہ کے عاملوں کے خلاف آپ لوگوں نے کیا رائے قائم کی ہے؟ اُلٹا انعام کے طور پر اُسے اپنا پانچواں خلیفۂ رسولؐ مان لیا۔ پھر تم علی علیہ السلام کو کیسے مانتے ہو؟

صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۱۰ پر حضرت خالد بن ولید نے عبدالرحمٰن بن عوف کو گالیاں دیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف صحابی ہیں اور بقول آپ کے عشرہ مبشرہ میں بھی داخل ہیں۔ ان کو گالیاں دینے والے خالد بن ولید کے لئے کیا حکم ہے۔ اُلٹا آپ لوگوں نے صحابی کو گالیاں دینے والے کو سیف اللہ مان لیا...... پھر کس منہ سے کہتے ہو کہ ہم صحابہ کرام کے خادم اور جانثار ہیں؟

شرح فقہ اکبر ص ۷۵ کے مطابق حضرت عمرؓ نے سعد بن عبادہؓ پر لعنت کی اور سعد بن عبادہؓ اصحاب بدر میں شامل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے احترام کا حکم دیا۔ اس صحابی کو گالیاں دینے والے کو آپ نے دوسرا خلیفہ رسول قرار دے دیا ہے۔ (ایں چہ بوالعجبی است)

جناب مفتی عبدالسبحان القادری صاحب! واضح طور سماعت فرمائیں کہ ہم شیعہ صحابۂ رسول کو بُرا نہیں کہتے بلکہ ہم صرف لعنت کرتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے قاتلوں اور اہلبیتؑ رسولؐ کے دشمنوں پر اور یہ لعنت کرنا آپ کے مذہب میں بھی نہ صرف جائز ہے بلکہ بقائے اُمت کا باعث ہے۔

چنانچہ آپ کے استاد المحدثین شاہ عبدالعزیز پر محدث دہلوی اپنی تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۲۰۲ طبع مجتبائی دہلی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ناقۂ صالحؑ کے قتل کے بعد قوم ثمود معذّب بعذابِ الٰہی ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔ ناقۂ صالحؑ کی طرح حضرت علی علیہ السلام بھی چونکہ نبوت مصطفیٰ کے لیے معجزہ تھے، ان کی شہادت کے بعد اُمتِ محمدیہؐ مبتلائے عذاب ہو کر ہلاک کیوں نہ ہوئی، کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

فرق از دو وجہ اول آنکہ تمام فرقۂ ثمود بکشتن ناقہ راضی شد۔ و از ین امت اکثر یا اشخاص بایں حرکت راضی نہ شدند بلکہ بر آن حرکت کنندہ نفرین و لعنت فرستادند۔

یعنی فرق دو وجہ سے ہے اول یہ کہ تمام قومِ ثمود قتلِ ناقہ سے خوش ہوئی، اس لیے ہلاک ہوگئی۔ اور اس کے برخلاف میں امتِ مسلمہ کی اکثریت نے قاتلِ علی علیہ السلام سے نفرین کی اور اُس پر لعنت بھیجی اس لیے عذابِ الٰہی سے محفوظ رہی وغیرہ ذالک۔

☆☆☆☆☆

اعتراض (۴) مفتی عبدالسبحان القادری

مسلمانوں کی اذان جس کو آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رواج دیا اس کو شیعہ نہیں مانتے بلکہ ان کی اذان مروجہ اذان سے مختلف ہے۔ شیعہ فرقہ نے جن الفاظ کا اضافہ اپنی اذان میں کیا ہے وہ بھی ایک وجہ اختلاف ہے۔

الجواب:

جناب مفتی عبدالسبحان القادری صاحب کا کہنا ہے "مسلمانوں کی اذان جس کو آنخضرتؐ نے رواج دیا۔ اس کو شیعہ نہیں مانتے" سو فیصد غلط، شیعہ پر تہمت اور بہتان عظیم ہے۔

مفتی صاحب میں اگر ہمت ہے تو اپنی اذان میں سے ایک ایسے جملہ کی نشاندہی تو کریں جس کی شیعوں نے کبھی جزو اذان ہونے سے نفی کی ہے۔

هَاتُوا بُرهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ

مفتی عبدالسبحان قادری کی اذان

مفتی عبدالسبحان القادری صاحب کے مذہب کی اذان پندرہ کلمات وفصول پر مشتمل ہے۔

میں عرض کیے دیتا ہوں:

اللہ اکبر[1] اللہ اکبر[2] اللہ اکبر[3] اللہ اکبر[4] اشھد ان لا الٰہ[5] الا اللہ

اشہدان لا الہ[6] الا اللہ اشہدان محمدا رسول[7] اللہ اشہدان محمد[8] رسول اللہ حی علی[9] الصلاۃ حی علی[10] الصلاۃ حی علی[11] الفلاح حی علی[12] الفلاح اللہ اکبر[13] اللہ اکبر[14] لا الہ الا اللہ[15]

جناب والا! یہ ہے وہ اذان جسے بقول مفتی عبدالسبحان صاحب کے، آنحضرتؐ نے رواج دیا۔

اس میں کونسا جز ایسا ہے جس کے شیعہ منکر ہیں اور اُسے جزو اذان نہیں مانتے، بتلائیں تو!!

مگر میں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ آنحضرتؐ نے ان کی کتاب مشکوٰۃ شریف باب الاذان کے مطابق جو اذان حضرت ابو محذورہؓ اپنے صحابی کو سکھلائی تھی اس کے کلمات وفصول پندرہ نہیں بلکہ انیس ۱۹ ہیں:

وَعَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمَذِیُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ:

یعنی ابو محذورہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایسی اذان تعلیم دی جو انیس ۱۹ کلمات وفصول اور اقامت سترہ کلمات وفصول پر مشتمل ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی اور ابن ماجہ نے۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاذان ص ۶۳ طبع دہلی)

مفتی صاحب موصوف یہ انیس فصول اذان اپنی اذان پر فٹ کر کے تو بتائیں۔ میں دیکھوں گا کہ وہ کیسے اس معمہ کو حل فرماتے ہیں۔ مگر میں بلا جھجک بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر عرض کرونگا کہ یہ فصول اذان تو صرف اور صرف شیعہ کی اذان ہی سے مطابقت رکھتی ہیں۔

انیس ۱۹ فصول والی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ذیل کتب میں بھی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مسند ابی داؤد طیالسی جلد ۱ ص ۱۹۳ طبع کراچی
۲۔ منحۃ المعبود جلد ۱ ص ۷۹ طبع مصر
۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۰۳ طبع کراچی
۴۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۴۰۹، جلد ۶ ص ۴۰۱ طبع مکہ مکرمہ
۵۔ سنن الدارمی جلد ۱ ص ۲۱۸ طبع ملتان
۶۔ سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۲۳۵ طبع بیروت
۷۔ سنن ابی داؤد ص ۸۴ طبع الریاض
۸۔ جامع ترمذی جلد ۱ ص ۳۶۴ طبع بیروت
۹۔ السنن الکبریٰ نسائی جلد ۱ ص ۴۹۷ طبع ملتان
۱۰۔ المنتقیٰ ابن جارود ص ۶۴ سانگلہ ہل
۱۱۔ کتاب الکنیٰ والاسماء دولابی جلد ۱ ص ۵۴ بیروت
۱۲۔ شرح معانی الآثار طحاوی جلد ۱ ص ۹۱/۹۲ طبع کراچی
۱۳۔ صحیح ابن حبان جلد ۳ ص ۹۵/۹۶ طبع بیروت

۱۴۔ سنن الدار قطنی جلد۱ ص۲۳۸ طبع قاہرہ

۱۵۔ المحلی ابن حزم جلد۳ ص۱۵۰ طبع بیروت

۱۷۔ جامع الاصول من احادیث الرسول جلد۶ ص۱۹۲/۱۹۳ طبع بیروت

۱۶۔ السنن الکبریٰ بیہقی الجواہر النقی جلد۱ ص۴۱۶ طبع ملتان

۱۸۔ کنز العمال جلد۸ ص۳۴۵ طبع بیروت

۱۹۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد۲ ص۱۵۲ طبع ملتان

۲۰۔ اشعۃ اللمعات جلد۱ ص۳۰۷ طبع ملتان

۲۱۔ جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد جلد۱ ص۱۱۱ طبع سمندری

۲۲۔ نیل الاوطار جلد۲ ص۲۴۳ طبع بیروت

۲۳۔ تحفۃ الاحوذی جلد۱ ص۱۷۳ طبع ملتان

۲۴۔ التعلیق الصبیح جلد۱ ص۲۹۲ طبع لاہور

۲۵۔ معارف السنن جلد۲ ص۱۸۰ طبع کراچی

۲۶۔ انوار المحمود جلد۱ ص۲۰۳ طبع کراچی

۲۷۔ عون المعبود جلد۱ ص۱۹۲ طبع دہلی

۲۸۔ بذل المجہود جلد۲ ص۲۸۲ طبع ملتان

۲۹۔ مفتاح کنوز السنۃ ص۲۹ کالم۳ طبع لاہور

☆☆☆☆☆

شیعہ کی اذان

اللہ اکبر[1] اللہ اکبر[2] اللہ اکبر[3] اللہ اکبر[4] اشھد ان لا الہ[5] الا اللہ اشھد ان لا الہ[6] الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ[7] اشھد ان محمد[8] رسول اللہ اشھد[9] ان علیا ولی اللہ اشھد[10] ان علیا ولی اللہ حی علی[11] الصلاۃ حی علی[12] الصلاۃ حی علی[13] الفلاح حی علی[14] الفلاح حی علی خیر العمل[15] حی علی خیر العمل[16] اللہ اکبر[17] اللہ اکبر[18] لا الہ الا اللہ[19]

کیوں جناب! شیعہ کی اذان بلحاظ فصول تو آپ کی مشکوٰۃ شریف سمیت بہت سی کتب احادیث سے بھی ثابت ہو رہی ہے۔ اب کیا خیال ہے؟

یاد رہے کہ ہم نے آخری کلمہ لا الہ الا اللہ کو صرف ایک بار ''الحجۃ اللخصم من مسلماتہ'' کے تحت درج کیا ہے ورنہ شیعی اذان میں یہ کلمہ طیبہ بھی دیگر فصول وکلمات کی طرح استحبابا دو بار پڑھا جاتا ہے۔ فافہم وتدبر۔

مفتی صاحب ہاتھ پاؤں مار کر زیادہ سے زیادہ فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کا اضافہ کرلیں گے تو بھی صرف سترہ ۱۷ فصول بنیں گی اور پھر مشکل اور آن پڑے گی کہ الصلاۃ خیر من النوم کی پیغمبر اکرمؐ نے تعلیم ہی نہیں دی بلکہ یہ جملہ تو حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ حکومت میں اور وہ بھی صرف فجر کی اذان میں شامل کرا دیا تھا۔

الصلاۃ خیر من النوم بدعت عمری ہے

اِنَّ الْمُؤَذِّنَ جَآءَ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یُؤْذِنُہٗ لِصَلَاۃِ الصُّبْحِ فَوَجَدَہٗ نَآئِماً فَقَالَ الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَمَرَہٗ عُمَرُ اَنْ یَّجْعَلَھَا فِیْ نِدَآءِ الصُّبْحِ

حضرت عمرؓ کے پاس مؤذن آیا نماز صبح کی خبر کرنے کو تو سوتا ہوا پایا حضرت عمرؓ کو۔ پس کہا اس نے الصلاۃ خیر من النوم یعنی نماز بہتر ہے سونے سے اے امیر المومنین! تو حکم کیا حضرت عمرؓ مؤذن کو کہ کہا کرے اس کلمہ کو صبح کی اذان میں۔ اس اثر کو دار قطنیؒ نے ابن عمرؓ سے مسنداً روایت کیا ہے کہ عمرؓ نے مؤذن سے کہا جب پہنچے تو حی علی الفلاح پر فجر کی اذان میں تو کہو بعد اس کے الصلاۃ خیر من النوم دو بار!

۱۔ مؤطا امام مالک مترجم ص ۹۰ طبع کراچی
۲۔ تنویر الحوالک جلد ۱ ص ۱۱۲ طبع بیروت
۳۔ شرح مؤطا الزرقانی جلد ۱ ص ۲۲۰ طبع مصر
۴۔ مصفّٰی شرح مؤطا ص ۸۳ طبع دہلی
۵۔ اوجز المسالک الی مؤطا مالک جلد ۱ ص ۱۹۲ طبع ملتان
۶۔ کشف المغطا بر حاشیہ موطا ص ۵۷ طبع کراچی
۷۔ تنویر المجد علی مؤطا امام محمد ص ۱۳۵ لاہور
۸۔ سنن الدار قطنی جلد ۱ ص ۲۴۳ طبع مصر

۹۔ جامع الاصول جلد ۶ ص ۱۹۷ طبع بیروت
۱۰۔ مشکوٰۃ المصابیح ص ۶۳ کراچی
۱۱۔ کنز العمال جلد ۸ ص ۳۵۵ طبع بیروت
۱۲۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۱۵۷ ملتان
۱۳۔ لمعات التنقیح جلد ۳ ص ۱۲ لاہور
۱۴۔ مرعاۃ المفاتیح جلد ۲ ص ۹۰/۹۱ سانگلہ ہل
۱۵۔ التعلیق الصبیح جلد ۱ ص ۲۹۴/۲۹۵ لاہور
۱۶۔ نیل الاوطار ص ۲۴۰ طبع بیروت
۱۷۔ السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ ص ۹۸۷ طبع بیروت
۱۸۔ الفاروق ص ۳۷۱ تا ص ۳۷۳ لاہور

یاد رہے کہ سنی محدثین اور فقہا الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو "تثویب" کہتے ہیں:

اِنَّ التَّثْوِیْبَ الْاَصْلِیَّ کَانَ الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ لَا غَیْرُہٗ فِی اَذَانِ الْفَجْرِ خَاصَّۃً

یعنی اصلی تثویب سوائے الصلاۃ خیر من النوم کے کوئی اور نہ تھی وہ بھی صرف فجر کی اذان میں۔

۱۔ ھدایہ اولین ص ۸۲ بر حاشیہ ۱۲ طبع یوسفی دہلی مزید ملاحظہ فرمائیں:
۲۔ کتاب الآثار ص ۱۹ ملتان
۳۔ کتاب الام امام شافعی جلد ۱ ص ۸ طبع بیروت

۴۔ کتاب المبسوط بر حاشیہ جلد ۱ ص ۱۳۰ طبع کراچی
۵۔ مصنف ابن ابی شیبۃ جلد ۱ ص ۲۰۸ طبع کراچی
۶۔ الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف جلد ۲۱ ص ۶۱۹ طبع بیروت
۷۔ رفع العجاجۃ جلد ۱ ص ۲۵۱ طبع لاہور
۸۔ ترمذی شریف جلد اول ص ۴۲ طبع مصر
۹۔ معارف السنن جلد ۲ ص ۲۰۵ طبع کراچی
۱۰۔ المجتبی المعروف بسنن النسائی زہرالربی ص ۱۰۶ طبع دہلی
۱۱۔ شرح معانی الآثار طحاوی جلد ۱ ص ۹۵ طبع کراچی
۱۲۔ سنن الدار قطنی جلد ۱ ص ۲۴۳ طبع مصر
۱۳۔ السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ ص ۹۷ طبع بیروت

☆☆☆☆☆

تثویب حضرت علیؑ اور ابن عمرؓ کے نزدیک بھی بدعت ہے

الف: حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو تثویب یعنی الصلاۃ خیر من النوم کہتے دیکھا تو آپ نے حکم دیا اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو۔

ب: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مؤذن سے تثویب بمعنی الصلاۃ خیر من النوم سنا تو بقول مجاہد حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اس الصلاۃ خیر من النوم کہنے والے بدعتی کے پاس سے نکل جائیں۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیں: ہدایہ اولین ص ۸۴ بر حاشیہ ۸ طبع یوسفی دہلی

اذان میں علیؑ ولی اللہ پڑھنے پر شور مچانے والو! تم نے الصلاۃ خیر من النوم کس آیہ قرآنی اور حدیث صحیح سے لیکر شامل اذان کیا ہے؟ اور اگر تمہارے الصلاۃ خیر من النوم کہہ لینے سے اذان کا کچھ نہیں بگڑتا تو بتاؤ! علی ولی اللہ کہنے سے کیا بگڑے گا؟! اگر تم کہو گے کہ لوگوں کو نیند سے بیدار کرنے کیلئے فجر کی اذان میں ہم لوگ پڑھتے ہیں تو جواباً عرض ہے کہ ہم بھی ولایت علیؑ کے غافلوں کو ولایت مولا علیؑ یاد دلانے کیلئے پڑھتے ہیں اور اس کے ساتھ حکم امام معصومؑ بھی شامل ہے۔

حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ اذان میں

اب رہا مفتی صاحب کے بقول "شیعہ فرقہ نے جن الفاظ کا اضافہ اپنی اذان میں کیا ہے وہ بھی وجہ اختلاف ہے۔"

جناب والا! جن دو جملوں کو مفتی صاحب بزعم خویش اضافہ تصور کرتے ہیں وہ اضافہ ہم نے خود نہیں کیا بلکہ اس کو خدا اور رسولؐ کے ارشادات کی روشنی میں بحکم امام معصومؑ پڑھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اضافہ مفتی صاحب کے مذہب کی کتابوں سے بھی ثابت ہے۔

ان میں سے ایک کلمہ حی علی خیر العمل ہے جسے حی علی الفلاح کے بعد اذان میں پڑھا جاتا ہے جو بقول ان کے شیعہ اپنی اذان میں اضافہ کے طور پر پڑھتے ہیں۔

حی علی خیر العمل اور عبداللہ ابن عمرؓ

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ جو حضرت عمرؓ کے صاحبزادے اور صحابی ابن صحابی ہیں وہ بھی اپنی اذان میں کبھی حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل پڑھتے تھے۔

اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ الْکُبْرٰی بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِن عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یُؤَذِّنُ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ اَحْیَانًا وَرُوِیَ فِیْهَا عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ اَنَّهٗ قَالَ هُوَ الْاَذَانُ الْاَوَّلُ

یعنی امام بیہقی" اپنی کتاب حدیث السنن الکبریٰ میں بسند صحیح روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی اذان میں کبھی کبھی حی علی خیر العمل کہتے ہیں تھے اور علی زین العابدین علیہ السلام سے بھی اسی کتاب میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا ہُوَ الْاَذَانُ الْاَوَّلُ یعنی ابتدائی اذان ہی وہ ہے جس میں حی علی خیر العمل پڑھا جائے۔ حوالہ جات کیلئے ملاحظہ ہوں:

۱۔ تنویر المجد علی موطا امام محمد ص ۳۵/۳۶ طبع لاہور
۲۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۱ ص ۴۶۰ طبع بیروت
۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۱۵ طبع کراچی
۴۔ المحلی ابن حزم جلد ۳ ص ۱۶۱ طبع بیروت
۵۔ السنن الکبریٰ بیہقی جلد ۱ ص ۴۲۴ طبع ملتان

۶۔ نصب الرایۃ لاحادیث الھدایۃ جلد ۱ ص ۲۹۱ طبع لاہور
۷۔ شرح تجرید العقائد القوشجی ص ۳۷۴
۸۔ الکبریت الاحمر عبدالوہاب شعرانی جلد ۱ ص ۱۱ طبع مصر
۹۔ کنز العمال جلد ۸ ص ۳۴۲ طبع بیروت
۱۰۔ نیل الاوطار جلد ۲ ص ۳۰ طبع مصر
۱۱۔ رفع الحاجۃ عن سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۲۵۰ طبع لاہور
۱۲۔ اوجز المسالک جلد ۱ ص ۱۹۲ طبع ملتان

اب ذرا نظر کرم مبذول فرمائیے اپنے امام اعظم کے شاگرد رشید امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب موطا امام محمدؒ کی طرف جس میں عبداللہ ابن عمرؓ کے بارے میں مرقوم ہے کہ وہ اذان میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل پڑھے تھے۔ اس حدیث کی شرح میں شارح حدیث قطراز ہیں:

عبداللہ بن عمرؓ کا فعل ہے جس پر احتمال ہوسکتا ہے شاید "سنت رسول" ہی ہو۔ اگر کوئی اس پر بھی عمل کرے تو کچھ عیب نہیں۔

(موطا امام محمد مترجم ص ۳۹ طبع لاہور)

عبداللہ بن عمرؓ جو آپ کے نزدیک صحابی ابن صحابی اور خلیفۂ ثانی کے فرزند ارجمند ہیں۔ انھیں تو اذان میں حی علی خیر العمل کہنے پر کسی نے نہ روکا، نہ ٹوکا اور نہ ہی آج تک کسی مفتی صاحب نے ان پر بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر کیا اور نہ ہی ان کا گھر جلا کر کسی مسلمان نے انھیں گھر سے بے گھر کیا، اور نہ ہی کراچی کی سیدانیوں کی طرح ان کی بہو بیٹیوں کو بے مقنعہ

وچادر، برہنہ پا جلتے مکانوں کے شعلوں کی لپیٹ سے بھاگ کر کہیں اور جگہ جا کر اپنی عزت بچانا پڑی اور نہ ہی آج تک سنن کبریٰ بیہقی، موطا امام محمد وغیرہ کو کسی فسادی ملا نے جلا کر دریا برد کیا کہ ان میں اذان میں اضافہ کیوں درج کیا گیا ہے۔

آج شیعہ کی اذان کو رکوانے اور جس مسجد وامام باڑہ میں یہ اذان پڑھی جاتی ہے، اُسے جلانے، گرانے اور سیدانیوں کے بے گھر کرنے کا عمل کس یہودی کے اشارے پر اختیار کیا گیا ہے؟

کیا یہ سب کچھ اس لیے تو نہیں کہ شیعہ کے آقائے خمینی نے ایران سے اسرائیلیوں کو بھگا کر وہاں اپنے سنی مسلمان بھائیوں یعنی مجاہدین فلسطین کو سفارتخانے سونپ دیئے اور ان کو تمام تر سہولتیں مہیا کیں اور نہ صرف دنیائے اسلام میں بلکہ پوری دنیا میں اسرائیل کے سرپرست اعلیٰ امریکہ کو ننگا کر دیا اور عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو دعوتِ اتحاد دی کہ باہمی اتحاد کر کے کفر کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں اور مستضعفین اسلام کے حقوق کی حفاظت کیلئے سعی کریں۔

ٹھنڈے دل سے سوچیں اور بتائیں کہ آپ لوگ یہ کیا کر رہے ہیں؟

☆☆☆☆☆

دراثباتِ علیؑ ولی اللہ

آیت ولایت:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ

ماسوائے اس کے نہیں یعنی صرف تمہارا حاکم وولی اللہ ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے قائم کرتے ہیں نماز کو اور ادا کرتے ہیں زکوۃ کو اس حال میں کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

(پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۵۵)

مندرجہ ذیل تراجم وتفاسیر اہل سنت میں مرقوم ہے کہ یہ آیہ مبارکہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جب امیر کائنات علیہ السلام نے حالتِ رکوع میں انگوٹھی خیرات فرمائی۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ تفسیر ابن عباسؓ جلد ۱ ص ۸۵۵ طبع لاہور
۲۔ تفسیر ابن جریر جلد ۶ ص ۱۶۵ طبع مصر
۳۔ احکام القرآن جلد ۲ ص ۴۴۶ طبع بیروت
۴۔ تفسیر السمر قندی جلد ۱ ص ۴۴۵ طبع بیروت
۵۔ تفسیر الثعلبی جلد ۲ ص ۳۶۷/۳۶۸ طبع بیروت
۶۔ اسباب النزول ص ۱۱۳ طبع مصر
۷۔ تفسیر بغوی جلد ۲ ص ۶۷ طبع مصر

۸۔ تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۶۲۴ طبع بیروت
۹۔ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۴۱۷ طبع مصر
۱۰۔ تفسیر قرطبی جلد ۶ ص ۲۲۱ طبع بیروت
۱۱۔ تفسیر نسفی جلد ۱ ص ۲۸۹ طبع مصر
۱۲۔ تفسیر الجیلانی جلد ۱ ص ۴۵۲ طبع کوئٹہ
۱۳۔ تفسیر الخازن جلد ۲ ص ۶۷ طبع مصر
۱۴۔ تفسیر غرائب القرآن جلد ۶ ص ۱۴۵ طبع مصر
۱۵۔ تفسیر البحر المحیط جلد ۳ ص ۵۲۵۶ طبع بیروت
۱۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۷۱ طبع مصر
۱۷۔ تفسیر بیضاوی جلد ۱ ص ۲۳۶ طبع مصر
۱۸۔ تفسیر الجلیلین برحاشیہ جلد ۱ ص ۱۴۱ طبع مصر
۱۹۔ تفسیر ثعالبی جلد ۱ ص ۴۷۱ طبع بیروت
۲۰۔ لباب النقول فی اسباب النزول ص ۹۳ طبع کوئٹہ
۲۱۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۲ ص ۲۹۳ طبع مصر
۲۲۔ تفسیر القاضی ابو سعود العمادی جلد ۲ ص ۳۴۲ طبع پشاور
۲۳۔ التفسیرات الاحمدیہ ملا جیون ص ۳۶۰ طبع بمبئی
۲۴۔ تفسیر الصاوی علی الجلالین جلد ۱ ص ۲۵۳ طبع مصر
۲۵۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۴۰۷ طبع بیروت
۲۶۔ تفسیر ابی سعود برحاشیہ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۴۷۲ طبع مصر

۲۷۔ تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۱۴۰ طبع دہلی
۲۸۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۲ ص ۵۱ طبع مصر
۲۹۔ تفسیر روح المعانی جلد ۳ ص ۱۸۶ طبع ملتان
۳۰۔ تفسیر فتح البیان ص ۸۰ طبع مصر
۳۱۔ تفسیر المنار جلد ۶ ص ۴۴۲ طبع بیروت
۳۲۔ تفسیر موضح القرآن ص ۱۰۸ طبع لاہور
۳۳۔ تفسیر وحیدی ص ۱۵۳ طبع لاہور
۳۴۔ تفسیر حسینی ص ۱۹۰ لکھنؤ
۳۵۔ تفسیر حقانی جلد ۲ ص ۳۸۷/۳۸۸ طبع کراچی
۳۶۔ ترجمہ قرآن مولانا فتح محمد جالندھری ص ۱۱۲ طبع لاہور/کراچی
۳۷۔ انوار البیان فی کشف اسرار القرآن جلد ۲ ص ۱۴۰، ص ۱۴۱ لاہور
۳۸۔ تفسیر الحسنات علامہ سید محمد احمد قادری جلد ۲ ص ۱۸۵/۱۸۶ لاہور/کراچی
۳۹۔ تفسیر رفاعی علامہ سید محمد رفاعی عرب ص ۱۴۲/۱۴۳ لاہور

قرآن مجید کی آیت کی رو سے ہمارے حاکم وولی تین ثابت ہوتے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تیسرے حضرت علی علیہ السلام۔ ہم لا الہ الا اللہ میں اللہ کی ولایت کا اقرار اور محمد رسول اللہ (ص) کے لفظوں میں نبی پاک کی نبوت کا اظہار اور علی ولی اللہ میں حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کرتے ہیں اور ایسا کرنا ضروری ہے ورنہ قیامت تک ایک تہائی آیت عمل کے بغیر رہ جاتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.org

آیت اولی الامر:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۵۹)

اس آیت بھی انہی تین اطاعتوں کا ذکر خیر ہے۔ لا الہ الا اللہ میں اطاعتِ خدا، محمدؐ رسول اللہ میں اطاعت مصطفیٰؐ اور علیؑ ولی اللہ میں اطاعتِ مرتضیٰؑ جو بعد رسولِ مقبول مفترض الطاعۃ امام اور اولی الامر منکم کے مصداق اصلی ہیں کیونکہ بقول علامہ رازی اولوالامر کیلئے بھی نبی کی طرح معصوم ہونا لازمی ہے۔

(تفسیر کبیر رازیؒ جلد ۳ ص ۲۴۱، ص ۲۴۳ طبع مصر)

مزید ملاحظہ فرمائیں: ۱۔ شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۱۴۸ بیروت

۲۔ تفسیر غرائب القرآن جلد ۲ ص ۳۴۲ طبع بیروت

۳۔ تفسیر البحر المحیط جلد ۳ ص ۲۹۰/۲۹۱ طبع بیروت

۴۔ ینابیع المودۃ جلد ۱ باب ۳۸ ص ۱۳۵ طبع بیروت

آیت تبلیغ:

يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

الْكٰفِرِيْنَ (پارہ ۶ سورۃ المائدۃ آیت ۶۷)

اے رسولؐ! پہنچا دو وہ شے جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی جا چکی ہے اور اگر آپ نے اسے نہ پہنچایا تو جان لے کہ تم نے اپنے رب کی رسالت کو نہیں پہنچایا اور اللہ تمہیں لوگوں سے بچائے گا اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ہے کافروں کو۔

مندرجہ ذیل تفاسیر اہل سنت میں مرقوم ہے کہ یہ آیۂ کریمہ حضرت علی علیہ السلام کے حق میں مقام غدیر خم پہ نازل ہوئی۔

۱۔ تمہید الاوائل بر حاشیہ ص ۴۵۲ بیروت

۲۔ تفسیر ثعلبی جلد ۲ ص ۴۷۸/۴۷۹ طبع بیروت

۳۔ اسباب النزول ص ۱۱۵ طبع مصر

۴۔ تفسیر کبیر رازی جلد ۳ ص ۴۲۸ طبع مصر

۵۔ مطالب السؤل ص ۱۶ عراق

۶۔ تفسیر غرائب القرآن جلد ۲ ص ۶۱۲ طبع بیروت

۷۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۲ ص ۲۹۸ طبع مصر

۸۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۲ ص ۶۰ طبع مصر

۹۔ تفسیر فتح البیان جلد ۳ ص ۸۹ طبع مصر

۱۰۔ تفسیر وحیدی ص ۱۸۶ طبع لاہور

Presented by: https://jafrilibrary.org

مزید برآں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم زمانہ رسولؐ میں اس آیہ مبارکہ کو اس طرح قرائت کرتے تھے:

يَآاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۲ ص ۲۹۸ طبع مصر
۲۔ تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۱۵۳ طبع دہلی
۳۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۲ ص ۶۰ طبع مصر
۴۔ تفسیر فتح البیان جلد ۳ ص ۸۹ طبع مصر
۵۔ تفسیر وحیدی ص ۱۵۶ طبع لاہور

زیر آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی ان علیا مولی المومنین میں حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے پہنچانے کا حکم ہے جس کو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام غدیر خُم پر مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (یعنی جس کا میں مولا و آقا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا و آقا ہیں) کے اعلان کی صورت میں بہ تمام وکمال پہنچا دیا تھا۔

حدیث غدیر ملاحظہ ہوں:

۱۔ سنن ابن ماجہ ۱۸/۱۹ طبع الریاض
۲۔ جامع الترمذی جلد ۵ ص ۶۳۳ طبع بیروت
۳۔ السنن الکبری نسائی جلد ۵ ص ۴۵ طبع ملتان

۴۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ ص ۲۲۵ طبع
۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ ص ۶۰/۶۱ طبع کراچی
۶۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۱۸/۱۱۹، جلد ۴ ص ۳۷۰ طبع مکہ مکرمہ
۷۔ مسند ابی یعلی جلد ۱ ص ۲۸۶ طبع بیروت
۸۔ جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۶۸ طبع بیروت
۹۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵ طبع دہلی
۱۰۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۳ تا ص ۱۰۹ طبع بیروت

توثیق حدیث غدیر:

یہ حدیث غدیر عندالمحدثین نہ صرف بالکل صحیح بلکہ متواتر بھی ہے۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں!

۱۔ جامع الترمذی جلد ۵ ص ۶۳۳ طبع بیروت
۲۔ المستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۰۹ طبع بیروت
۳۔ المناقب خوارزمی ص ۹۴۵ طبع ایران
۴۔ تذکرۃ الحفاظ ذھبی جلد ۲ ص ۲۳۱ طبع حیدرآباد دکن
۵۔ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر جلد ۵ ص ۲۰۸ تا ۲۳۳ بیروت
۶۔ المواھب اللدنیۃ قسطلانی جلد ۲ ص ۶۸۲ طبع مصر
۷۔ السیرۃ الحلبیۃ جلد ۳ ص ۲۷۴ طبع بیروت
۸۔ الصواعق المحرقۃ ص ۱۲۲ طبع ملتان

۹۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ ص ۳۴۹ طبع ملتان
۱۰۔ تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۱۴۲ طبع دہلی
۱۱۔ تفسیر روح المعانی جلد ۶ ص ۱۹۴/۱۹۵

علیؑ ولی اللہ کی دستار بندی

حدیث غدیر یعنی مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کے اعلان حق کے بعد خود امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسولؐ پاک نے میرے سر پر اپنے ہاتھوں سے دستار بندی بھی کر دی تاکہ دنیائے صحابیت جان لے کہ بعدِ پیغمبرؐ حاکمِ دینِ مصطفیٰؐ علی بن ابی طالبؑ ہیں:

عَنْ عَلِیٍّ عَمَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ بِعِمَامَۃِ الخ

یعنی مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا (ص) نے بروز غدیر خم میرے سر پر عمامہ خود باندھا۔ ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مسند ابی داؤد طیالسی جلد ۱ ص ۲۳ طبع گوجرانوالہ
۲۔ منحۃ المعبود ج ۱ ص ۲۳۱ طبع مصر
۳۔ مسند الدیلمی جلد ۳ ص ۱۱۷ طبع بیروت
۴۔ الریاض النضرۃ جلد ۳ ص ۱۶۷ طبع بیروت
۵۔ فرائد السمطین جلد ۱ ص ۷۶ طبع بیروت

۶۔ الاصابہ ابن حجر جلد ۲ ص ۱۷ طبع
۷۔ الفصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص ۴۰ طبع النجف
۸۔ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد جلد ۶ ص ۱۰۴ طبع مکہ مکرمہ

آیت اکمال: تکمیل دین بولایت علی علیہ السلام

غدیر خم میں اعلانِ ولایت علیؑ کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے آیہ مبارکہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل فرما کر دنیا کو بتلا دیا کہ گو توحید و رسالت، نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ اور خمس و جہاد وغیرہ دین ہیں مگر تکمیل دین اعلان ولایتِ علیؑ کے بغیر نہیں ہو پاتی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ اَنَّہَا نَزَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ حِیْنَ قَالَ لِعَلِیٍّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ثُمَّ رَوَاہُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ وَفِیْہِ اَنَّہُ الْیَوْمُ الثَّامِنَ عَشَرَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْنِیْ مَرْجِعَہٗ مِنْ حِجَّۃِ الْوِدَاعِ

حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غدیر خم پر جبکہ آپؐ نے حضرت علیؑ کے لیے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ فرمایا نازل ہوئی۔ پھر اسے ابو ہریرہؓ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں یہ بھی وضاحت ہے کہ ۱۸ ذی الحجہ کے دن جب آنحضرتؐ حجۃ الوداع سے واپس لوٹے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مانزل من القرآن فی علی اصفہانی ص ۵۶ ترتیب محمد باقر المحمودی
۲۔ تاریخ بغداد جلد ۸ ص ۲۸۴ طبع بیروت
۳۔ شواہد تنزیل حسکانی جلد ا ص ۱۵۶ طبع بیروت
۴۔ مناقب خوارزمی ص ۸۰ طبع طہران
۵۔ مقتل الحسین خوارزمی ص ۴۷ جلد ا طبع قم
۶۔ تذکرۃ الخواص ص ۳۲ طبع بیروت
۷۔ فرائد السمطین جلد ا ص ۱۴ طبع مصر
۸۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۱۴ طبع مصر
۹۔ البدایۃ والنھایۃ جلد ۵ ص ۲۳۳ بیروت
۱۰۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۲ ص ۲۵۹ طبع مصر

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہؓ ایسے ہر دو صحابۂ رسولؐ کے بیان سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم پر ولایتِ علیؑ کی تبلیغ نہیں فرمائی اس وقت تک خالق اکبر نے دین اسلام کو اکملیت کی سند عطا نہیں فرمائی۔ جب اظہار و اعلانِ ولایت علیؑ کے بغیر آنحضرتؐ کا پورا دین مکمل نہیں ہوتا تو اس کے بغیر مومن کے کلمہ و اذان و اقامت اور نمازیں کیسے مکمل ہو سکیں؟

تکمیلِ ایمان بولایتِ علی علیہ السلام:

اس کے علاوہ رسولؐ خدا نے ایک طولانی حدیث کے آخر میں فرمایا:

اَنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ

بہ تحقیق علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ مسند ابی داؤد طیالسی جلد ا ص ۱۱۱ طبع گوجرانوالہ
۲۔ جامع الترمذی جلد ۵ ص ۶۳۲ طبع بیروت
۳۔ مسند احمد بن حنبل جلد ا ص ۳۳۱، جلد ۴ ص ۴۳۸ جلد ۵ ص ۳۵۶ طبع مکہ مکرمہ
۴۔ مناقب احمد جلد ۲ ص ۶۰۵، ص ۶۲۰، ص ۶۴۹ مکہ مکرمہ
۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ ص ۸۰ طبع کراچی
۶۔ السنن الکبریٰ نسائی جلد ۵ ص ۴۵ طبع ملتان
۷۔ مسند ابی یعلیٰ جلد ا ص ۲۰۳ طبع بیروت
۸۔ صحیح ابن حبان جلد ۱۰ ص ۴۲ سانگلہ ہل
۹۔ المعجم الکبیر طبرانی جلد ۱۸ ص ۱۲۹ بیروت
۱۰۔ الکامل ابن عدی جلد ۲ ص ۲۶۹ سانگلہ ہل
۱۱۔ المستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۱۰/۱۱۱، ص ۱۳۴ طبع بیروت
۱۲۔ حلیۃ الاولیاء ص ۲۹۴ بیروت
۱۳۔ مناقب ابن مغازلی ص ۲۲۴
۱۴۔ المناقب خوارزمی ص ۹۲ طبع طہران
۱۵۔ تاریخ ابن عساکر جلد ا ص ۳۷۹ بیروت

۱۶۔ جامع الاصول جلد۹ ص ۴۷۰ طبع بیروت
۱۷۔ مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۴ طبع کراچی
۱۸۔ میزان الاعتدال جلد۱ ص ۴۱۰ طبع مصر
۱۹۔ مجمع الزوائد جلد۹ ص ۱۲۸ طبع بیروت
۲۰۔ الصواعق المحرقہ ص ۱۲۷ طبع ملتان
۲۱۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد۱۱ ص ۲۴۰ طبع ملتان

اس حدیث کے بارے میں خود امام ترمذی نے ہذا حدیث حسن فرمایا ہے۔ ترمذی جلد ۵ ص ۶۳۲ اور میزان الاعتدال جلد۱ ص ۴۱۰ پر علامہ ذہبی رقمطراز ہے: قال ابن عدی ادخلہ فی صحاحہ

یہ فرمانِ رسولؐ خدا واضح فرما رہا ہے کہ اقرار ولایتِ علیؑ کے بغیر مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا لہٰذا ہم بھی کلمہ و اذان میں علیؑ ولی اللہ صرف اپنے ایمان کی تکمیل کیلئے پڑھتے ہیں۔ مفتی صاحبان کو اس پر اعتراض کیوں؟

احادیثِ رسولؐ نصِ محکم بر وجوب ولایتِ علیؑ

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ

دونوں حدیثوں کے باب میں مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی جن کے بارے میں تفسیر قرآن کے ٹائٹل پیج پر اَلْعُثْمَانِیُّ الْحَنَفِیُّ الْمَظْهَرِیُّ الْمُجَدِّدِیُّ النَّقْشَبَنْدِیُّ مرقوم ہے۔ اپنی تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں:

هٰذَانِ الْحَدِیْثَانِ اَوْلٰی بِالْاِحْتِجَاجِ مِنَ الْآیَةِ لِاَنَّهٗ نَصٌّ مُحْکَمٌ فِیْ

وُجُوْبِ وِلَایَةِ عَلِیٍّ" یعنی یہ دونوں حدیثیں آیت (انما ولیکم اللہ) سے زیادہ لائق احتجاج ہیں اس لیے کہ یہ احادیثِ ولایت، ولایتِ علی علیہ السلام کے واجب ہونے پر نصِ محکم ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں! (تفسیر مظہری جلد۳ ص ۱۴۳ طبع دہلی)

حضرت علی علیہ السلام قطبِ ولایت ہیں

اور یہی قاضی صاحب موصوف اپنی تفسیر مظہری کی جلد دوم میں مولا علی علیہ السلام کو قطب ولایت تحریر فرماتے ہیں۔

وَکَانَ قُطْبُ اِرْشَادِ کَمَالَاتِ الْوِلَایَةِ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا بَلَغَ اَحَدٌ مِّنَ الْاُمَمِ السَّابِقَةِ دَرَجَةَ الْاَوْلِیَآءِ اِلَّا بِتَوَسُّطِ رُوْحِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

اور حضرت علی علیہ السلام ولایت کے قطب ارشاد ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی روح کے توسل کے بغیر سابقہ امتوں میں بھی کوئی شخص درجۂ ولایت پر فائز نہ ہوا۔

ملاحظہ فرمائیں! (تفسیر مظہری جلد۲ ص ۱۲۰ طبع دہلی)

ولایتِ علیؑ معیارِ شرافت ہے

علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب الصواعق المحرقہ میں حضرت عمرؓ کا فرمان نقل کیا ہے:

وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَا یَتِمُّ شَرَفٌ اِلَّا بِوِلَایَةِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

Presented by: https://jafrilibrary.org

حضرت عمرؓ نے فرمایا: جان لو! کہ اقرار ولایتِ علی علیہ السلام کے بغیر کوئی شرف تمام نہیں ہوتا۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں!

الصواعق المحرقہ ص ۱۷۸ طبع ملتان

آیت مسائلہ: بروزِ قیامت ولایتِ علیؑ کا سوال ہوگا

علامہ ابن حجر مکیؒ اپنی مذکورہ الصدر کتاب الصواعق المحرقہ میں مزید رقمطراز ہیں کہ بروز قیامت (توحید و رسالت، دین اور کتاب کے ساتھ ساتھ) ولایتِ علی علیہ السلام کا سوال بھی ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْد الخُدرِی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَسْئُوْلُوْنَ عَنْ وِلَایَۃِ عَلِیٍّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا (بروز قیامت خداوند تعالیٰ فرمائے گا) ابھی روکو انھیں۔ یہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں پوچھے جائیں گے۔

۱۔ الصواعق المحرقہ ص ۱۴۷ طبع مصر
۲۔ منصب امامت شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی ص ۷۸ طبع لاہور
۳۔ شواہد التنزیل جلد ص ۱۰۶ طبع بیروت
۴۔ فردوس الاخبار
۵۔ المناقب خوارزمی ص ۱۹۵ طبع طہران

۶۔ تذکرۃ الخواص ص ۲۰ طبع بیروت
۷۔ کفایۃ الطالب ص ۲۱۶ طبع دارالضواء
۸۔ مودۃ القربیٰ ص ۱۸۷ لاہور۔
۹۔ تفسیر روح المعانی جلد ۲۳ ص ۸۰ ملتان
۱۰۔ ینابیع المودۃ جلد ا ص ۱۳۳ باب ۳۷ طبع بیروت

☆☆☆☆☆

آیتِ ارسال: انبیاؑ کے ماسبق اور اقرار ولایتِ علی علیہ السلام

علامہ نیشاپوری نے اپنی تفسیر غرائب القرآن کی جلد ۲۵ برحاشیہ تفسیر ابن جریر وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا

(پارہ ۲۵ سورہ زخرف آیت ۴۵)

کے تحت حدیثِ رسولؐ بروایت عبداللہ بن مسعودؓ نقل فرمائی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ شب معراج مسجد اقصیٰ میں جب امام [illegible] انبیاء نے [illegible] (ماسبق) کو نماز پڑھائی تو خالق کی طرف سے فوراً ایک [illegible] حاضر بارگاہ کہ اے اللہ کے حبیبؐ! ان انبیاء و رسل (جو آپؐ کے سامنے حاضر ہیں) سے دریافت تو کیجیے کہ یہ کس بات پر مبعوث برسالت ہوئے [illegible] (جواب) فرمایا گیا: قَالَ عَلٰی وِلَایَتِکَ وَوِلَایَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ [illegible] (اے حبیب!) تیری اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت [illegible] برسالت ہوئے۔

۶۔ تذکرۃ الخواص ص ۲۰ طبع بیروت

۷۔ کفایۃ الطالب ص ۲۱۶ طبع دار الضواء

۸۔ مودۃ القربیٰ ص ۸۷ لاہور۔

۹۔ تفسیر روح المعانی جلد ۲۳ ص ۸۰ ملتان

۱۰۔ ینابیع المودۃ جلد ا ص ۱۳۳ باب ۳۷ طبع بیروت

☆☆☆☆☆

آیتِ ارسال: انبیائے ماسبق اور اقرار ولایتِ علی علیہ السلام

علامہ نیشاپوری نے اپنی تفسیر غرائب القرآن کی جلد ۲۵ بر حاشیہ تفسیر ابن جریر وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا

(پارہ ۲۵ سورہ زخرف آیت ۴۵)

کے تحت حدیثِ رسولؐ بروایت عبداللہ بن مسعودؓ نقل فرمائی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ شبِ معراج مسجد اقصیٰ میں جب امام الانبیاء نے انبیاء (ماسبق) کو نماز پڑھائی تو خالق کی طرف سے فوراً ایک فرشتہ حاضر بارگاہ ہوا کہ اے اللہ کے حبیبؐ! ان انبیاء و رسل (جو آپؐ کے سامنے حاضر ہیں) سے دریافت تو کیجیے کہ یہ کس بات پر مبعوث برسالت ہوئے، دریافت پر (جواباً) فرمایا گیا: قَالَ عَلٰی وِلَایَتِکَ وَوِلَایَةِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ یعنی فرمایا (اے حبیب!) تیری اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت پر مبعوث برسالت ہوئے۔

۱۔ تفسیر غرائب القرآن جلد ۲۵ ص ۵۸ طبع مصر، جلد ۶ ص ۹۳ طبع بیروت

مزید حوالہ جات کیلئے ملاحظہ ہوں:

۲۔ معرفۃ علوم الحدیث النوع ۲۴ طبع بیروت

۳۔ تفسیر ثعلبی جلد ۵ ص ۳۱۶ طبع بیروت

۴۔ شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۱۵۶ تا ۱۵۸ طبع بیروت

۵۔ المناقب خوارزمی ص ۲۲۱ طبع طہران

۶۔ ترجمۃ الامام علی ابن عساکر جلد ۲ ص ۹۷ طبع بیروت

۷۔ کفایۃ الطالب ص ۶۶ طبع دار الاضواء

کلمہ اور اذان میں علی ولی اللہ کیوں اور کس لیے؟

مفتی صاحب! ہمارے کلمہ و اذان میں ولایتِ علیؑ کے اقرار اور اعلان واظہار کی چند وجوہات ہیں:

۱۔ چونکہ نص قرآن سے ولایتِ علیؑ ثابت ہے۔ آیہ انما ولیکم اللہ میں ولی بمعنی حاکم اور اولیٰ بالتصرف ہے۔

شیعہ اس لیے کلمہ واذان میں علیؑ ولی اللہ کا اقرار کرتے ہیں تا کہ عدم اقرار کے باعث تیسرے ولی اور حاکمِ دین کے باغیوں میں شمار نہ ہوں۔

۲۔ چونکہ حدیثِ ترمذی کی رو سے اقرار ولایتِ علیؑ کے بغیر ایمان کامل

نہیں ہوتا۔ شیعہ اس لیے اپنے کلمہ واذان علیؑ ولی اللہ پڑھتے ہیں تا کہ ان کا ایمان کامل رہے اور اس میں کسی قسم کا نقص نہ آنے پائے۔

۳۔ چونکہ روایت الصواعق المحرقہ کے مطابق بقولِ حضرت عمر کسی قسم کا شرف بدونِ اقرار ولایتِ علیؑ حاصل نہیں ہوتا' شیعہ اس لیے اپنے کلمہ اور اذان میں علیؑ ولی اللہ پڑھتے ہیں تا کہ دُنیا کو بتلا دیں کہ ہم لوگ شریف ہیں اور حضرت عمر کے بتلائے ہوئے شرف سے بحمد اللہ مشرف ہیں۔

۴۔ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰ تک تمام نبیوں کے کلمے، جیسا کہ آپ کے مولوی صاحبان صبح وشام بیان فرماتے ہیں اور دنیا کو پڑھ پڑھ کر سُناتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ آدم صفی اللہ، لا الہ الا اللہ نوح نجی اللہ، لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ، لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ، لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ۔

دو جُزئی تھے جو اس بات کے غماض تھے کہ اس دو جُزئی کلمے کے بعد کسی دوسرے کلمہ کے لانے کے لیئے گنجائش باقی ہے اور اس صاحب کلمہ کے بعد کسی دوسرے نبی کی آمد کیلئے بھی راستہ کُھلا ہے کیونکہ ہر دو جزئی کلمہ کے بعد کلمہ اور صاحب کلمہ نبی کے بعد نبیؑ مسلسل آتے رہے ہیں۔ شیعہ اس لیئے اپنے کلمہ اور اذان میں شہادتین کے بعد "شہادت ثالثہ علیؑ ولی اللہ" کی گواہی دیتے ہیں تا کہ دنیا پر واضح کر دیں کہ محمدؐ رسول اللہ کی ذات پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اب ولایت (علیؑ ولی اللہ) کا

دو ... اب جس کسی نے بھی آنا ہے ولی بن کر آنا ہے اور علیؑ ولی اللہ کا منکر ہی بن کر آتا ہوگا۔

یہ کلمہ میں علیؑ ولی اللہ پڑھنے کی برکت ہے کہ چودہ سو سال گزر چکے ہیں شیعوں میں آج تک کوئی ایک بھی مدعی نبوت پیدا نہیں ہوا اور یہ حقیقت ہے کہ اب تک جتنے بھی جھوٹے مدعیان نبوت بن کر آئے ہیں تمام تر اہل السنت والجماعت ہی سے آئے ہیں۔ اب فرمایئے! ختم نبوت کے صحیح اور اصلی پاسداران شیعہ ہیں یا آپ اور جعلی سواد اعظم!

۵۔ جب حدیث عبداللہ بن مسعودؓ مندرجہ تفسیر غرائب القرآن نیشاپوری جلد ۲۵ ص ۵۸ کے مطابق آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک انبیاء ماسبق کی ولایت علیؑ کے اقرار کے بغیر نہیں نبھ سکی تو ہم اور آپ کس شمار میں ہیں؟ شیعہ اپنے کلمہ اور اذان میں اسی لیے تو علیؑ ولی اللہ کا اعلان کرتے ہیں تاکہ سنتِ انبیاءؑ کے پیروکار اور پاسدار رہیں۔

عرش عظیم پر کلمہ میں علیؑ ولی اللہ

علامہ قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ میں حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج فرمائی ہے کہ شب معراج آنحضرتؐ نے عرش علاء پر بھی کلمہ میں علی علیہ السلام کا نام ہی دیکھا۔

عَنْ اَبِی الْحَمْرَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا اُسْرِیَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ اِذَا عَلَی

الْعَرْشِ مَکْتُوْبٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ بِعَلِیٍّ

(یعنی) ابوالحمراء سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شب معراج مجھے آسمان کی طرف لیجایا گیا۔ میں نے دیکھا تو عرش عظیم پر یہ کلمہ طیبہ نوشتہ ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ بِعَلِیٍّ

حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ الضعفاء عقیلی جلد ا ص ۳۳ بیروت
۲۔ مناقب خوارزمی ص ۲۲۹ طہران
۳۔ الشفاء جلد ا ص ۴۰ا طبع ملتان
۴۔ ترجمۃ الامام علی ابن عساکر جلد ۲ ص ۳۵۳ تا ۳۵۷ طبع بیروت
۵۔ کفایۃ الطالب ص ۲۰۵ دارالاضواء
۶۔ الریاض النضرۃ جلد ۳ ص ۱۱۳ طبع بیروت
۷۔ ذخائر العقبیٰ ص ۶۹ طبع بیروت
۸۔ میزان الاعتدال جلد ا ص ۲۶۹ مصر
۹۔ لسان المیزان ج ۲ ص ۴۸۴ طبع ملتان
۱۰۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۳ ص ۱۹۹ مصر
۱۱۔ خصائص الکبریٰ سیوطی جلد ا ص ۷ طبع لائل پور

۱۲۔ تاریخ خمیس ج ا ص ۴۱۳ طبع بیروت
۱۳۔ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد جلد ۵ ص ۳۵ مکہ مکرمہ
۱۴۔ شرح الشفا ملا علی قاری جلد ا ص ۳۷۷ مکہ مکرمہ
۱۵۔ نسیم الریاض خفاجی جلد ۲ ص ۲۲۶ مصر
۱۶۔ ازالۃ الخفاء ج ا ص ۴۰۵ لاہور
۱۷۔ ینابیع المودۃ جلد ا ص ۱۰۹ با ۲۳ طبع بیروت
۱۸۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۱۵۷ طبع بیروت
۱۹۔ کلمہ طیبہ ص ۳۸ قاری محمد طیب حنفی لاہور

لوائے حمد رسولؐ پر علیؑ ولی اللہ

علامہ سلیمان قندوزی بلخی حنفی اپنے مشہور کتاب ینابیع المودۃ جلد ۲ ص ۷۷ پر عارف ربانی سید علی ہمدانیؒ کی تالیف ''مودۃ القربیٰ'' کے حوالہ سے حدیث رسولؐ نقل فرمائی ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ بروز قیامت لوائے حمد پر تین سطور لکھی ہوں گی۔ ان میں سے تیسری سطر میں علیؑ ولی اللہ لکھا ہوگا جسے شیعہ اپنے کلمہ اور اذان میں پڑھتے ہیں۔

اَلسَّطْرُ الْاَوَّلُ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلسَّطْرُ الثَّانِيْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلسَّطْرُ الثَّالِثُ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ

وَلِيُّ اللّٰهِ

ملاحظہ فرمائیں!

ینابیع المودۃ جلد ۲ ص ۷۷ باب ۵۶ طبع بیروت
مودۃ القربیٰ ص ۶۰ مودت ششم لاہور

☆☆☆☆☆

باب جنت پر علیؑ ولی اللہ

جابِرٌ رَفَعَهُ رَاَيْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ اَخُوْرَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت جابرؓ کی مرفوع روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میں نے باب جنت پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ اخو رسول اللہ۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں:

۱۔ مناقب ص ۷۵/۱۷۸ احمد بن حنبل تحقیق محمد کاظم المحمودی
۲۔ الکامل ابن عدی جلد ۶ ص ۲۱۰۳
۳۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۷ ص ۲۵۶ طبع بیروت
۴۔ تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۳۹۸ طبع بیروت
۵۔ مناقب ابن مغازلی ص ۹۱ طہران

۶۔ فردوس الاخبار جلد ۴ ص ۳۱۰ طبع سانگلہ ہل

۷۔ مناقب خوارزمی ص ۸۸ طہران

۸۔ مقتل خوارزمی جلد ۱ ص ۴۸ قم

۹۔ تاریخ دمشق ابن عساکر ص ۹۔ ۱۱۸ بیروت

۱۰۔ تذکرۃ الخواص جلد ۳ ص ۱۰۸ طبع بیروت

۱۱۔ الریاض النضرۃ جلد ۳ ص ۱۰۸ طبع بیروت

۱۲۔ ذخائر العقبیٰ ص ۶۶ طبع بیروت

۱۳۔ مودۃ القربیٰ ص ۵۴ لاہور

۱۴۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۱ بیروت

۱۵۔ لسان المیزان جلد ۲ ص ۴۸۲ ملتان

۱۶۔ کنز العمال جلد ۱۱ ص ۶۲۴ طبع بیروت

۱۷۔ ینابیع المودۃ جلد ۲ ص ۲۹۴ طبع بیروت

آنحضرتؐ نے ولایت ووصایت علیؑ پر صحابہؓ سے بیعت لی

حضرت عقبہ بن عامر الجہنی کے بیان کے مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی حیات میں ولایت وصایتِ علی علیہ السلام پر صحابہ کرامؓ سے بیعت لی۔

عقبة بن عامر الجهني قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا

شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا نَبِيُّهٗ وَ عَلِيًّا وَصِيُّهٗ فَاَيٌّ مِّنَ الثَّلَاثَةِ تَرَكْنَاهُ كَفَرْنَا.

عقبہ بن عامر جہنی صحابیؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم سے رسولؐ خدا نے اس قول پر بیعت لی۔ سوائے خدائے وحدہ لاشریک کے کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰؐ اس کے نبیؐ اور علیؑ اس کے وصی ہیں۔ اور اگر ہم نے ان تین شہادتوں میں سے کسی کو ترک کیا تو انکار (حق) کیا۔

ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ مودۃ القربیٰ ص ۴۴ لاہور

۲۔ ینابیع المودۃ جلد ۲ ص ۳۷ طبع بیروت

☆☆☆☆☆

شیعی کتابوں سے علیؑ ولی اللہ کا اثبات

اب تک جو کتابیں پیش کی گئی ہیں وہ سب اہل السنّت والجماعت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اب علیؑ ولی اللہ کے اثبات کیلئے چند حوالہ جات شیعی کتابوں سے پیش خدمت ہیں۔ شیعہ کلمہ اور اذان میں جو علیؑ ولی اللہ پڑھتے ہیں وہ کتب تفاسیر واحادیث شیعہ کی رو سے منقول عن الائمہ ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید پارہ ۲۲ سورۃ الفاطر آیت ۱۰ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا مومن کا کلمہ طیبہ یہ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَخَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ

حوالوں کیلئے ملاحظہ ہوں!

۱۔ تفسیر قمی ص ۵۴۴ طبع ایران

۲۔ تفسیر صافی ص ۵۰۳ طبع ایران

۳۔ تفسیر البرہان جلد ۳ ص ۳۵۹ طبع قم المقدسۃ

۴۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۴ ص ۳۵۳ طبع قم المقدسۃ

۵۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۳ ص ۹۷ طبع ملتان

اور حضرت امام رضا ثامن آل عباء علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا مؤمن کا کلمہ یہ ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ حَقًّا

ملاحظہ ہوں!

البرحان فی تفسیر القرآن جلد ۳ ص ۳۵۸ طبع قم المقدسۃ

عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہ کلمۂ فطرت ہے

آیہ کریمہ

فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا پارہ ۲۱

سورۃ روم آیت ۳۰ کی تفسیر میں آئمہ طاہرین علیہم السلام کے ارشادات خصوصاً امام محمد باقرؑ کے فرمان سے مؤمن کا کلمۂ

ایمان بایں الفاظ ثابت ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیُّ اللّٰہِ

۱۔ تفسیر علی بن ابراہیم قمی ص ۵۰۰

۲۔ تفسیر فرات ص ۱۲۰ طبع قم المقدسۃ

۳۔ الامالی شیخ صدوق ص ۵۳۳

۴۔ کتاب التوحید شیخ صدوق ص ۲۴۱ طبع طہران

۵۔ الخصال جلد ۱ ص ۹۲

۶۔ تفسیر الصافی ص ۴۷۲

۷۔ تفسیر البرحان جلد ۳ ص ۲۶۲ حدیث ۲۰ طبع قم المقدسۃ

۸۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۴ ص ۱۸۳ طبع قم المقدسۃ

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طولانی حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ مومنین باحسین بروز محشر اپنی قبروں سے جب دوبارہ جی اٹھیں گے تو ان کے ورد زبان بھی یہی کلمہ طیبہ ہوگا:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ حُجَّۃُ اللّٰہِ

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں:

من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۴ ص ۲۹۴ طبع ایران

حضرت امام حسن علیہ السلام اور کلمہ میں اقرار ولایت وخلافتِ بلافصل

حضرت امام حسن علیہ السلام جو "الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ" کے مصداق، جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ آنجنابؑ نے بھی وقتِ شہادت کلمہ میں علی علیہ السلام کی ولایت وخلافتِ بلافصل کی شہادت اور آپؑ کی روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ثُمَّ اَنَّہٗ وَجَّہَ وَجْھَہٗ اِلَی الْقِبْلَۃِ وَ غَمَّضَ عَیْنَیْہِ وَمَدَّ یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ بِنَفْسِہٖ مُسْتَلْقِیاً مُصَرِّحاً بِشَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَ اَنَّ الْخَلِیْفَۃَ مِنْ بَعْدِہٖ بِلَا فَصْلٍ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ.

پھر امام حسن علیہ السلام نے اپنا رُخِ انوار قبلہ کی جانب فرمالیا، اپنی دونوں آنکھیں بند کرلیں اور اپنے دونوں ہاتھ اور پاؤں خود سیدھے فرمالیے اور لیٹے لیٹے بوقتِ آخر صراحت کے ساتھ تین چیزوں پر مشتمل کلمۂ شہادت زُبان پر جاری فرمایا یعنی:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَ اَنَّ الْخَلِیْفَۃَ مِنْ

بَعْدِہٖ بِلَا فَصْلٍ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں:

معالی السبطین فی احوال الحسن والحسین جلد اول ص ۳۳ طبع ایران

اذان میں علیّ ولی اللہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کی خلقت کے وقت سب سے پہلے خالقِ حقیقی نے ایک فرشتے کے ذریعے جو اذان دلائی اس میں بھی علی امیر المومنین حقا کی صورت میں ولایت علیؑ کی شہادت موجود ہے۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ قَالَ اِنَّا اَوَّلُ اَھْلِ بَیْتٍ نَوَّہَ اللّٰہُ بِاَسْمَائِنَا وَاَنَّہٗ لَمَّا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَمَرَ مُنَادِیاً فَنَادٰی: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلَاثاً اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ ثَلَاثاً اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیّاً اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقّاً ثَلَاثاً.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت فرماتے ہیں کہ ہم پہلے اہل بیتؑ ہیں جن کے ناموں کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا ہے۔
جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق فرمایا تو ایک ندا دینے والے (فرشتے) کو حکم دیا کہ وہ ندا (اذان) دے۔ پس اس نے تین دفعہ یہ اذان دی۔

اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پھر کہا اَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر کہا
اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا

ملاحظہ ہوں!

اصول کافی باب مولد النبیؐ ج ا ص ۴۴۱ طبع تہران

امالی شیخ صدوقؒ صد ۶۰۴ حدیث ۴ مجلس ۸۸ طبع تہران

بحار الانوار ج ۳۷ ص ۱۹۵ طبع بیروت

نداء بمعنی اذان اور قرآن وحدیث سے تائید

نداء بمعنی اذان قرآن مجید پارہ ۲۸ سورہ جمعہ آیت مبارکہ ۹ : اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ میں بھی آیا ہے اور موطا امام مالکؒ مترجم ص ۹۰ پر بھی قول حضرت عمرؓ فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يَّجْعَلَهَا فِیْ نِدَآءِ الصُّبْحِ میں بھی ندا بمعنی اذان ہی وارد ہوا ہے۔ فَافْهَمْ

وَقَالَ فِیْ كَنْزِ الْعِرْفَانِ: اِتَّفَقَ الْمُفَسِّرُوْنَ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِالنِّدَآءِ الْاَذَانُ...... وَقَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ اَنَّ الْمُرَادَ بِالنِّدَآءِ الْاَذَانُ لِصَلٰوةِ الْجُمُعَةِ

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ (سورہ جمعہ کی آیت ۹ میں) نداء سے مراد اذان ہے اور اسی طرح سورہ مائدہ کی آیت ۵۸ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

میں بھی نداء سے مراد اذان ہے۔ (بحار الانوار جلد ۸۶ ص ۱۰۳/۱۰۴ طبع بیروت)

☆☆☆☆☆

حضرت امام جعفر صادقؑ کا حکم برائے اقرار ولایت علیؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک طویل حدیث میں اولا وہ تمام موارد ذکر کیے ہیں جہاں جہاں توحید ورسالت کے ساتھ ساتھ مولا علی علیہ السلام کا نام نامی وارد ہوا ہے۔ اس کے بعد مومنین کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ: فَاِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلْيَقُلْ عَلِیٌّ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

تم میں سے کوئی شخص بھی جب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو ساتھ ہی علی امیر المومنین بھی کہے۔ ملاحظہ ہوں۔

۱۔ کتاب الاحتجاج طبرسیؒ جلد ا ص ۱۵۸ طبع بیروت

۲۔ بحار الانوار جلد ۸۳ ص ۱۱۲ بیروت

۳۔ الانوار النعمانیہ جلد ا ص ۱۶۹ طبع تبریز

۴۔ الحدائق الناضرة جلد ۷ ص ۴۰۳ طبع النجف الاشرف

۵۔ جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام ج ۹ ص ۸۶ طبع بیروت

۶۔ سفینۃ البحار جلد ا ص ۱۶ طبع ایران

۷۔ برھان الفقہ ص ۲۷۶ علامہ السید علی آل بحر العلومؒ طبع قدیم

۸۔ مصباح الفقیہ کتاب الصلاۃ ص ۲۲۱ طبع النجف الاشرف

۹۔ مستمسک العروۃ الوثقی جلد ۵ ص ۳۳۸ طبع النجف الاشرف

۱۰۔ درر الاخبار جلد ا ص ۳۶

اس فرمانِ امام معصومؑ کی شرح میں شارح بصیر سید عبدالرزاق الموسوی المقرم رقمطراز ہے:

اَمَّا رِوَايَةُ الْاِحْتِجَاجِ "اِذَاقَالَ اَحَدُكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلْيَقُلْ عَلِيٌّ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ" وَاِنْ كَانَ لِسَانُهَا الْعُمُوْمَ فَتَشْمَلُ حَتَّى الْاَذَانِ اِلَّا اَنَّ الْعَارِفَ بِاَسَالِيْبِ كَلَامِ الْمَعْصُوْمِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَا يَفُوْتُهُ الْجَزْمُ بِاَنَّ غَرَضَ الْاِمَامِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاِشَارَةُ اِلٰى جُزْئِيَّةِ الشَّهَادَةِ الثَّالِثَةِ فِى الْاَذَانِ

لیکن احتجاج طبرسیؒ والی روایت کہ تم میں سے کوئی شخص جب بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو ساتھ ہی علی امیر المومنین ضرور کہے۔ اس روایت کی زبان اگرچہ عموم ہے جو کہ اذان کو بھی شامل ہے تاہم آئمہ علیہم السلام کے اسالیب کلام سے واقفیت رکھنے والے حضرات کیلئے یہ یقین کرنا لازمی ہے کہ امام کی غرض اس روایت میں یہ ہے کہ شہادت ثالثہ اذان کا جزو ہے۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں۔

سر الایمان ص ۵۵، ص ۵۶ طبع نجف اشرف

متقدر علماءِ شیعہ اور اذان میں علی ولی اللہ کی جزئیت کا اِثبات

(۱) علامہ باقر مجلسیؒ کے والدِ گرامی علامہ محمد تقی مجلسیؒ م ۱۰۷۰ھ المتوفی روضۃ المتقین شرح من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۲ ص ۲۴۵/ ۲۴۶ طبع کوشانپور۔ ایران، میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وَ الظَّاهِرُ اَنَّ الْاَخْبَارَ بِزِيَادَةِ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ اَيْضًا كَانَتْ فِى الْاُصُوْلِ وَكَانَتْ صَحِيْحَةً اَيْضًا كَمَا يَظْهَرُ مِنَ الْمُحَقِّقِ وَالْعَلَّامَةِ وَالشَّهِيْدِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ فَاِنَّهُمْ نَسَبُوْهَا اِلَى الشُّذُوْذِ وَالشَّاذُّ مَا يَكُوْنُ صَحِيْحًا غَيْرَ مَشْهُوْرٍ ...... مَعَ اَنَّ عَمَلَ الشِّيْعَةِ كَانَ عَلَيْهِ فِى قَدِيْمِ الزَّمَانِ وَحَدِيْثِهِ ...... وَيُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ وَاقِعًا وَيَكُوْنُ سَبَبُ تَرْكِهِ التَّقِيَّةَ كَمَا وَقَعَ فِى كَثِيْرٍ مِنَ الْاَخْبَارِ تَرْكُ (حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ) تَقِيَّةً"

ظاہر یہی ہے کہ فصولِ اذان میں ان کلمات "اَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ" کے اضافہ کی احادیث صحیح سند کے ساتھ کتبِ اصول معتبرہ میں وارد تھیں جیسا کہ محقق"، علامہ" اور شہیدؒ کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے ان روایات کو شذوذ کی طرف نسبت دی ہے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ شاذ روایت کی یہی تعریف ہے کہ

جو سند کے لحاظ سے صحیح ہو مگر مشہور نہ ہو۔

شیعوں کا حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و امارت کی اذان میں گواہی دینے کا معمول قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے اور اب بھی جاری ہے۔ شہادتِ ثالثہ کے اذان کا جزو واقعی ہونا ممکن ہے اور (بعض روایات میں) اس کے ترک کی وجہ تقیہ ہے جیسا کہ بہت سی احادیث میں حی علی خیر العمل کو تقیہ کی وجہ سے ترک کر دیا جاتا ہے۔

(۲) سرکار علامہ محمد باقر مجلسیؒ المتوفی ۱۱۱۱ھ بحار الانوار میں رقم فرماتے ہیں:

لَا يَبْعُدُ كَوْنُ الشَّهَادَةِ بِالْوِلَايَةِ مِنَ
الْأَجْزَاءِ الْمُسْتَحَبَّةِ لِلْأَذَانِ لِشَهَادَةِ الشَّيْخِ
وَالْعَلَّامَةِ وَالشَّهِيدِ وَغَيْرِهِمْ بِوُرُودِ الْأَخْبَارِ بِهَا.

بعید نہیں ہے کہ شہادتِ ولایت امیر المومنین علی علیہ السلام اذان کے "اجزائے مستحبہ" میں سے ہو۔ اس لیئے کہ شیخ طوسیؒ (المتوفی ۴۶۰ھ)، علامہ حلیؒ (المتوفی ۷۲۶ھ) اور شہیدؒ (المتوفی ۷۸۶ھ) اور ان کے علاوہ دیگر فقہاء نے شہادتِ ولایت کے متعلق (خصوصی طور پر) احادیث وارد ہونے کی گواہی دی ہے۔ (بحار الانوار جلد ۸۳ ص ۱۱۱ طبع بیروت)

(۳) سند الفقہاء سرکار آقائی یوسف بن احمد بحرانی "المتوفی ۱۱۸۶ھ نے اپنی استدلالی کتاب الحدائق الناضرۃ فی احکام العترۃ الطاہرۃ جلد ۷ ص ۴۰۳/۴۰۴ طبع نجف اشرف، میں علامہ مجلسیؒ کا بیان (شہادتِ ثالثہ اذان کا جزو ہے) نقل کر کے اس سے مکمل اتفاق فرمایا ہے: وَهُوَ جَيِّدٌ یہ نہایت عمدہ

قول ہے۔

(۴) عمدۃ الفقہاء سرکار آقائی شیخ محمد حسین کاشف الغطا المتوفی ۱۳۷۳ھ نے ارشاد فرمایا: يُمْكِنُ اِسْتِفَادَةُ كَوْنِ الشَّهَادَةِ بِالْوِلَايَةِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ أَجْزَاءً مُسْتَحَبَّةً فِي الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ مِنَ الْعُمُومَاتِ

ممکن ہے عمومی روایات سے یہ قول اخذ کیا گیا ہو کہ اذان و اقامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا اور شہادتِ ولایت کا بجا لانا اذان کے اجزاءِ مستحبہ میں ہو۔ (حاشیہ العروۃ الوثقیٰ ص ۹۳ طبع النجف الاشرف)

(۵) آیت اللہ العظمیٰ آقا السید ابراہیم اصطہباناتی الشیرازی النجفی نے اپنے عملیہ ذخیرۃ العباد ص ۲۶ میں شہادتِ ثالثہ کو اذان کا جزو واقعی قرار دیا ہے چنانچہ آقائے مقرم نے بھی لکھا ہے: وَآيَةُ اللّٰهِ السَّيِّدُ مِيرْزَا اِبْرَاهِيم اِصْطَهْبَانَاتِي النَّجَفِي يَعْتَقِدُ الْجُزْئِيَّةَ وَاقِعًا یعنی آیت اللہ سید میرزا ابراہیم اصطہباناتی نجفی واقعی طور پر شہادتِ ثالثہ کے اذان کے جزو ہونے کے قائل تھے۔ (سر الایمان ص ۱۲ طبع نجف اشرف)

(۶) حجۃ الاسلام، مروج الاحکام آیت اللہ العظمیٰ السید علی مدد قائنیؒ جو استاذ الفقہاء میرزا نائینیؒ (المتوفی ۱۳۵۵ھ) کے اجل شاگردوں میں سے ہیں۔ اُن کا بیان ہے:

"إِنَّ غَرَضَ الْإِمَامِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
الْإِشَارَةُ إِلَى جُزْئِيَّةِ الشَّهَادَةِ الثَّالِثَةِ فِي الْأَذَانِ
الَّذِي يُكَرِّرُهُ الْإِنْسَانُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان ذیشان (جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے وہ فوراً حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و امارت کا بھی اقرار کرے) کا مقصد شبانہ روز کی اذان میں شہادتِ ثالثہ کے جزو ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (سر الایمان ص ۵۶ طبع نجف اشرف)

(۷) آیت اللہ شیخ محمد تقی مامقانی ارشاد فرماتے ہیں:

اَمَّا خُصُوْصُ الشَّهَادَةِ بِالْوَلَايَةِ وَالْاِمْرَةِ فِيْهَا فَهُوَ مِمَّا قَدِاسْتَقَرَّ عَلَيْهِ عَمَلُ جُلِّ الْمُتَاَخِّرِيْنَ وَهُوَ فِيْ مَحَلِّهِ بِوُرُوْدِ اَخْبَارٍ مُعْتَبَرَةٍ فِيْ ذٰلِكَ عُمُوْمًا مِنْ غَيْرِهِ مُعَارِضٌ وَهِيَ كَافِيَةٌ فِيْ ذٰلِكَ بَلِ الْجُزْئِيَّةُ اَيْضًا لَوْقِيْلَ بِهٖ.

لیکن خصوصاً اذان میں شہادتِ ولایت و امارت (یعنی) اشہد ان امیر المومنین علیاً ولی اللہ کہنا بلاشبہ اکثر متاخرین کے نزدیک اس پر عمل مستقر ہو چکا ہے اور بالکل بجا ہے۔ چونکہ اس بارے میں عمومی طور پر معتبر احادیث وارد ہوئی ہیں جو نہ صرف اس۔ (شہادت ثالثہ) کے (اذان میں) اثبات کے لیئے کافی ہیں بلکہ جزئیت کا قول اختیار کیا جائے تو اس کیلئے بھی کافی ووافی ہیں۔
(صحیفۃ الابرار جلد ۲ ص ۱۸۶ طبع ایران)

(۸) حوزۂ علمیہ قم کے ایک جلیل القدر عالم دین سرکار آقائی شیخ عبدالنبی عراقی نے پوری کتاب ہی شہادتِ ثالثہ کی اذان و اقامت میں جزئیت کے اثبات پر لکھی۔ اس کتاب کا نام ہے،

"اَلْهِدَايَةُ فِيْ كَوْنِ الشَّهَادَةِ بِالْوَلَايَةِ مِنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ جُزْءًا كَسَائِرِ الْاَجْزَاءِ"

اس کتاب کے ص ۷۰ طبع ایران، میں آیت اللہ العظمیٰ فرماتے ہیں:

سوگند بجانِ خودم در مسائل فقہ کمتر حکمی است کہ مدرک آن در قوت و متانت مانند مدرک شہادت ثالثہ شد۔ زیرا کہ فقہاء در اکثر مسائل بہ خبر واحد یک اجماع منقول اکتفاء می نمایند تا چہ رسد بہ شہادت ثالثہ اشہد ان علیاً ولی اللہ کو بیش از دہ حدیث مستند وارد۔ اختیار من در مشروعیت شہادت ثالثہ در اذان و اقامت ایں است کہ ایں کلمہ مبارکہ جزو اذان و اقامت است۔

میری جان کی قسم! کہ مسائل فقہ میں کوئی کم ایسا حکم ہوگا جس کا مدرک متانت و قوت میں شہادت ثالثہ کی طرح ہو چونکہ فقہاء اکثر مسائل میں خبر واحد یا ایک اجماع منقول ہی پر اکتفاء کر لیتے ہیں مگر شہادت ثالثہ اشہد ان علیاً ولی اللہ کیلئے دس سے زیادہ مستند احادیث موجود ہیں۔ میرا اختیار اذان میں شہادت ثالثہ کے بارے میں یہ ہے کہ یہ شہادت ثالثہ اذان و اقامت کا جزو ہے۔

(۹) مرجع شیعیان جہان، آیت اللہ العظمیٰ، المجاہد الحاج آقائی السید محمد الحسینی الشیرازی دام ظلہ العالی مادامت الایام واللیالی اپنی موسوعہ استدلالیہ فی الفقہ الاسلامی کتاب الفقہ شرح العروۃ الوثقیٰ میں تحریر فرماتے ہیں:-

(اَمَّا الشَّهَادَةُ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْوَلَايَةِ وَاِمْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ) اَلظَّاهِرُ اَنَّهَا جُزْءٌ مِنَ الْاَذَانِ

وَالْاِقَامَةِ كَسَائِرِ الْفُصُوْلِ وَاِنْ قَالَ الْمُصَنِّفُ: اَنَّهَا (لَيْسَتْ جُزْأً مِنْهُمَا) اَمَّا وَجْهُ الْعَدَمِ فَلِاَنَّهُ لَمْ تَرِدْ هٰذِهِ الشَّهَادَةُ فِي الرِّوَايَاتِ السَّابِقَةِ. وَاَمَّا وَجْهُ الْجُزْئِيَّةِ فَلِاَنَّهُ وَرَدَ ذٰلِكَ فِيْ جُمْلَةٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ الَّتِيْ لَيْسَتْ هِيَ بِاَقَلِّ شَاناً مِنْ رِوَايَاتٍ كَثِيْرٍ مِنَ الْمُسْتَحَبَّاتِ وَعَدَمُ ذِكْرِهَا فِي الرِّوَايَاتِ السَّابِقَةِ لَا يَضُرُّ كَيْفَ وَكُلُّ الْاُمُوْرِ الْمُرَكَّبَةِ الشَّرْعِيَّةِ لَا تَجِدُهَا مَجْمُوْعَةً فِيْ رِوَايَةٍ اِلَّا شَاذًّا فَهَلْ هَيْكَلُ الصَّلَاةِ بِوَاجِبَاتِهَا وَمُسْتَحَبَّاتِهَا وَنَوَاقِضِهَا اَوْ مُفْطِرَاتِ الصِّيَامِ اَوْ اَحْكَامِ الْحَجِّ اَوْ غَيْرِهَا مَذْكُوْرَةٌ مَجْمُوْعَةٌ فِيْ رِوَايَةٍ وَّاحِدَةٍ.

جناب امیرالمومنینؑ کی ولایت کی شہادت تو ظاہر یہی ہے کہ یہ اذان واقامت کے دیگر اجزاء کی طرح جزء ہے۔ اگرچہ مصنف نے جزئیت سے انکار کیا ہے تاہم اس کی وجہ یہ ہے کہ سابقہ روایات میں وارد نہیں ہوئی اور جزء ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بہت سی روایات میں (شہادت ثالثہ) وارد ہوئی ہے جو دیگر مستحبات ثابت کرنے والی روایات سے شان میں کم نہیں ہیں اور سابقہ روایات میں اس کا مذکور نہ ہونا مُضر نہیں چونکہ تمام شرعی امور ترتیب وار کسی روایت میں شاذ ونادر ہی وارد ہوئے ہیں تو کیا نماز کی پوری ہیئت وصورت مع واجبات ومستحبات ونوافل کے یا تمام مُفطرات روزہ یا تمام احکام حج مجموعی طور

پر کسی ایک روایت سے ثابت ہیں؟

(الفقہ جلد ۱۹ص ۳۳۱، ص ۳۳۲ طبع بیروت)

فَظَاهِرُ الْمَجْلِسِيُّ وَالْمُسْتَنَدُ وَالْحَدَائِقُ الْجُزْئِيَّةُ وَظَاهِرُ الْجَوَاهِرِ اَلْمَيْلُ اِلَيْهِ

علامہ مجلسیؒ، آیۃ اللہ یوسف بحرانیؒ اور ملا احمد نراقیؒ (کی کتب بالترتیب بحار، حدائق اور مستند کی عبارات) سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہادت ثالثہ اذان واقامت کا جزو ہے اور صاحب جواہرالکلام، استاذ المجتہدین شیخ محمد حسن النجفیؒ المتوفی ۱۲۶۶ کا بھی جزئیت کی طرف میلان ہے۔

(الفقہ جلد ۱۹ص ۳۳۳ طبع بیروت)

يَتَاَلَّفُ الْاَذَانُ مِنْ عِشْرِيْنَ فَصْلاً

اذان بیس فصول سے مرتب ہوتی ہے۔ (المسائل الاسلامیہ ص ۱۸۷)

اذان میں علیؑ ولی اللہ پر سُنی علماء کی تصدیق

پہلا حوالہ:

اَمَّا اِضَافَتُهَا فِي الظَّاهِرِ فَفِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ. عَنِ الشَّيْخِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَرَاغِي الْمِصْرِيْ وَهُوَ مِنْ اَجِلَّةِ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ قَالَ كَانَ سَلْمَانُ يَذْكُرُ الشَّهَادَةَ فِي الْاَذَانِ

وَالْاِقَامَةِ بِوِلَايَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الشَّهَادَةِ بِالرِّسَالَةِ. فَمَضٰى رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ. ((سَمِعْتَ خَيْرًا)) (اَلسَّلَافَةُ فِيْ اَمْرِ الْخِلَافَةِ)

اَيْضًا فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ عَنِ الشَّيْخِ الْمَذْكُوْرِ: اَتٰى رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ يَقُوْلُ فِي الْاَذَانِ بَعْدَ الشَّهَادَةِ عَلَى الرِّسَالَةِ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) حَقِيْقَةُ الْاَمْرِ هُوَ الَّذِيْ سَمِعْتَهٗ مِنْ اَبِيْ ذَرٍّ وَهَلْ نَسِيْتَ كَلَامِيْ فِيْ غَدِيْرِ خُمٍّ حَيْثُ قُلْتُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ.

حیاتِ رسول صلعم میں کلمۂ ولایت کے اذان میں پڑھے جانے کے متعلق یہ روایت موجود ہے جس کو جلیل القدر عالم اہل سنت شیخ عبداللہ مراغی مصری نے کتاب السلافۃ فی امر الخلافۃ میں نقل کیا ہے کہ حضرت سلمانؓ فارسی اذان و اقامت میں شہادتِ رسالتؐ کے ولایتِ علیؑ کی شہادت دیا کرتے تھے۔ پس ایک شخص نے جا کر نبی کریم کو یہ خبر دی۔ پس آنحضرتؐ نے فرمایا تو نے بھلائی ہی کو سُنا ہے۔

اسی کتاب میں منقول ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوذرؓ غفاری اذان میں آپ کی رسالتؐ کی شہادت دینے کے بعد اشھد ان علیا ولی اللہ کہتے ہیں۔ پس حضورؐ نے فرمایا تو نے ابوذرؓ سے حق سُنا ہے۔ کیا تو بھول گیا ہے کہ میں نے غدیرِ خُم میں کہا تھا: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ (جس کا میں مولا و آقا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا و آقا ہیں) ملاحظہ ہوں:

١۔ الفقہ جلد ١٩ ص ٣٣١/٣٣٢ طبع بیروت
٢۔ جواہر الولایۃ ٣٨٠/٣٧٩ آیۃ اللہ محمد علی الکاظمینی بروجردی طبع تہران
٣۔ الھدایۃ آیۃ اللہ عبدالنبی العراقی ص ٢٥ طبع قم المقدسۃ
٤۔ الصراط المستقیم خادم علوم الائمۃ الحسین الحسینی ص ٩٣
٥۔ الامام علی بن أبی طالب علیہ السلام۔ آیت اللہ احمد الرحمانی الھمدانی ص ٣٥
٦۔ موجز القوانین الشرعیۃ ص ١٠١ آیت اللہ سید محمد علی الطباطبائی الحسنی
٧۔ سر الایمان ص ٧٧ آقائی عبدالرزاق المقرم طبع بیروت
٨۔ جزیرۂ خضراء آقائی ناجی النجار ص ٢٧١
٩۔ الشھادۃ الثالثۃ ٣٣٣/٣٣٢ حجۃ الاسلام عبدالحلیم الغزی طبع قم المقدسۃ
١٠۔ احدث الاستفتا ات الفقہیۃ ٢٨٣/٢٨٤ سیستانی

دوسرا حوالہ:

اہل سنت کے معروف فرقۂ اہل حدیث کے عالم مولانا وحید الزمان حیدرآبادی اپنی کتاب انوار اللغۃ مطبوعہ حشمت الاسلام پریس بنگلور (انڈیا) پارہ۱۸ص۵،ص۶ میں اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ ایک مسجد میں امامیہ مؤذن اذان میں یوں پکارتا تھا: اشهد ان عليا ولي الله اس پر بعض سُنی مسلمان ناراض ہوئے اور مجھ سے شکایت کی۔

میں نے کہا وہ مؤذن تو کہتا ہے: اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ میں کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اِمَامُ الْاَوْلِيَآءِ وَسَيِّدُ الْاَوْصِيَآءِ وَخَيْرُ خَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَآءِ"

علامہ وحید الزمان کی کتاب انوار اللغۃ پاکستان میں "لغات الحدیث" کے نام سے دوبارہ چھپ چکی ہے۔ مذکورہ مضمون تیسیر الباری ترجمہ و شرح صحیح بخاری جلد۵ ص ۲۳۶ ح ۳۰۹ کے حاشیہ میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

مسئلہ ماتم وعزاداریٔ امام حسین علیہ السلام

اعتراض نمبر۵ منجانب مفتی عبدالسبحان قادری

یہ کہ محرم سے پہلے، محرم میں اور محرم کے بعد نکلنے والے جلوسوں میں اہل تشیع ماتم کرتے ہیں اور یہ امور خلاف اسلام ہیں۔

الجواب:

جناب والا! اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ دنیا بھر کے شیعہ اثناء عشری مظلوم کربلا حضرت امام حسینؑ کے غم میں گریہ وماتم کرتے ہیں اور اسے نہ صرف اسلام کے عین مطابق ہی سمجھتے ہیں بلکہ اس کے لیے اپنے پاس دلائل بھی رکھتے ہیں۔

مفتی عبدالسبحان القادری صاحب کا یہ کہنا کہ "یہ امور خلاف اسلام ہیں۔" سفید جھوٹ اور سو فیصد غلط ہے۔ جس کی تردید آپ انشاء اللہ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

دلائل پیش کرنے سے قبل اس امر کی وضاحت کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ مذہب حقہ شیعہ میں ہر کسی کا ماتم کرنا درست نہیں بلکہ ہم گریہ وماتم برائے امام مظلومؑ کی تخصیص کے قائل ہیں۔

☆☆☆☆☆

Presented by: https://jafrilibrary.org

تخصیص جزع برائے مظلوم بفرمان معصومؑ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ کُلُّ الْجَزْعِ وَالْبُکَاءِ مَکْرُوْهٌ سِوَی الْجَزْعِ وَالْبُکَاءِ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہر جزع وبکاء مکروہ ہے سوائے جزع وماتم اور آہ وبکاء امام حسین علیہ السلام کے۔

۱۔ کامل الزیارات ابن قولویہ ص ۱۰۰ النجف الاشرف

۲۔ امالی الشیخ الطوسی جلد ۱ ص ۱۶۳ ایران

۳۔ بحار الانوار مجلسیؒ جلد ۱۰ ص ۱۳۲۰ ایران

۴۔ وسائل الشیعہ جلد ۲ ص ۹۲۳ بیروت

تخصیص جزع برائے مظلوم از قرآن

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَکَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا (پارہ ۵ سورۃ النساء نمبر ۱۴۸)

نہیں پسند کرتا اللہ پکار کر کہنا بُرے قول کا مگر جو ظلم کیا جاوے اور ہے اللہ سننے والا جاننے والا۔

لفظِ سُوء کا معنی: عظیم مفسّر لُغوی علّامہ راغب اصفہانیؒ رقمطراز ہیں

کُلُّ مَا یَغُمُّ الْاِنْسَانَ مِنَ الْاُمُوْرِ الدُّنْیَوِیَّةِ وَالْاُخْرَوِیَّةِ وَمِنَ الْاَحْوَالِ النَّفْسِیَّةِ وَالْبَدَنِیَّةِ وَالْخَارِجَةِ مِنْ فَوَاتِ مَالٍ وَجَاهٍ وَفَقْدِ حَمِیْمٍ۝

ہر وہ چیز جو انسان کو غم میں مبتلا کر دے اسے ''سُوء'' کہا جاتا ہے خواہ وہ اُمور دنیوی کے قبیل سے ہو یا اُخروی کے۔ اس چیز کا تعلق خواہ اَحوالِ نفسانیہ سے ہو یا بدنیہ سے یا امور خارجیہ سے ہو جن کا تعلق جاہ وجلال اور مال کے چلے جانے یا کسی قریبی رشتے دار یا دوست کے فوت ہو جانے سے ہوتا ہے۔
(المفردات فی غریب القرآن ص ۲۵۳ طبع کراچی)

بخاری شریف وغیرہ میں قول سوء کے معنی جزع بھی مرقوم ہیں:

"قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ کَعْبٍ الْقُرَظِی: اَلْجَزْعُ اَلْقَوْلُ السَّیِّءُ وَظَنُّ السَّیِّءِ ......"

محمد بن کعب نے کہا ہے کہ قول سوء سے مراد جزع فزع اور ظن سوء یعنی گمان باطل بھی ہے۔ ملاحظہ ہوں:

۱۔ صحیح البخاری جلد ۱ ص ۱۶۰ طبع مصر

۲۔ صحیح البخاری بشرح الکرمانی جلد ۶ ص ۹۴ طبع بیروت

۳۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری جلد ۳ ص ۱۶۹ طبع لاہور

۴۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ۸ ص ۷۹ طبع کوئٹہ

۵۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری جلد ۲ ص ۱۴۱ طبع بیروت

۶۔ فیض الباری علی صحیح البخاری جلد ۲ ص ۴۶۳ طبع قاہرہ

۷۔ لامع الدراری علی جامع البخاری جلد ۲ ص ۱۱۸ طبع کراچی

۸۔ تیسیر الباری ترجمہ و شرح صحیح بخاری جلد ۲ ص ۲۷ طبع لاہور/کراچی

۹۔ لسان العرب جلد ۱ ص ۹۶ بیروت

۱۰۔ صحیح لغات القرآن ص ۱۷۹ تاج محمد دہلوی کراچی

۱۱۔ القاموس الجدید ص ۴۳۱ لاہور

۱۲۔ فرہنگ فارسی ص ۴۳۶ کراچی

چونکہ حضرت امام حسینؑ مظلوم ہیں اس لیے قرآن مجید کی اس آیت اور بخاری کی روایت سے آنحضرتؐ پر گریہ و ماتم کا اِستثناء ثابت ہوا۔

رونا عارفوں کی ایک علامت ہے

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ

اور جب وہ اس کو سُنتے ہیں جو کہ رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سب سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔

(پارہ ۷ سورۃ المائدۃ آیت ۸۳)

مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ سے واضح ہوگیا کہ رونا گناہ نہیں بلکہ عارفوں کی نشانی ہے اور منع کرنا غافلوں کی علامت۔

گریہ ابوبکرؓ در غار

آیۂ غار خصوصاً اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر رقمطراز ہیں: فَجَعَلَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَجْزَعُ حضرت ابوبکرؓ جزع فزع کرنے لگے تو آنحضرتؐ نے لاتحزن کہہ کر انھیں تسلی دی۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں:

۱۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۵۸ طبع مصر

۲۔ تفسیر فتح البیان جلد ۳ ص ۱۰۹ طبع بیروت

۳۔ تفسیر المنار جلد ۱۰ ص ۴۲۶ تا ۴۲۸ طبع بیروت

جواز گریہ بر محبوبانِ خُدا

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝

اور منہ پھیر لیا ان سے اور کہا ہائے افسوس یوسف کے اور سفید ہوگئیں آنکھیں یعقوبؑ کی غم سے۔ پس وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔ کہا انھوں نے قسم ہے خدا کی آپ ہمیشہ ذکر یوسف کرتے کرتے بیمار ہو جائیں گے بلکہ ہلاک۔

(ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ)

(پارہ ۱۳ سورۂ یوسف آیت ۸۴، ۸۵)

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ اور پھر پھیرا اپنا منہ فرزندوں سے اور اپنے مکان میں عبادت کے جا بیٹھے وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ اور کہا اے بزار غم اور افسوس اوپر جدائی یوسف کے یہ کہہ کر بیقرار ہوئے اور رونے لگے۔

ف کہتے ہیں چالیس ۴۰ برس یا اسی ۸۰ برس تک جدائی میں حضرت یوسف علیہ السلام کی روتے رہے اور آنسو نہ سوکھا اور غم کے بوجھ سے پیٹھ جھک گئی۔

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ سفید ہوئیں آنکھیں ان کی غم اور رونے سے اور وہ یعنی یعقوب علیہ السلام غصے تھے فرزندوں پر اور کچھ کہتے نہ تھے ان کو جب فرزندوں نے دیکھا نہایت بیقرار باپ کو قَالُوْا تَاللّٰهِ ...... کہا قسم خدا تعالیٰ کی ہمیشہ رہے گا تو یوسف کو یاد کرتا یہاں تک کہ ہووے تو سخت بیمار یا ہووے تو مرنے والوں سے۔ (تفسیر موضح القرآن ص ۲۴۵ طبع لاہور)

علامہ بیضاوی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوبؑ خون آلودہ قمیص اپنے چہرہ پر ڈال کر روئے اور یہاں تک روئے کہ ان کا چہرہ اور داڑھی خونِ قمیص سے رنگین ہوگئی۔

(تفسیر بیضاوی جلد ۱ ص ۳۰۶ طبع مصر)

(وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ) کی تفسیر میں لکھا ہے۔

فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ التَّاَسُّفِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ التَّفَجُّعِ اس (گریۂ یعقوب علیہ السلام) میں دلیل ہے مصیبت کے وقت افسوس کرنا اور رونا جائز ہے۔

...... تفسیر بیضاوی جلد ۱ ص ۳۱۸ طبع مصر

...... تفسیر فتح البیان جلد ۳ ص ۳۹۹ طبع بیروت

یاد رہے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں گریہ و بکاء کے صلہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو سو شہیدوں کی شہادت کا ثواب عطاء ہوا۔

ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ تفسیر کشاف جلد ۲ ص ۳۳۸/۳۳۹ طبع بیروت
۲۔ زاد المسیر فی علم التفسیر جلد ۴ ص ۲۷۱ طبع بیروت
۳۔ تفسیر کبیر رازی جلد ۱۸ ص ۱۹۴
۴۔ تفسیر الخازن جلد ۳ ص ۳۰۷/۳۰۸ طبع مصر
۵۔ تفسیر الثعالبی جلد ۲ ص ۲۵۴ طبع بیروت
۶۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۴ ص ۳۰ طبع مصر
۷۔ تفسیر قاضی ابی سعود حنفی جلد ۳ ص ۶۱ ۴ طبع پشاور

۸۔ تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۶۲ طبع دہلی

۹۔ تفسیر روح المعانی جلد ۱۳ ص ۳۰ طبع ملتان

زوجہ ابراہیم علیہ السلام قرآن

فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ پھر آگے آئی بی بی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دروازے سے ہائے ہائے کرتی ہوئی پھر اپنا منہ پیٹا افسوس سے اور کہا کہ ہائے کیا جنے گی بوڑھیا بانجھ۔

(پارہ ۲۶ سورۃ الذاریات آیت ۲۹)

۱۔ موضح القرآن ص ۶۴۴ لاہور

۲۔ ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۵۲۰ کراچی

۳۔ ترجمہ شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی ص ۵۲۰ کراچی

۴۔ تفسیر وحیدی وحید الزمان ص ۶۷۸ لاہور

۵۔ ترجمہ شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ص ۶۲۷ لاہور، کراچی

۶۔ تفسیر مواہب الرحمٰن بحر العلوم سید امیر علی ملیح آبادی جلد ۸ ص ۲۸۷ لاہور

۷۔ ترجمہ مولانا فتح محمد خان صاحب جالندھری ص ۵۰۲ لاہور کراچی

۸۔ تفہیم القرآن مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی جلد ۵ ص ۱۳۵ لاہور

۹۔ مترادفات القرآن ص ۵۷۷ لاہور

۱۰۔ تفسیر حسینی ص ۸۳۶ بمبئی

"صَكَّتْ" کے معنی کی وضاحت

اس آیت میں لفظ "صَكَّتْ" وارد ہوا ہے۔ جس کے معنی ضرب شدید کے ہیں اور بقول مولانا محمد ادریس کاندھلوی کسی چوڑی شے سے ضرب شدید لگانے کو صَكَّتْ کہتے ہیں۔

حاشیہ مقامات حریری ص ۸۲ طبع لاہور

مزید ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ معجم مقاییس اللغۃ جلد ۳ ص ۲۷۶

۲۔ النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر جلد ۳ ص ۴۳ طبع

۳۔ مختار الصحاح ص ۳۶۷ طبع بیروت

۴۔ لسان العرب جلد ۱۰ ص ۴۵۶ طبع بیروت

۵۔ المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر جلد ۱ ص ۴۰۸ طبع بیروت

۶۔ القاموس المحیط جلد ۳ ص ۳۱۰ بیروت

۷۔ تاج العروس من جواہر القاموس جلد ۷ ص ۱۵۳ طبع بیروت

۸۔ المنجد ص ۴۳۰ طبع بیروت

۹۔ المعجم الوسیط جلد ۱ ص ۵۲۱ طبع بیروت
۱۰۔ منتہی الارب فی لغات العرب فارسی جلد ۲ ص ۳۴۳ لاہور
۱۱۔ دائرۃ المعارف جلد ۵ ص ۵۲۱
۱۲۔ غیاث اللغات فارسی ص ۳۳۳ بمبئی
۱۳۔ لغات الحدیث جلد ۳ ص ۷۶ کتاب "ص" طبع کراچی
۱۴۔ مصباح اللغات ص ۴۷۵ طبع کراچی
۱۵۔ صحیح لغات القران تاج محمد دہلوی ص ۱۹۵ کراچی
۱۶۔ مترادفات القران مولانا عبدالرحمن کیلانی ص ۵۷۷ لاہور
۱۷۔ کلمات القرآن الشیخ حسنین محمد مخلوف ص ۳۰۹ بیروت

مفتی صاحب! اگر گریہ و ماتم خلاف اسلام ہے تو بتلایئے!

حضرت ابوبکرؓ کا غار میں جزع کرنا، حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم یوسف میں گریہ و ندبہ کرنا اور بی بی سارہ زوجۂ ابراہیم علیہ السلام کا مُنہ پر طمانچے مار کر بیٹھنا، جو قرآن مجید میں موجود ہے سب کچھ خلاف شریعت ہی تھا؟

چھٹے پارہ کی پہلی آیت سے تخصیص جزع برائے مظلوم، ساتویں پارہ کی پہلی آیت سے رونا عارفوں کی نشانی، دسویں پارہ کی آیۂ غار میں حضرت ابوبکرؓ کا جزع فزع کرتے نظر آنا اور تفسیر ابن کثیر کا اس پر مُہر تصدیق ثبت کرنا، تیرھویں پارہ میں حضرت یعقوبؑ کا ندبہ برائے یوسفؑ مظلوم اور چھبیسویں پارہ میں بی بی سارہؑ ام الانبیاءؑ کا منہ پر طمانچے مار کر بیٹھنا ماتم مظلوم کربلا کے

لیے قرآنی شواہد ہیں۔

از راہِ کرم پورے قرآن مجید سے ایک آیت تو گریہ و ماتم (برائے مظلوم) کی حرمت پر پیش کریں۔ قرآن مجید صرف نماز تراویح اور گیارھویں شریف کے ختم کے لیے ہی پڑھتے ہو یا کبھی اسے سمجھنے کے لیے بھی تلاوت کیا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریہ و ماتم

حضور اکرم کا گریہ بر عثمانؓ بن مظعون مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۷ میں مرقوم ہے۔

آنحضرت کا سعد بن خولہؓ پر مرثیہ پڑھنا بخاری جلد اول ص ۱۵۹ طبع مصر میں موجود ہے۔

اور روزِ شہادتِ امام حسینؑ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِہٖ قَارُوْرَۃٌ (حضورؐ کا بال بکھیرنا اور گرد آلود ہونا) اور حسینؑ مظلوم کے غم میں عَلٰی رَأْسِہٖ وَ لِحْیَتِہٖ التُّرَابُ (آپؐ کے سر مبارک اور ریش مبارک پر خاک ہونے) کی صورت میں گریہ و بکا فرمانا درج ذیل کتب میں موجود ہے:

۱۔ جامع الترمذی جلد ۵ ص ۶۵۷ طبع بیروت
۲۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۲۴۲
۳۔ المعجم الکبیر طبرانی جلد ۳ ص ۱۱۰ طبع احیاء التراث اسلامی
۴۔ المستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۹۸ طبع بیروت
۵۔ دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۴۷۱ طبع لاہور

٦۔ الاستیعاب جلد ۱ ص ۳۸۰ طبع مصر
٧۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲ طبع کراچی
٨۔ البدایۃ والنھایۃ جلد ۸ ص ۲۰۱
٩۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۳۔۱۹۳
١٠۔ الاصابہ جلد ۱ ص ۳۳۴ مصر

اور دربتولؑ سے لوٹتے وقت آنحضرتؐ کا زانو پیٹنا بخاری جلد اوّل ص ۱۴۰ طبع مصر سے ثابت ...... ھُوَ مُوْلٍ یَضْرِبُ فَخِذَهٗ الحدیث اور اس کی شرح میں ابن حجر عسقلانی کا فِیْهِ جَوَازُ ضَرْبِ الْفَخِذِ عِنْدَ التَّاَسُّفِ یعنی کہ اس حدیث سے زانو پیٹنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ لکھ دینا منکرینِ ماتم کی آنکھیں کھول دینے کے لیئے کافی ہے۔

حوالوں کے لیئے ملاحظہ ہوں!

١۔ صحیح البخاری بشرح الکرمانی جلد ۶ ص ۱۸۸ طبع بیروت
٢۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری جلد ۳ ص ۱۰ طبع لاہور
٣۔ عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۱۷۳ طبع کوئٹہ
٤۔ ارشاد الساری جلد ۲ ص ۳۱۲ طبع بیروت
٥۔ لامع الدراری جلد ۲ ص ۸۰ طبع
٦۔ تیسیر الباری ترجمہ وشرح صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۵۹ طلا ہور/کراچی
٧۔ بخاری سریف مترجم مولانا اختر شاہجاپنوری جلد ۱ ص ۴۹۸ لاہور
٨۔ صحیح بخاری مترجم سید محمد اقبال شاہ گیلانی جلد ۱ ص ۵۰۶/۵۰۵

لاہور، کراچی
٩۔ جہانگیری صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۲۴/۶۶۵ لاہور
١٠۔ تسہیل البخاری شرح صحیح البخاری جلد ۱ ص ۵۰۶ لاہور
١١۔ صحیح بخاری مترجم مولانا داؤد راز جلد ۱ ص ۵۳۳ لاہور/ریاض

خانۂ رسولؐ میں ازواجِ رسولؐ کا ماتم

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وفاتِ رسولؐ سے قبل آنحضرتؐ کا سر مبارک میری گود میں تھا جب آنحضرتؐ کی وفات ہوگئی اور روحِ مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی تو میں نے حضورؐ کا سرِ اقدس اٹھا کر تکیے پر رکھا اور خود باقی بیبیوں کے ساتھ سینہ کوبی کرتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی اور میں نے اپنا منہ بھی پیٹ لیا۔

قُمْتُ وَالْتَدِمُ مَعَ النِّسَاءِ وَاَضْرِبُ وَجْهِیْ

١۔ السیرۃ النبویۃ ابن ہشام جلد ۴ ص ۳۱۲ طبع بیروت
٢۔ الطبقات الکبریٰ ابن سعد جلد ۲ ص ۲۶۲ طبع بیروت
٣۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۲۷۴ طبع مکہ مکرمہ
٤۔ مسند ابی یعلی جلد ۴ ص ۳۲۳ طبع بیروت
٥۔ تاریخ طبری ابن جریر جلد ۳ ص ۱۹۹ طبع مصر
٦۔ دلائل النبوۃ اصفہانی جلد ۷ ص ۲۱۳ طبع بیروت
٧۔ النھایۃ ابن اثیر جلد ۴ ص ۲۴۵ قم

۸۔ الکامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۳۲۳ طبع بیروت

۹۔ لسان العرب جلد ۱۲ ص ۵۴۰ طبع بیروت

۱۰۔ تاریخ ابی الفداء جلد ۱ ص ۱۵۲ طبع مصر

۱۱۔ تاریخ الاسلام ذھبیؒ جلد ۱ ص ۶۲۹ بیروت

۱۲۔ سیر اعلام النبلاء ذھبی جلد ۱ ص ۸۲ ص ۲۸۵ طبع بیروت

۱۳۔ البدایۃ والنھایۃ جلد ۵ ص ۲۶۱ طبع بیروت

۱۴۔ تاریخ الخمیس جلد ۲ ص ۱۶۶ طبع بیروت

۱۵۔ السیرۃ الحلبیۃ جلد ۳ ص ۳۵۴ طبع بیروت

۱۶۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۴۲۹ لاہور

☆☆☆☆☆

لفظِ ''اِلْتِدَام'' کے معنی لغتِ عربی میں سینہ اور چہرہ پیٹنا ہے

ملاحظہ ہوں!

۱۔ السیرۃ النبویۃ ابن ھشام جلد ۴ ص ۳۱۲ طبع بیروت

۲۔ النھایۃ ابن اثیر جلد ۴ ص ۲۲۵

۳۔ لسان العرب جلد ۱۲ ص ۵۳۹ طبع بیروت

۴۔ القاموس المحیط جلد ۴ ص ۱۷۵

۵۔ تاریخ الخمیس جلد ۲ ص ۱۶۶ طبع بیروت

۶۔ السیرۃ الحلبیۃ جلد ۳ ص ۳۵۴ طبع بیروت

۷۔ تاج العروس جلد ۹ ص ۵۸ طبع بیروت

۸۔ المنجد ص ۱۸۷ طبع بیروت

۹۔ المعجم الوسیط جلد ۲ ص ۸۲۷

۱۰۔ منتھی الارب جلد ۴ ص ۱۱۸۱ لاہور

۱۱۔ دائرۃ المعارف جلد ۸ ص ۳۴۵ بیروت

۱۲۔ لغات الحدیث جلد ۵ ص ۳۱ باب اللام طبع کراچی

۱۳۔ مصباح اللغات ص ۷۷۳ لاہور

ظاہر ہے کہ وفات سید الانبیاءؐ کے وقت آنحضرتؐ کی کم از کم نو بیویاں بیوہ ہوئیں جو وفاتِ رسولؐ کے وقت تقریباً سبھی موجود تھیں۔ عرض

خدمت یہ ہے کہ ایک میت کے گرداگرد نو عورتیں ماتم کر رہی ہوں تو بتلایئے تو! معروف حلقۂ ماتم قائم ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو پھر ان ماتمی حلقہ کی ماتمیات ازواج رسولؐ کے لیئے فرمائیں جو کہ خانۂ رسولؐ میں ماتم کناں ہیں ان کا یہ فعل اسلامی تھا یا غیر اسلامی؟

حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا ماتم

(الف) فَضَرَبَتْ خَدِیْجَۃُ جَبْهَتَهَا

پس پیٹ لیا حضرت خدیجہ الکبریٰ (ع) نے اپنی پیشانی کو......

ملاحظہ ہوں:

(تاریخ یعقوبی جلد ۱ ص ۳۳ طبع بیروت)

ب...... خدیجہؑ خاتون را ازیں حال خبر شد از منزلِ خود بیروں دوید و دست بر سر میزد۔ جب حضرت خدیجہؑ کو اس صورتِ حال کی خبر ہوئی تو سر کو پیٹتی ہوئی گھر سے باہر نکل آئیں۔ ملاحظہ ہوں:

(معارج النبوۃ رکن سوم ص ۸ طبع بمبئی)

ماتم سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا

اہل سنت کے شیخ الکل شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں واقعات اُحد کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے، شیطان نے آواز دے دی:

اَلَا اَنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ

کہ رسولؐ قتل ہو گئے ہیں۔ تو جب یہ آواز مدینہ منورہ شہر میں پہنچی تو حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا اپنے سر کو پیٹتی اپنے گھر سے باہر نکل پڑیں اور تمام بنی ہاشم کی عورتیں بھی اُن کے ہمراہ تھیں اور جناب سیدہ اسی حال میں مدینہ سے چل کر اُحد میں پہنچ گئیں۔

"فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہ چوں ایں آواز شنید دست بر سر
زناں از خانہ بیروں دوید و دیگر یست و ہمہ زنان ہاشمیہ می
نالیدند و چنیں معلوم می شود کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بعد شنیدن
ایں آواز از مدینہ تا با احد رسید"

یعنی فاطمۃ زہراءؑ نے جب اس آواز کو سُنا تو سر پیٹتی اور روتی ہوئی اپنے گھر سے باہر نکل آئیں اور تمام بنی ہاشم بھی رو پیٹ رہی تھیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ فاطمہؑ یہ آواز سننے کے بعد مدینہ سے چل کر میدانِ اُحد میں پہنچیں۔ یاد رہے کہ یہ سب کچھ زندہ رسولؐ کے غم میں ہوا۔

ملاحظہ ہوں!

۱۔ مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۱۶۳ طبع نولکشور ہند

۲۔ معارج النبوۃ ج ۴ ص ۱۰۶ طبع کانپور

حضرت بلالؓ کا ماتم

اسی مدارج النبوۃ میں درج ہے کہ آنحضرتؐ کی مرض الموت میں حضرت بلالؓ بعدِ اذان جب حضورؐ کے بیت الشرف میں حاضر ہوئے تا کہ

Presented by: https://jafrilibrary.org

آنحضرتؐ آکر نماز باجماعت پڑھائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہونیوالی وفات کی خبر دیتے ہوئے معذرت فرمائی تو یہ خبر وفات سُن کر حضرت بلالؓ کا عمل اور تاثر ملاحظہ فرمائیں:

"پس بیرون آمد بلالؓ دست برزناں وفریاں کناں و بود فریاداہ و بود از بریدہ شدن امید و شکستن پشت کاش کہ نمی زائید مرا مادر من" پس حضرت بلالؓ سر پر پیٹتے فریاد کرتے ہوئے بایں الفاظ نوحہ وندبہ پڑھا: ہائے فریاد، ہائے اُمیدیں منقطع ہوگئیں، ہائے میری کمر ٹوٹ گئی، کاش میری ماں مجھے جنم نہ دیتی۔

ملاحظہ ہوں:

مدارج النبوۃ جلد۲ ص۴۴۳ طبع نولکشور ہند

حضرت عمرؓ کا گریہ و ماتم

الف۔ ام المومنین حضرت حفصہؓ خاتون کے باب میں اہل السنت والجماعت کی کتاب معارج النبوۃ رکن چہارم میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے انھیں ایک طلاق دیدی یا خبر طلاق مشہور ہوگئی تو جیسے ہی حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ نے میری پیاری بیٹی کو طلاق دیدی ہے سَر میں خاک ڈالی اور روتے پیٹتے حضورؐ کے بیت الشرف میں حاضر ہوئے۔ قدوۃ المحققین علامہ معین کاشفی ہروی کی زبان سے سماعت فرمائیں۔

"و چون امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ایں معنی معلوم کرد خاک بر سر ریخت وفغاں برآورد" اور ایک روایت کے مطابق آنحضرتؐ نے انھیں طلاق دیدی اور جب طلاق حفصہؓ کی خبر حضرت عمرؓ کو پہنچی تو اپنے سر پر خاک ڈال لی اور آہ وفغاں کرنے لگے۔

معارج النبوۃ رکن چہارم ص۹۳ طبع بمبئی

مزید ملاحظہ ہوں۔

۱۔ الاستیعاب جلد۴ ص۲۶۱ طبع مصر

۲۔ الاصابہ جلد۴ ص۲۶۵ طبع مصر

۳۔ السیرۃ الحلبیہ جلد۳ ص۳۱۷ طبع بیروت

ب: حضرت عمرؓ کی موجودگی میں خالد بن ولیدؓ کا سات دن ماتم

۱۔ الطبقات الکبریٰ ابن سعد جلد۴ ص۱۳۳ بیروت

۲۔ المعجم الصغیر طبرانی جلد۲ ص۸۲ دار الفکر

۳۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد۸ ص۸۲ لاہور

۴۔ کنز العمال جلد۱۵ ص۷۳۱ بیروت

۵۔ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد بن حنبل جلد۶ ص۲۶۴ مکہ مکرمہ

☆☆☆☆☆

ج: بوقتِ آخر حضرت عمرؓ کا جزع فرمانا

۱۔ صحیح البخاری ص ۶۲۰ طبع الریاض
۲۔ فتح الباری جلد ۷ ص ۱۴۳ لاہور
۳۔ ارشاد الساری جلد ۶ ص ۱۰۴/۱۰۵ مصر

حضرت ابوہریرہؓ کا ماتم

سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ میں حافظ الحدیث ابورزین کا بیان درج ہے کہ میں نے بوقتِ افسوس حضرت ابوہریرہ کو اپنے ہاتھ سے اپنا منہ پیٹتے دیکھا۔

عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ رَاَیْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ یَضْرِبُ جَبْهَتَهٗ بِیَدِهٖ

ابورزین بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنا منہ پیٹا۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں!

سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب غسل الاناء من ولوغ الکلب ص ۳۰ طبع اصح المطابع نور محمد۔ کراچی

روزہ ٹوٹنے پر صحابی رسولؐ کا ماتم

عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ

اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ یَضْرِبُ نَحْرَهٗ وَ یَنْتِفُ شَعْرَهٗ وَیَقُوْلُ هَلَکَ الْاَبْعَدُ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک دیہات میں رہنے والا صحابی اعرابی آنحضرتؐ کے پاس اپنا سینہ کوٹتا اور بال نوچتا ہوا آیا اور کہا ہلاک ہو گیا وہ شخص جو نیکیوں سے دور ہوا۔ (موطا امام مالک مترجم ص ۲۹۲ طبع کراچی)

علامہ زرقانیؒ اس حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں: فِیْهِ جَوَازُ ذٰلِکَ لِمَنْ وَقَعَتْ لَهٗ مَصِیْبَةٌ فِی الدِّیْنِ یعنی جس شخص کے دین میں مصیبت واقع ہو اس کے لیے اس حدیث کی رو سے ایسا کرنا سینہ کوبی کرنا بال نوچنا جائز ہے۔

ملاحظہ ہوں!

۱۔ شرح موطا الامام مالک الزرقانی جلد ۲ ص ۲۲۶ طبع مصر
۲۔ تنویر الحوالک بیروت ص ۳۱۹
۳۔ مصفی مسوی شرح موطا شاہ ولی اللہ محدث جلد ۱ ص ۲۲۶ طبع دہلی
۴۔ اوجز المسالک الی موطا مالک جلد ۳ ص ۱۴۱ طبع ملتان
۵۔ کشف المغطا جلد ۱ ص ۲۹۲ طبع کراچی
۶۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۵۱۶ طبع مکہ مکرمہ
۷۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۴ ص ۱۶۴ طبع لاہور

زنانِ انصار اور حضرت حمزہؓ کا ماتم

اہل سنت کے مایہ ناز مورخ شبلی نعمانی کے الفاظ میں پڑھیں:

"آنحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا آپؐ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو عبرت ہوئی کہ سب کے عزیز و اقارب ماتمداری کا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خواں نہیں ہے۔ رقت کے جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔ اَمَّا حَمْزَۃُ فَلَا بَوَاکِیَ لَہٗ لیکن حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہیں ہے۔

انصارؓ مدینہ نے یہ الفاظ سُنے تو تڑپ اٹھے سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدہ پر جا کر حمزہؓ کا ماتم کرو۔ آنحضرتؐ نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشینانِ انصارؓ کی بھیڑ تھی اور حضرت حمزہؓ کا ماتم بلند تھا۔ ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا میں تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔

(سیرت النبیؐ جلد اوّل ص ۳۸۶ طبع سعیدی کراچی)

مزید ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ السیرۃ النبویۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۹۹ طبع مصر
۲۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۸۴ طبع مکہ مکرمہ
۳۔ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۷۴ طبع بیروت
۴۔ دلائل النبوۃ جلد ۳ ص ۲۱۶ طبع بیروت
۵۔ الاستیعاب جلد ا ص ۲۵۵ طبع مصر
۶۔ الکامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۶۳ طبع بیروت
۷۔ البدایۃ والنھایۃ جلد ۴ ص ۵۴، ص ۵۵ طبع بیروت
۸۔ معارج النبوۃ جلد ۴ ص ۱۲۵ طبع کانپور
۹۔ تاریخ الخمیس جلد ا ص ۴۴۴ طبع بیروت
۱۰۔ السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ ص ۲۵۴ طبع بیروت
۱۱۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۸۲ طبع نولکشور ہند

☆☆☆☆☆

Presented by: https://jafrilibrary.org

جن عربی الفاظ میں آنحضرتؐ نے ان (ماتمی عورتوں) کو دعا دی، شیخ الکل شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں انھیں ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے:

"رَضِیَ اللّٰهُ عَنْكُنَّ وَعَنْ اَوْلَادِ كُنَّ وَعَنْ اَوْلَادِ اَوْلَادِ كُنَّ"

اے میرے چچا شہید پر ماتم کرنے والی انصارؓ مدینہ کی عورتو! اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو اور تمہاری اولاد سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے بھی۔

ملاحظہ ہوں:

۱۔ مدارج النبوۃ جلد۲ ص۱۸۲ طبع نولکشور ہند

۲۔ معارج النبوۃ جلد۲ ص۱۲۵ کانپور

☆☆☆☆☆

ماتمِ ازواجِ عثمانؓ برعثمانؓ

اِنَّهُمْ اَرَادُوْا جَزَّرَاسِهٖ بَعْدَ قَتْلِهٖ، فَصَاحَ النِّسَآءُ وَ ضَرَبْنَ وُجُوْهَهُنَّ

"جب بدری صحابہ نے حضرت عثمانؓ کا سر کاٹنا چاہا تو عورتیں چیخیں اور اپنے منہ پیٹنے لگیں۔"

۱۔ تاریخ طبری جلد۲ ص۶۷۷ طبع بیروت

۲۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد۳ ص۱۷۹ طبع بیروت

۳۔ البدایہ والنھایہ جلد۷ ص۲۱۰ طبع بیروت

ساٹھ ہزار صحابہؓ اور تابعینؒ کا قتلِ عثمانؓ پر گریہ و ماتم

اہل سنت کی کتاب سیرت حلبیہ میں علی بن برہان الدین حلبیؒ رقم طراز ہیں۔

کہ قتلِ حضرت عثمانؓ پر قمیصِ عثمانؓ کے سایہ میں (سیاہ لباس پہن کر) ساٹھ ہزار بزرگوں نے گریہ و ماتم کیا اور ان کی قیادت مسلمانوں کے پانچویں خلیفہ امیر معاویہؓ نے خود فرمائی۔

"سِتُّوْنَ اَلْفَ شَیْخٍ تَبْكِیْ تَحْتَ قَمِیْصِ عُثْمَانَ وَهُوَ مَنْصُوْبٌ عَلٰی مِنْبَرِ دِمَشْقَ وَمُعَلَّقٌ فِیْهِ اَصَابِعُ زَوْجَه عُثْمَان"

یعنی ساٹھ ہزار بزرگ قمیصِ عثمانؓ کے سایہ میں روتے تھے اور وہ

قیس دمشق کی مسجد کے منبر پر منصوب رہی اور اس میں زوجہ عثمانؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں بھی آویزاں تھیں۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۲۸۶ طبع بیروت
۲۔ تاریخ کامل جلد ۳ ص ۲۰۳ بیروت
۳۔ البدایہ والنھایہ جلد ۷ ص ۲۵۶ بیروت
۴۔ شرح شمائل ترمذی ص ۱۵۷ طبع مصر

کربلا میں رسولؐ زادیوں کا ماتم

ابن کثیر دمشقی نے اپنی تاریخ البدایہ والنھایہ میں رسولؐ زادیوں کی مقتل میں آمد و روانگی کے ضمن میں لکھا ہے:

"قَالَ قُرَّةُ بْنُ قَيْسٍ لَمَّا مَرَّتِ النِّسْوَةُ
بِالْقَتْلَى صِحْنَ وَلَطَمْنَ خُدُوْدَهُنَّ"

قرۃ بن قیس کا کہنا ہے کہ جب مخدراتِ عصمت مقتل سے گزریں تو چیخیں مار مار کر روئیں اور انہوں نے اپنے رخساروں کو پیٹا اور اسی صفحہ پر حضرت زینبؑ بنت علیؑ کا مقتل میں مفصل نوحہ بھی درج ہے۔ جو بی بی نے شہادت امامؑ کے بعد سب سے پہلے حلقۂ ماتم میں پڑھا۔

(البدایہ والنھایہ جلد ۸ ص ۱۹۳ طبع مصر)

مزید ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ انساب الاشراف جلد ۳ ص ۲۰۶/۱۸۶ طبع بیروت

۲۔ تاریخ طبری جلد ۵ ص ۴۵۵ طبع مصر
۳۔ الکامل ابن اثیر جلد ص ۸۱ طبع بیروت
۴۔ البدایہ والنھایہ جلد ۸ ص ۱۹۲ جلد ۸ ص ۲۱۰ بیروت

مخدراتِ مدینہ کا مدینہ منورہ میں ماتم

علامہ سلیمان قندوزی حنفی نے اپنی مشہور کتاب ینابیع المودۃ میں واقعاتِ رہائی کے بعد داخلۂ مدینہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب شام سے واپس آ کر مدینہ کے باہر خیمہ زن ہوئے تو بشیر ابن جذلم کو اپنی اطلاع کیلئے مدینہ بھیجا اور جب بشیر ابن جذلم نے مدینہ منورہ کی گلیوں میں امام زین العابدینؑ اور مخدراتِ عصمتؑ کی تشریف آوری کا اعلان کیا تو تمام مدینہ منورہ کی عورتیں ماتم کرتی ہوئی اہل بیتؑ الطاہرین کے استقبال کیلئے شہر سے باہر آ گئیں۔

"فَمَا بَقِيَتْ مُخَدَّرَةٌ اِلاَّ بَرَزَتْ مِنْ خِدْرِهَا
مُخْمِشَةً وُجُهَهَا لاَ طِمَةً خَدَّهَا"

مخدراتِ مدینہ میں کوئی ایسی نہ تھی جو اپنے گھروں میں باقی رہ گئی ہو مگر وہ اپنے منہ اور رخساروں کو پیٹتی ہوئی اپنے پردہ سے باہر آ گئی۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں:

☆ ینابیع المودۃ جلد ۲ ص ۹۷ اطبع بیروت
☆ تذکرۃ الخواص ص ۲۲۵ طبع بیروت

مفتی عبدالسبحان القادری صاحب! یہ در بتولؑ پر رسولؐ پاک کا ماتم، وفات نبیؐ پر ازواج رسولؐ کا ماتم، اپنے باباؐ کے غم میں فاطمہ زہراؑ کا ماتم، غم رسولؐ میں حضرت بلالؓ کا ماتم سنن ابن ماجہ میں ابو ہریرہؓ کا ماتم، خبر طلاق حفصہؓ پر حضرت عمر کا گریہ و ماتم، روزہ ٹوٹنے پر صحابی کا ماتم، زنان انصارؓ کا حضرت حمزہؓ شہید پر ماتم، قتل عثمانؓ پر ازواج عثمانؓ اور معاویہ سمیت اہل شام کا ماتم اور کربلا میں رسولؐ زادیوں کا ماتم۔

بتلائیں! کیا یہ سب غیر اسلامی تھے؟ اگر نہیں، یقیناً نہیں تو پھر ماتم حسینؑ کو آپ نے آنکھیں بند کر کے کیسے غیر اسلامی کہہ دیا؟

اور اگر پاک رسولؐ، بتولؑ، ازواج نبیؐ، بلالؓ، عمرؓ، ابو ہریرہؓ اور زنان انصارؓ کے گریہ و ماتم سے آپ کی دلآ زاری نہیں ہوتی تو امام حسینؑ کے ماتم سے دلآ زاری کیوں؟

☆☆☆☆☆

مولانا اللہ وسایا الخطیب کے بیان حلفی کا بیان

میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ تا حال جو جوابات مرتب کیے جا رہے تھے، وہ مفتی عبدالسبحان قادری صاحب کے حلف نامہ کے جوابات تھے، لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ بعض اعتراضات دیگر دو حلف نامہ جات میں بھی موجود ہیں۔ اس لیے جو جوابات مرتب کیے جا چکے ہیں۔ انہی کو نئے اعتراضات جو سواد اعظم یا تحریک نظام مصطفیؐ کی جانب سے اُٹھائے گئے ہیں کا جواب تصور کیا جائے۔

یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ ہر سہ حلف نامہ جات میں اکثر و بیشتر کراچی کے سانحہ لیاقت آباد یا دیگر کشیدگیوں اور واقعات کا تذکرہ ہے۔ فی الحقیقت یہ باتیں حلف گزار سے متعلق تو نہیں ہیں لیکن میں چونکہ ملکی اور کراچی کے واقعات زیر بحث سے واقفیت رکھتا ہوں، اس لیے مجھے ان لغو الزامات کی تردید بھی کرنا ہے جو مختلف حلف نامہ جات میں مرقوم ہیں۔

۱۔ اس بارے میں اجمالی طور پر یہ بیان کرتا ہوں کہ اہل تشیع کا کوئی سروکار عبداللہ ابن سباء سے نہیں ہے۔ اس بارے میں تفصیلی بحث انہی اوراق میں کر دی جائے گی۔ حضرت علیؑ کے بارے میں یہ لغو الزام کہ موصوف پیکر انسانی میں خدا ہیں جھوٹ ہے۔ سفید جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین.

۲۔ ایک بات شیعہ آبادی دو فیصد ہونے کے بارے میں سامنے آئی ہے۔ وہ درست نہیں ہے۔ یہ فریق مخالف کا وہم و گمان ہے۔ حلف گزار مولانا اللہ وسایا الخطیب نے دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔

۳۔ اس احتجاج کے بارے میں جو اسلام آباد سے منسوب کیا گیا ہے میں شیعہ قوم کا آئینی حق مضمر تھا اور آئینی اور شرعی بھی۔ پاکستان کے آئین اور تمام مکاتیب فکر کے علماء کے بائیس نکات کی شق نمبر ۹ کے مطابق ہر فرقہ کو اپنے مسلک کے مطابق زندگی بسر کرنے کا حق ہے اور پھر اسلام آباد کا مظاہرہ کسی فرقہ کے خلاف نہیں تھا بلکہ حکومت وقت سے آئینی اور شرعی حق کے حصول کے لیے جائز مطالبہ تھا جو معقول ہونے کی بناء پر تسلیم کیا گیا۔

۴۔ یہ امر بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ زکوۃ ٹیکس نہیں ہے بلکہ یہ ایک شرعی حکم اور عبادت ہے۔ زکوۃ کی ادائیگی ہر مسلک کے اپنے عقیدہ کے مطابق کی جا سکتی ہے اور کسی فرقہ کی فقہ دوسرے پر مسلط نہیں کی جا سکتی، خواہ وہ فرقہ تعداد میں کتنا ہی کثیر کیوں نہ ہو۔ زکوۃ مذہب شیعہ میں نماز کی طرح واجب ہے اور عبادت ہے۔ عبادت فقہ جعفریہ "میں" اسی طریقہ سے ادا کی جا سکتی ہے جس طرح خدا اور رسولؐ اور اہل بیتؑ کا حکم ہے۔

۵۔ جناب مولانا محمد وسایا الخطیب فرماتے ہیں کہ شیعہ ملکی قانون کے پابند نہیں ہیں۔ یہ جھوٹا الزام ہے۔ شیعہ قوم امن پسند، قانون کی پابند اور

محب وطن افراد پر مشتمل ہے۔

۶۔ امام بارگاہ علی رضا میں واقع مسجد پر دھرنا محض حکومت سے احتجاج تھا۔ کسی فرقہ کی دل آزاری مقصود نہ تھی۔ حکومت نے شیعہ مطالبات جائز سمجھ کر تسلیم کیے۔ شرپسندوں یعنی مسجد و امام بارگاہ اور قرآن مجید کو جلانے کے خلاف ایک پرامن مظاہرہ تھا۔ انصاف کا مطالبہ تھا جو مان لیا گیا۔ فاضل ٹریبونل کے ریکارڈ پر اس امر کی کافی شہادتیں موجود ہیں کہ انتظامیہ نے اپنا کام بہ حسن و خوبی انجام نہیں دیا۔ فاضل ٹریبونل میں پیش فریقین کی یہ مشترکہ شکایت ہے۔ بلکہ یہاں تک خیال ہے کہ یہ واقعات انتظامیہ کی غفلت مجرمانہ ہے۔ کسی طرح بھی شیعہ کسی اشتعال انگیزی کے مرتکب نہیں ہوئے۔ کسی سنی کی املاک نذر آتش نہیں ہوئیں۔ اس کے برعکس شیعہ کی مساجد، امام بارگاہ ہیں اور نجی املاک نذر آتش کر دی گئی ہیں۔ جو اسلام کی تعلیمات کے مطابق نہ صرف ممنوع ہے بلکہ شرعاً فعل حرام ہے اور معاوضہ جات کی ادائیگی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ لاکھوں کروڑوں کی املاک کا معاوضہ دینا ہوگا۔

۷۔ جناب مولانا محمد وسایا الخطیب صاحب کا خیال ہے کہ اکثریت سنی اکثریت کے علاقہ میں امام بارگاہ ہیں نہ ہوں۔ قانون اور شرع کے مطابق کسی شخص کو عبادت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ امام بارگاہوں میں صرف عبادت کی جاتی ہے اور مساجد میں بھی صرف عبادت ہی مقصود ہوتی ہے اور شیعوں کے گھر مختلف علاقوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔

اس لیے عملی طور پر امام بارگاہوں کو علیحدہ کرنا ناممکن ہے۔ مولانا محمد وسایا صاحب ایسی بات کرتے ہیں جس پر عمل کرنا غیر ممکن ہے۔

۸۔ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۸۳ء کا واقعہ شیعوں کا پیدا کردہ نہیں ہے۔ یہ سواد اعظم اہل سنت اور دوسرے سنی مسلک کے علماء کی اشتعال انگیزی کا نتیجہ تھا۔ امام بارگاہ کو نقصان پہنچایا گیا۔ نجی املاک کو نقصان پہنچایا گیا اور انتظامیہ کی نااہلی و غفلت اور چشم پوشی ان انقصانات کا باعث ہوئی۔ جیسا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ اس موضوع پر کافی شہادت عدالتِ عالیہ کے ریکارڈ پر آ چکی ہے۔ سوادِ اعظم نے جلوس نکالا اور شیعہ مساجد اور امام بارگاہ پر حملہ آور ہو کر نقصان پہنچایا۔

۹۔ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی مقصود نہ تھی کیونکہ یہ حکم اس وقت معرضِ وجود میں نہیں آیا تھا۔ چونکہ یہ مظاہرہ خالص اسلامی نوعیت کا تھا اور شعائر اللہ کی بے حرمتی کرنے والوں کے خلاف قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ۔ اس لیے کسی خلاف ورزی کا سوال "ہی" پیدا نہیں ہوتا۔

۱۔ امام بارگاہ مرکزی لیاقت آباد میں (جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے) اہلِ تشیع مجلسِ فضائل و مصائب کے لیے جمع ہوئے تھے لیکن مجلس نہ ہوئی۔ کیونکہ سوادِ اعظم کے لوگوں اور دیگر بلوائیوں نے پتھراؤ کیا اور امام بارگاہ پر حملہ آور ہوئے اور نجی املاک اور امام بارگاہ متذکرہ کو نقصان پہنچایا۔ یہ امام بارگاہ بعد میں منہدم کر دیا گیا ہے۔ اس کے ذمہ دار سوادِ اعظم اور دوسرے سنی لوگ ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ شیعوں نے امام

بارگاہ سے فائرنگ نہیں کی شیعہ زخمی ہوئے، مجلس نہ ہو سکی۔ شیعوں کی ناجائز گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ شیعوں کے پاس اسلحہ نہ تھا بلکہ سامعین مجلس میں مع اہل و عیال بھی آئے تھے۔ یہ بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ امام بارگاہ مرکزی لیاقت آباد میں مجلس باقاعدہ انتظامیہ کی اجازت سے برپا ہوئی تھی لیکن تلاوت پر ہی ہنگامہ کا شکار ہو گئی۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ نیو کراچی کے امام بارگاہ، مسجد کا تنازعہ مقامی سطح پر حل ہو جاتا تھا لیکن سوادِ اعظم نے بلاوجہ دخل در معقولات دیا جس سے حالات بگڑ گئے۔

۱۱۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ فریئر روڈ پر واقعہ امام بارگاہ و اہلِ حدیث کی مسجد میں شامل کر لیا گیا ہے اور دیگر کئی مساجد اور امام بارگاہوں کو بھی نقصان پہنچایا گیا ہے۔

۱۲۔ جس سفید گاڑی کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ اسلحہ لیکر نہیں آئی تھی بلکہ شیعوں کو جو زخمی ہوئے تھے لینے کے لیے آئی تھی اور پتھراؤ کا شکار ہو گئی تھی۔

۱۳۔ خلفاء راشدین اور صحابۂ کرام اور اولیائے کرام سے شیعہ کوئی گستاخی نہیں کرتے۔ تبرا کا ذکر اور اس کا جواب حلف نامہ مفتی عبدالسبحان القادری میں دیا جا چکا ہے۔ مولانا محمد وسایا الخطیب صاحب وہاں مطالعہ فرما دیں۔ اتہام تراشی اچھا کام نہیں ہے۔ اس سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور فساد کا موجب بنتی ہیں محمد وسایا الخطیب کی غلط سوچ ہے۔ ان کے اعتراضات سوادِ اعظم اہل سنت سے بھی ہیں جن کو یہ سوادِ اعظم تسلیم نہیں کرتے۔

مولینا محمد وسایا الخطیب کے مذہبی سوالوں کے جوابات:

مولانا محمد وسایا الخطیب نے جہاں تک تو مذہب شیعہ سے متعلق اعتراضات کتب شیعہ یا مسلمہ کتب تاریخ وحدیث سے وارد کیے ہیں، ان کے جوابات تو عرض کروں گا اور جہاں تک "تاریخ مذہب شیعہ" نامی کسی کتاب سے جھوٹ موٹ واقعات کے خلاف مجذوب کی طرح بڑہانکی ہے اس کا جواب ہماری شرعی ذمہ داری میں داخل نہیں ہے۔ "تاریخ مذہب شیعہ" کسی ناصبی بلکہ خارجی کی کتاب ہے جس میں مصنف نے گھر بیٹھے بٹھائے شیعہ پر ایسے اعتراضات کردیے ہیں جن کا مذہب شیعہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

افسانۂ عبداللہ ابن سباء کا جواب:

مولانا احمد وسایا الخطیب صاحب نے اپنے حلف نامہ پر جگہ جگہ عبداللہ ابن سباء نومسلم یہودی کا ذکر کیا ہے اور اسی کو کبھی شیعہ کی امامت کا موجد، کبھی مذہب شیعہ کا سربراہ قرار دینے کی جسارت کی ہے۔

اس سلسلہ میں پہلی گزارش یہ ہے کہ اول تو جس عبداللہ ابن سباء کو بار بار اچھالا جاتا ہے اور شیعہ کو اس کی طرف غلط طور پر منسوب کیا جاتا ہے۔ محققین اسلام کے نزدیک وہ "ہما" کی طرح ایک فرضی اور خیالی شخصیت ہے۔ دنیا میں اس کا سرے سے کبھی وجود ہی نہ تھا۔ صرف بنی اُمیہ اور بنی عباس کے خلفاء نے شیعہ کو بدنام کرنے اور محبان اہلبیتؑ کی کردار کشی کے لیے ایک فرضی اور

خیالی انسان کو جنم دیدیا اور پھر اسلام میں تمام تر خرابیوں کا ذمہ دار اسے قرار دیدیا گیا۔

چنانچہ دور حاضر کے عظیم مفکر ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصری کی کتاب "الفتنۃ الکبریٰ" کے ص ۲۸۴ تا ص ۲۹۵ سے اس کی حقیقت مفصل معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ شیعہ کتب رجال خصوصاً رجال کشی کے ص ۹۹ کے حاشیہ پر بھی اس پر مفصل بحث کی گئی ہے کہ یہ شخص محض تصوری اور فرضی تھا۔

"اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ وُجُوْدٌ
خَارِجِیٌّ اَصْلاً وَ اِنَّمَا هُوَ اُسْطُوْرَةٌ خِيَالِيَّةٌ ذَكَرَهَا
الطَّبَرِیُّ بِوَاسِطَةِ صَانِعِهَا سَيْفُ بْنُ عُمَرَ"

بلاشبہ اس شخص کا خارج میں اصلاً وجود ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک اسطورۂ وہمی وخیالی تھا جسے طبری نے اپنی تاریخ طبری میں اس قصہ کے صانع سیف بن عمر سے نقل کردیا ہے۔

حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

(رجال کشی ص ۹۹ بر حاشیہ طبع ایران)

یاد رہے کہ طبری سے قبل کسی بھی مورخ اسلام نے اپنی تاریخ میں عبداللہ ابن سباء کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے اس افسانوی حقیقت کا خالق سیف ابن عمر ہے جس سے رواۃ کے ذریعہ طبری نے اپنی تاریخ میں ۳۵ ہجری کے واقعات میں اسے درج کردیا ہے۔

"عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ سَيْفٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ يَزِيْدَ

القعقعي قال: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَبَآءَ يَهُوْدِيًا مِنْ اَهْلِ صَنْعَآء الخ.

یعنی طبری نے شعیب سے اور شعیب نے سیف ابن عمر سے اور سیف نے عطیہ سے اور عطیہ نے یزید فقعسی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ ابن سبا صنعاء کا رہنے والا یہودی تھا۔

حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

تاریخ الطبری جلد ۴ ص ۳۴۰ طبع مصر

راوی سیف ابن عمر پر ایک نظر:

علامہ ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب ص ۱۴۳ میں کہا ہے کہ سیف ابن عمر ضعیف ہے اور علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے:

عباس نے محدث یحیٰی سے بیان کیا کہ سیف ضعیف ہے۔ مطین نے یحیٰی سے بیان کیا کہ اس سے کوڑی بھی بہتر ہے۔ ابوداؤد نے کہا یہ خاک بھی نہیں۔ ابوحاتم نے کہا متروک الحدیث ہے اور ابن حبان نے فرمایا سیف متہم بالزندقہ ہے۔

ابن عدی نے کہا عام طور پر اس کی روایتیں منکر ہیں۔ یہ جھوٹی روایتیں گھڑتا: مُتَّهَمٌ بِالزَّنْدَقَةِ: یعنی زندیق ہے۔

حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو:

میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۵۵ و ص ۲۵۶ طبع مصر ۱۳۸۲ھ

علامہ محمد طاہر بن علی الہندی نے اپنی کتاب قانون الموضوعات میں

علامہ محمد طاہر بن علی الہندی نے اپنی کتاب قانون الموضوعات میں

تحریر فرمایا ہے:

"سَيْفُ بْنُ عُمَرَ مَتْرُوْكٌ اُتُّهِمَ بِالْوَضْعِ وَالزَّنْدَقَةِ وَكَانَ وَضَّاعاً."

سیف بن عمر متروک ہے۔ اس پر جعلی روایتیں گھڑنے اور زندیق ہونے کا اتہام لگایا گیا ہے۔

اور یہ پرلے درجے کا جعلساز جعلی روایتیں گھڑنے والا تھا۔ اب ایسے زندیق اور وضاع کے بیان پر ایک فرضی آدمی کو باقاعدہ ایک اہم شخصیت قرار دیکر ایک عظیم اسلامی فرقہ کی کردار کشی کو مہم چلانا۔ کسی کذاب ابن کذاب اور زندیق ہی کی سازش ہوسکتی ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ بالفرض وہ ملعون اگر کوئی تھا بھی تو بقول طبری ۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تو وہ حضرت عثمانؓ کا مرید تھا۔ مولانا۔ محمد وسایا الخطیب صاحب کا ہم مسلک اور پیر بھائی ہوا۔ ہم نہ صرف اس سے بیزار اور لاتعلق ہی ہیں۔

بلکہ اس ملعون پر لعنت کرنا ثواب جانتے ہیں۔

مسئلہ تقیہ پر اعتراض:

اعتراض منجانب محمد وسایا الخطیب "حالات کو سمجھنے میں ایک بڑی دشواری شیعوں کا تقیہ کا اصول ذاتا ہے جو ان کے ہاں جائز ہے۔"

الجواب:

اعتراض کی صورت یہ ہوئی کہ شیعوں کے ہاں تقیہ جائز ہے۔ جی ہاں! عندالشیعہ جس امر کو خدا اور رسولؐ اور آئمہ اہلبیتؑ جائز قرار دیں، ہم اسے جائز سمجھتے ہیں اور جس کسی امر کو مذکورۃ الصدر ہستیاں ناجائز قرار دیویں شیعہ اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ مولانا محمد وسایا الخطیب صاحب کو خود اپنے مذہب کا بھی مطالعہ نہیں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ علم کی کمی بھی محسوس ہو رہی ہے۔

لیجئے! میں الخطیب صاحب موصوف کی کتابوں سے ہی اپنا موقف عرض کیئے دیتا ہوں لیکن سب سے پہلے قرآن پاک پھر حدیث اور پھر اقوال علماء اہل السنت والجماعت پیش خدمت ہونگے۔

☆☆☆☆☆

اثباتِ تقیہ از قرآن

۱۔ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ الآیۃ

سوائے اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔

(پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۰۶)

ترجمہ قرآن اعلیٰ حضرت بریلوی جس کے حاشیہ پر تفسیر مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے لکھی ہے۔ اس میں اسی آیت کی تفسیر میں مولینا نعیم الدین نے حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقیہ کے باب میں مفصل واقعہ درج کیا ہے اور آخر میں بقول اُن کے نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہیے۔ ملاحظہ ہوں: (ترجمۃ القرآن اعلیٰ حضرت حاشیہ نمبر ۲۴۴)

پھر اس آیت سے مسئلہ کا استنباط فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''آیہ سے معلوم ہوا کہ حالتِ اکراہ میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمۂ کفر کا اجراء جائز ہے جبکہ آدمی کو اپنی جان یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خوف ہو۔''

(تفسیر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی ص ۴۰۲)

صحابی رسول حضرت عمار یاسرؓ کا تقیہ کرنا درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ تفسیر ابن جریر جلد ۱۴ ص ۱۱۳ طبع مصر
۲۔ احکام القرآن جصاص جلد ۳ ص ۱۹۲ طبع لاہور
۳۔ اسباب النزول واحدی ص ۱۹۲ طبع مصر
۴۔ تفسیر کشاف جلد ۲ ص ۴۳۰ طبع بیروت

۵۔ زاد المسیر فی علم التفسیر جلد۴ص۳۹۵/۳۹۶ طبع بیروت
۶۔ تفسیر کبیر رازی جلد۵ص۳۶۵۱/۳۵۲، جلد۲ص۴۳۶ طبع مصر
۷۔ تفسیر قرطبی جلد۵ص۲۵۹ طبع بیروت
۸۔ تفسیر غرائب القران جلد۴ص۳۰۹، جلد۲ص۵۲۷ طبع بیروت
۹۔ تفسیر ابن کثیر جلد۲ص۵۸۷، ص۵۸۸ طبع مصر
۱۰۔ تفسیر الدر المنثور جلد۴ص۱۳۲ طبع مصر
۱۱۔ تفسیر روح البیان جلد۵ص۸۴/۸۵ طبع بیروت
۱۲۔ تفسیر مظہری جلد۵ص۳۷۶، ص۳۷۷ طبع دہلی
۱۳۔ تفسیر فتح القدیر جلد۳ص۲۵۰ طبع مصر
۱۴۔ تفسیر فتح البیان جلد۴ص۲۷ طبع بیروت
۱۵۔ تفسیر المراغی جلد۱۴ص۱۴۶ بیروت
۱۶۔ تفسیر وحیدی ص۳۶۳ لاہور
۱۷۔ مواہب الرحمن جلد۴ص۲۰۹، ص۲۱۰ لاہور
۱۸۔ معارف القرآن جلد۵ص۴۰۶ بمبئی

اثباتِ تقیہ از حدیث

۲۔ وقول اللہ تعالیٰ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ...... وَقَالَ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقَاۃً (آل عمران:۲۸)

تُقَاۃٌ ھِیَ تَقِیَّۃٌ یعنی یہ تقیہ ہے۔ بخاری شریف

جلد۴ص۱۴۱ طبع مصر

قَالَ الْحَسَنُ: اَلتَّقِیَّۃُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ حسن نے کہا: تقیہ اسلام میں قیامت تک جائز ہے۔

لے قولہ اَلتَّقِیَّۃُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَیْ ثَابِتَۃٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا تَخْتَصُّ بِعَھْدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اَلتَّقِیَّۃُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کا مطلب یہ ہے کہ یہ تقیہ قیامت تک جائز اور اسلام میں مطلقاً ثابت ہے صرف عہد رسولؐ پاک کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیں!

(بخاری شریف جلد۴ص۱۴۱ برحاشیہ طبع مصر)

اثبات تقیہ از اقوال علماءِ اہل سنت

۳۔ اِجْرَآءُ کَلِمَۃِ الْکُفْرِ عَلَی اللِّسَانِ مَعَ اِطْمِیْنَانِ الْقَلْبِ عِنْدَ الْاِکْرَاہِ وَسَبُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

یعنی عندالاکراہ کلمۂ کفر کا اجراء زبان پر جائز ہے بشرطیکہ دل ایمان پر مطمئن ہو اور نبی کریم کو گالی دینا بھی جائز ہے۔ (معاذ اللہ) حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیں!

(اصول الشاشی ص۱۱۴ طبع کانپور۔ ہند)

کیوں الخطیب صاحب! اس عبارتِ اصول الشاشی کی رو سے فرمائیں کہ اگر تقیہ جان و مال اور حفاظت عزت و ایمان کی خاطر جائز نہ مانا جائے تو پھر آپ کے مذہب کی کتاب کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینا جائز ہوگا؟

۴۔ التقیۃ: اس کو بھی کہتے ہیں کہ آدمی اپنا اعتقاد عزت یا جان کے ڈر سے چھپائے یہ اہل سنت اور امامیہ سب کے نزدیک جائز ہے۔ قرآن میں ہے:

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ

اور کہا آل فرعون سے ایک مردِ مومن نے جو اپنا ایمان چھپائے رکھتا۔
(پارہ ۲۴ سورہ المومن آیت ۲۸)

اور اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً۔ (پارہ ۳ آل عمران آیت ۲۸)

اور حضرت عمار یاسرؓ نے تقیہ کیا تھا اور محمد بن مسلمہ نے بھی۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں:

لغات الحدیث کتاب التاء ص ۱۴ طبع کراچی

وقت کی قلت کے پیشِ نظر مزید حوالہ جات نقل کرنے سے قاصر ہوں ورنہ انہیں سمونے کیلئے تو ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔

تقیہ کے ساتھ عقدِ مُتعہ پر اعتراض

اعتراض نمبر ۳: اسی زمانہ کی پیداوار متعہ اور تقیہ ہیں۔

الجواب:

جناب والا! تقیہ کا جواب عرض کرنے کے بعد نکاح متعہ کا جواب حاضر خدمت ہے۔ مذہب شیعہ ہر اُس شے کو حلال جانتا ہے جسے اللہ و رسولؐ اور اہلبیتؑ طاہرین حلال قرار دیں اور ہر اس چیز کو حرام قرار دیتا ہے جس خدا و رسولؐ اور آئمہؑ طاہرین حرام فرمائیں۔

متعہ ایک میعادی اور شرعی نکاح ہے جو اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن مجید، حدیث رسولؐ اور ارشاداتِ معصومینؑ کے علاوہ عمل صحابہ کرامؓ سے بھی ثابت ہے لیکن سب سے پہلے قرآن مجید۔

اثبات عقدِ متعہ از قرآن

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ط الآیۃ

یعنی جن بیبیوں سے تم (نکاح) متعہ کرلو اور ان کا مقرر شدہ حق مہران کو دے دو۔ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۲۴)

نَزَلَتِ الْاٰيَةُ فِي الْمُتْعَةِ۔

کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.org

۱۔ تفسیر ابن جریر جلد ۵ ص ۸/۹ طبع مصر
۲۔ تفسیر السمر قندی جلد ۱ ص ۳۴۶ طبع بیروت
۳۔ تفسیر ثعلبی جلد ۳ ص ۲۶۴/۲۶۵ طبع بیروت
۴۔ احکام القرآن ابن عربی جلد ۱ ص ۳۹۹ طبع بیروت
۵۔ تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۵۱۹ طبع بیروت
۶۔ تفسیر نسفی جلد ۱ ص ۲۱۹ طبع مصر
۷۔ تفسیر غرائب القرآن جلد ۲ ص ۳۹۲/۳۹۳ بیروت
۸۔ تفسیر البحر المحیط جلد ۳ ص ۲۲۵ بیروت
۹۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۴۷۴ مصر
۱۰۔ تفسیر بیضاوی جلد ۱ ص ۱۸۲ طبع مصر
۱۱۔ تفسیر ثعالبی جلد ۱ ص ۳۶۳ طبع بیروت
۱۲۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل سیوطی ص ۷۰ طبع کوئٹہ
۱۳۔ تفسیر الصاوی علی الجلالین ص ۱۸۷ طبع مصر
۱۴۔ تفسیر قاضی ابی سعید حنفی جلد ۲ ص ۱۳۲ طبع پشاور
۱۵۔ التفسیرات الاحمدیہ ص ۲۶۲ طبع بمبئی
۱۶۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۱ ص ۴۰۱ طبع قاہرہ
۱۷۔ تفسیر فتح البیان جلد ۲ ص ۲۹ طبع بیروت
۱۸۔ مواہب الرحمن جلد ۲ ص ۴ طبع لاہور

(۲) "اَلْمُرَادُ بِالْاِسْتِمْتَاعِ عَقْدُ الْمُتْعَةِ وَهِیَ

عَقْدَةٌ یُرَادُبِھَا مِلْکُ الْبُضْعَةِ اِلٰی مُدَّۃٍ مُعَیَّنَۃٍ بِمَھْرٍ مُعَیَّنٍ بَانَتِ الْمَرْأَۃُ بَعْدَ انْقِضَاءِ تِلْکَ الْمُدَّۃِ بِلَا طَلَاقٍ وَ تَسْتَبْرِیُٔ رِحْمَھَا"

اہل سنت کے مایہ ناز مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: مراد استا (آیت میں) استمتاع سے نکاح متعہ ہے اور یہ ایسا شرعی نکاح ہے جس کے سبب انسان زن ممتوعہ کی شرمگاہ کا ایک مدت معینہ تک مہر معین کے معاوضہ میں مالک ہو جاتا ہے اور وہ عورت مدت (معینہ) پوری ہو جانے پر بغیر طلاق کے (خود بخود) بائنہ ہو جاتی ہے۔ اور استبراء رحم کیلئے عدہ بھی گزارے گی۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں:

(تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۲۷ طبع دہلی)

(۳) وَرُوِیَ تَحْلِیْلُھَا عَنْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ.

یعنی اس (نکاح متعہ) کا حلال ہونا صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہے۔ (تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۲۷ سورۃ النساء طبع دہلی)

☆☆☆☆☆

اثباتِ عقدِ متعہ از عمل صحابہؓ و تابعینؒ

۱۔ مولٰنا قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنی تفسیر مظہری میں ان صحابہ کرامؓ کے نام بھی درج فرمائے ہیں مثلاً عبداللہ بن عباسؓ، جابرؓ بن عبداللہ، سلمہؓ بن اکوع، عبداللہ بن مسعودؓ، معاویہؓ بن ابی سفیان، سلمہؓ بن امیہ

معبد بن امیہ ان صحابہؓ کے بیانات نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

۲۔ "قَالَ الْحَافِظُ اَفْتٰی بِهَا مِنَ التَّابِعِیْنَ ابْنُ جُرَیْجٍ وَ طَاوُسٌ وَ عَطَاءٌ وَ اَصْحَابُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ سَعِیْدُ ابْنُ جُبَیْرٍ وَّ فُقَهَآءُ مَكَّةَ"

یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ متعہ کے حلال ہونے پر فتوی تابعین میں سے ابن جریج ؒ، طاؤسؒ، عطاءؒ، ابن عباسؓ کے شاگردوں، سعید بن جبیر اور فقہاء مکہ معظمہ نے بھی دیا ہے۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں۔

(تفسیر مظہری جلد۲ص ۷۵ سورۃ النساء طبع دہلی)

۳۔ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ: ثَبَتَ عَلٰی اِبَاحَتِهَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ. ص. جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَمُعَاوِیَةُ وَ اَبُوْسَعِیْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَسَلْمَةُ وَ مَعْبَدُ ابْنَا اُمَیَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَجَابِرٌ وَّ عَمْرُوْبْنُ حُرَیْثٍ وَ اَسْمَآءُ بِنْتُ اَبِیْ بَكْرٍ وَرَوَاهُ جَابِرٌ عَنْ جَمِیْعِ الصَّحَابَةِ مُدَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ. ص وَاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاِلٰی قُرْبِ آخِرِ خِلَافَةِ عُمَرَ

وَمِنَ التَّابِعِیْنَ طَاوُسٌ وَّ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَّ عَطَاءٌ وَسَائِرُ فُقَهَاءِ مَكَّةَ

ابن حزمؒ نے کہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی صحابہ کی ایک بڑی جماعت متعہ کے جواز کی قائل رہی جیسے ابن مسعودؓ، معاویہؓ، ابوسعیدؓ،

ابن عباسؓ، سلمہؓ اور معبد (دونوں امیہ بن خلف کے بیٹے تھے) جابرؓ، عمرو بن حریثؓ اور اسماء بنت ابی بکرؓ۔

حضرت جابرؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمام صحابہؓ سے اس کی اباحت روایت کی ہے۔ پھر زمانہ ابوبکرؓ سے لیکر عمرؓ کی خلافت کے آخری حصہ تک۔

ایک تابعین کی جماعت میں سے جو متعہ کے جواز کے قائل ہوئے ہیں وہ طاوسؒ، سعیدؒ بن جبیر، عطاء اور تمام فقہاء مکہ ہیں۔

۱۔ معانی الآثار طحاوی جلد۲ص ۱۶ طبع کراچی
۲۔ المحلی ابن حزم جلد۹ص ۵۱۹/۵۲۰ طبع بیروت
۳۔ فتح الباری جلد۹ص ۱۴۷ طبع لاہور
۴۔ الاصابہ جلد۲ص ۶۱ مصر
۵۔ شرح موطا الزرقانی جلد۴ص ۴۷ مصر
۶۔ تفسیر مظہری جلد۲ص ۷۴ طبع دہلی
۷۔ اوجز المسالک جلد۴ص ۳۰۵ ملتان
۸۔ نیل الاوطار ۱۱۶۶/۱۱۶۷ طبع بیروت
۹۔ فتح الملہم جلد۳ص ۴۴۵ طبع کراچی

حضرت عمرؓ اور ممانعت از عقد متعہ

(۴) حضرت عمرؓ نے اپنے دور حکومت میں ربیعہ کو متعہ کرنے سے سختی سے منع

کیا اور کہا اگر (میں) اس سے پہلے اس کی ممانعت کر چکا ہوتا تو رجم کرتا۔

۱۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر
۲۔ صحیح المسلم کتاب نکاح
۳۔ مسند احمد بن حنبل
۴۔ کتاب الاوائل عسکری ص ۱۱۲ مکہ مکرمہ
۵۔ زاد المعاد ابن قیم جلد ۲ ص ۱۸۴
۶۔ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۱۹۳/۱۹۴ طبع مصر
۷۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۲ ص ۱۴۰/۱۴۱ طبع مصر

متعہ کرنے والوں پر بالاتفاق زنا کی حد لازم نہیں آتی۔ حضرت عمرؓ نے ڈرانے کے واسطے کہا تا کہ لوگ متعہ سے باز رہیں۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں۔

مترجم مؤطا امام مالک جلد ۲ ص ۳۴ طبع کراچی

(۵) اور حضرت عمرؓ کا یہ کہنا کہ رجم کرتا، سیاست پر محمول ہے۔

مؤطا امام محمد مترجم ص ۳۳۴ طبع لاہور

(۶) اپنی کتاب صحیح مسلم جلد اول ص ۴۵۰، ص ۴۵۱ پر مفصل پڑھ لیں کہ صحابہ کرامؓ ایک ایک چادر، مٹھی بھر کھجوروں اور آٹا کے عوض نکاح متعہ پڑھتے رہے۔

یہ سب بقول آپ کے مخالفِ اسلام اور ابن سباء کے ہی مرید تھے؟

پھر تو عقل سے بات کی ہوتی!

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کا متعہ:

(۷) وَرُوِیَ تَحْلِیْلُھَا عَنْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ رَوَی النَّسَائِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍؓ قَالَتْ فَعَلْنٰھَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(یعنی) عقد متعہ کا حلال ہونا صحابہ کرامؓ کی ایک (بڑی) جماعت سے مروی ہے چنانچہ امام نسائیؒ اور امام طحاویؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خود ہم نے متعہ کیا ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں!

۱۔ مسند ابی داؤد الطیالسی ص ۲۲۷ طبع گوجرانوالہ
۲۔ منحۃ المعبود جلد ا ص ۳۰۹ مصر
۳۔ السنن الکبری نسائی جلد ۳ ص ۳۲۶، ص ۳۲۷ ملتان
۴۔ معانی الآثار طحاوی جلد ۲ ص ۱۶ کراچی
۵۔ المحلی ابن حزم ج ۹ ص ۵۱۹
۶۔ شرح الزرقانی جلد ۴ ص ۴۷ مصر
۷۔ تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۷۴ طبع دہلی
۸۔ فتح الباری جلد ۹ ص ۱۷۴ لاہور

۹۔ نیل الاوطار ص ۱۶۷ طبع بیروت

مذہب شیعہ پر طنز کرنے والے الخطیب صاحب! غور فرمایا آپ نے!!!

اگر نکاح متعہ شریعت کی رو سے جائز نہ تھا تو کیا صحابہ کرامؓ کی اتنی بڑی جماعت جن میں حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی بھی شریک تھی، فعلِ حرام کا ارتکاب کرتے رہے؟

قرآن مجید کی آیت اور صحیح مسلم جلد اول ص ۴۵۰، ص ۴۵۱ طبع دہلی کی روایت میں نبی کریمؐ کی اجازت سے صحابہ کرامؓ کے متعہ اور تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۷۲ (سورۃ النساء) سے ان کی فہرست بغور پڑھ کر فیصلہ فرمائیں۔

یا تو شیعہ کی طرح متعہ جائز مان کر ناموسِ صحابہ کرامؓ کا صحیح تحفظ فرما دیں کہ ان میں سے جس جس نے بھی نکاح متعہ پڑھایا کیا۔ شریعتِ مطہرہ کے عین مطابق کیا۔

اور اگر نکاح متعہ کی حرمت پر ہی ڈٹے رہنے پر اصرار ہے تو صحابہ کرامؓ اور اسماء بنت ابی بکرؓ کے لیے کوئی فتویٰ تیار کرلیں اور اگر خود فتویٰ صادر کرنے کی لیاقت و صلاحیت نہیں ہے تو مفتی عبدالسبحان القادری صاحب سے مدد حاصل کرلیں۔

جناب والا! ہم نکاح متعہ کو ملک میں فتنہ و فساد برپا کرنے اور مولانا محمد وسایا الخطیب ایسے مولویوں کو جلانے کے لیے عقدِ شرعی نہیں مانتے بلکہ صرف ناموسِ صحابہ کرامؓ کی حفاظت کی خاطر متعہ کو نکاح شرعی تسلیم کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۴ محمد وسایا الخطیب بر ایمان بالقرآن

مولوی محمد وسایا الخطیب نے کہا ہے کہ ”شیعہ قرآن مجید میں تحریف کے قائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ کی مختلف روایات مثلاً اصل قرآن امام غائب کے پاس ہے“ وغیرہ کے قائل ہیں۔

الجواب:

جناب والا! اس اعتراض میں بھی کوئی صداقت نہیں ہے۔ اس اعتراض کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ ”شیعہ قرآن میں تحریف کے قائل ہیں۔“ دوسرا یہ کہ ”اصل قرآن امامِ غائب کے پاس ہے۔“

جواباً گذارش ہے کہ شیعہ اثناعشری قرآن میں تحریف کے قطعاً قائل نہیں ہیں۔ بحمد اللہ بائے بسم اللہ سے لیکر سین والناس تک موجودہ قرآن جو دو گتوں کے درمیان تمام مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے، کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف پر مکمل ایمان رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک یہ کتاب اللہ منزل من اللہ متواتر اور غیر محرف ہے۔

جو شخص اس کے ایک لفظ میں شک کرے وہ عندالشیعہ مومن نہیں بلکہ ہم اسے بے وضو مس کرنا حرام سمجھتے ہیں اور اسے جلانے والے کو منکرِ قرآن اور دشمنِ اسلام تصور کرتے ہیں۔

شیعہ کے ایمان بالقرآن کے دلائل

چنانچہ قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ○

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود ہی اس کے محافظ ہیں۔ (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۹)

جلیل القدر شیعہ عالم دین علامہ محسن فیض اپنی تفسیر الصافی میں اس آیہ مبارکہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

"مِنَ التَّحْرِيْفِ وَالتَّغْيِيْرِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ" یعنی تحریف یا تبدیلی زیادتی اور کمی سے اللہ اس کا محافظ و نگہبان ہے۔

۱۔ تفسیر الصافی ص ۳۲۸ عراق

۲۔ مراۃ الانوار ص ۱۳۹ ایران

۳۔ المیزان فی تفسیر القرآن جلد ۱۲ ص ۱۰۱، ص ۱۰۶، ص ۱۳۲ طبع بیروت

چونکہ قرآن مجید منقول متواتر قطعی الثبوت ہے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ قرآن مجید میں کوئی کسی قسم کی تحریف، تغیر و تبدل، کمی اور زیادتی نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے۔ اگر اس کے مقابلہ میں کسی روایت میں کسی آیت کے بارے میں ذکر پایا جائے کہ یہ آیت یوں پڑھی جاتی تھی یا یوں نازل ہوئی تو اس کا کوئی مقام نہیں اس لیئے کہ وہ از قسم اخبار احاد ہے۔ اسے قرآن منقول

متواتر کے مقابلہ میں لانا سب سے بڑی جہالت اور نادانی ہے۔ چنانچہ شیعہ کی کتب اصول میں بھی اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

"اَلْقُرْاٰنُ مُتَوَاتِرٌ فَمَا نُقِلَ اٰحَادًا لَيْسَ بِقُرْاٰنٍ"

قرآن مجید متواتر ہے پس جو چیز خبر احاد سے نقل کی گئی ہے وہ قرآن نہیں ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں:

قوانین الاصول جلد ا ص ۴۰۳ طبع قدیم

یاد رہے شیعہ کی تمام کتب اصول میں دین و شریعت کا پہلا ماخذ ہی موجودہ قرآن حکیم کو قرار دیا گیا ہے۔

روایتِ معارض قرآن کے بارے میں حکم معصومؑ

۱۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ عَلٰی کُلِّ حَقٍّ حَقِیْقَةً وَعَلٰی کُلِّ صَوَابٍ نُوْرًا فَمَا وَافَقَ کِتَابَ اللّٰهِ فَخُذُوْهُ وَمَا خَالَفَ کِتَابَ اللّٰهِ فَدَعُوْهُ.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تحقیق ہر حق پر ایک حقیقت ہے اور ہر درست پر ایک نور۔ جو کتاب اللہ کے موافق ہو لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اسے چھوڑ دو۔

ملاحظہ ہوں:

اصول کافی جلد ۱ ص ۶۹ طہران

۲. اَطْلَقَهُ الْعَالِمُ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِعْرِضُوْهَا عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَخُذُوْهُ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ فَرُدُّوْهُ.

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات میں اختلاف ہو تو ان کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو لے لو اور جو مخالفِ کتاب اللہ ہو اُسے ردّ کر دو۔

اصول کافی جلد ۱ ص ۸ طبع طہران

۳. فَقَالَ اَبُو الْحَسَنِ اِذَا كَانَتِ الرِّوَايَاتُ مُخَالِفَةً لِلْقُرْآنِ كَذَّبْتُهَا.

یعنی امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات قرآن مجید کے مخالف ہوں، میں ان کی تکذیب کرتا ہوں۔

اصول کافی جلد ۶ ص ۹ طبع طہران

تین آئمہ طاہرینؑ کے فرامین سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ حدیثِ معصومؑ کے ردّ و قبول کیلئے قرآن مجید معیار ہے جو روایت بھی مخالف قرآن ہو مسترد کر دی جائے گی۔

قرآن مجید کے بارے میں شیعہ عقیدہ

"اِعْتِقَادُنَا اَنَّ الْقُرْآنَ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ هُوَ مَا بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ وَهُوَ مَا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ لَیْسَ بِاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ...... وَمَنْ نَسَبَ اِلَیْنَا اَنَّا نَقُوْلُ اِنَّهٗ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَاذِبٌ"

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جتنا قرآن خدا نے اپنے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا تھا وہ انہی دو دفتیوں کے درمیان ہے اور وہ امت مسلمہ کے پاس موجود ہے اس سے زیادہ نازل نہیں ہوا جو شخص نسبت دے ہماری طرف اس بات کی کہ ہم کہتے ہیں کہ قرآن اس سے زائد تھا وہ جھوٹا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ اعتقادات شیخ صدوق ص ۷۲ طبع دہلی
۲۔ اوائل المقالات ص ۵۵، ص ۵۶ طبع نجف اشرف
۳۔ الفصول المہمۃ فی تالیف الامۃ ص ۱۶۵، ص ۱۶۶، ص ۱۶۹ طبع نجف اشرف
۴۔ عقائد الامامیۃ الاثنی عشریۃ زنجانی ص ۵۲، ص ۵۵ طبع بیروت
۵۔ الکلم الطیب جلد ا ص ۲۶۳، ص ۳۵۹ تا ص ۳۶۵ طبع اصفہان ایران

۶۔ عقائد الامامیہ ص ۱۲۰ آیت اللہ سید محمد حسینی الشیرازی طبع کربلاء

اس کے علاوہ کتب تفاسیر قرآن میں مفسرین شیعہ نے بڑے شد و مد سے اپنے ایمان بالقرآن کا اثبات اور تحریف قرآن کی نفی فرمائی ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل حوالہ جات مزید ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ تفسیر القرآن الکریم ابوحمزہ ثمالی طبع بیروت
۲۔ تفسیر التبیان جلد ۱ ص ۳ طبع ایران شیخ الطائفہ طوسیؒ
۳۔ مقدمہ تفسیر مجمع البیان جلد ۱ ص ۸۳/۸۴ طبع بیروت، جلد ۶ ص ۳۳۰/۳۱ طبع تہران
۴۔ تفسیر روح الجنان طبع ایران جلد ۳ ص ۳۳۲
۵۔ الخرائج والجرائح قطب الدین راوندیؒ ص ۹ طبع قم المقدسۃ۔ ایران
۶۔ تفسیر منہج الصادقین جلد ۱ ص ۲۷/۲۸ طبع ایران
۷۔ تفسیر الصافی جلد ۱ ص ۵۱، ص ۵۲ طبع بیروت
۸۔ مقدمہ تفسیر البرھان ص ۳۷، ص ۴۹ طبع تہران، ایران
۹۔ تفسیر نور الثقلین
۱۰۔ تفسیر کنز الدقائق جلد ۷ ص ۹۲ طبع قم المقدسۃ
۱۱۔ تفسیر القرآن الکریم شبر ص ۱۷ طبع قاھرہ
۱۲۔ تفسیر آلاء الرحمٰن ص ۲۵، ص ۲۶ طبع قم المقدسۃ
۱۳۔ تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۲ ص ۳۲ طبع لاہور
۱۴۔ تفسیر المیزان جلد ۱۲ ص ۱۰۷، ص ۱۱۷ طبع ایران

۱۵۔ البیان فی تفسیر القرآن آیۃ اللہ خوئی ص ۲۱۹/۲۱۸، ص ۲۲۵، ص ۲۳۰، ص ۲۳۵ طبع عراق
۱۶۔ مدخل التفسیر ص ۱۹۷ آیت اللہ فاضل لنکرانی طبع تہران
۱۷۔ تفسیر متشابہات الدرر سید علی الحائری الطہرانیؒ جلد ۹ ص ۱۳۲ طبع تہران
۱۸۔ قوانین الاصول جلد اوّل باب ۶ ص ۳۱۵ طبع عراق
۱۹۔ اصول الفقہ شیخ محمد رضا المظفر الجزء الثالث ص ۱۵ طبع نجف اشرف
۲۰۔ تفسیر تقریب القرآن الی الاذھان جلد ۱۴ ص ۱۹، ص ۲۰ طبع بیروت
۲۱۔ تفسیر نمونہ جلد ۶ ص ۱۳۵/۱۳۶، ص ۱۵۳ طبع لاہور
۲۲۔ تفسیر فصل الخطاب جلد ۱ ص ۷۰ تا ص ۹۵ طبع لاہور
۲۳۔ تفسیر القرآن ادیب اعظم ظفر حسن امروہویؒ جلد اوّل ص ۲۸ طبع کراچی
۲۴۔ تفسیر انوار النجف جلد اوّل ص ۱۲۲، ص ۱۲۸ طبع پاکستان
۲۵۔ تفسیر عمدۃ البیان مولانا سید عمار علی ص ۳، ۱۷، ص ۱۷۴ طبع یوسفی دہلی
۲۶۔ روح القرآن مولانا سید نجم الحسن کراروی ص ۳۲ تا ص ۴۰ طبع لاہور
۲۷۔ اصل الشیعہ و اصولھا آل کاشف الغطاء ص ۶۳ طبع عراق، مترجم ص ۷۱ طبع لاہور

اس کے علاوہ آئمہ معصومینؑ نے بھی اسی قرآن مجید کی ورثاء کتاب کی حیثیت سے تصدیق فرمائی ہے۔ چنانچہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

تصدیق قرآن از امیر المومنین علی علیہ السلام

۱۔ إِنَّا لَمْ نُحَكِّمِ الرِّجَالَ وَ إِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْآنَ وَهٰذَا الْقُرْآنُ إِنَّمَا هُوَ خَطٌّ مَسْتُوْرٌ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.

یعنی ہم نے بندوں کو حاکم نہیں بنایا بلکہ قرآن حکیم کو حاکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مسطور ہے۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں۔

(نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۷ طبع مصر)

تصدیق قرآن از امام علی نقی علیہ السلام

۲۔ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ قَاطِبَةً لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذٰلِكَ أَنَّ الْقُرْآنَ حَقٌّ لَا رَيْبَ فِيْهِ عِنْدَ جَمِيْعِ فِرَقِهَا فَهُمْ فِيْ حَالَةِ الْإِجْمَاعِ عَلَيْهِ مُصِيْبُوْنَ وَعَلٰى تَصْدِيْقِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مُهْتَدُوْنَ.

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام اُمت اس بات پر مجتمع ہوگئی ہے اور ان میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ تحقیق (یہ) قرآن حق ہے اور اُمت کے تمام فرقوں کے نزدیک اس قرآن میں کوئی (کسی قسم کا) شک نہیں ہے اور وہ (تمام امت) اس بات پر اجماع کرنے میں بے شک

مصیب اور درست ہیں اور ما انزل اللہ کی تصدیق کرنے میں ہدایت یافتہ ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔

الاحتجاج ۲۵۰ ص طبع بیروت

شیعہ کے ایمان بالقرآن کی تصدیق

از علمائے اہل سنت

پس در جمیع روایات امامیہ موجود است کہ ہمہ اہل بیتؑ ہمیں قرآن رامی خوانند و بعام و خاص و دیگر وجوہ نظم و تمسک میکردند و بطریق استشہادی آوردندو آیات او را تفسیری کردند۔ تفسیرے کہ منسوب است بامام حسن عسکریؑ کہ ہمیں قرآن است۔ لفظ بہ لفظ وصبیان و جواری و خدم و اہل عیال خود را ہمیں قرآن می آموختند۔ بخواندن در نماز امری کردند و بنا برین اُمور شیخ ابن بابویہؒ در اعتقادات خود ازین عقیدہ کا زبردست برادر شدہ و فارغ خطی دادہ ازین جہت اگر او را صدوق نامند بجا است۔

پس تمام روایات امامیہ میں موجود ہے کہ تمام اہل بیتؑ اسی قرآن کو پڑھتے تھے اسی کے عام و خاص اور وجوہ نظم سے تمسک فرماتے اور اسی قرآن مجید سے استشہاد لاتے اور اسی قرآن مجید کی تفسیر فرماتے اور جو تفسیر شیعہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، وہ فقط اسی قرآن کی تفسیر ہے اور اپنے بچے اور بچیوں، غلاموں اور اہل عیال کو اسی قرآن کی تعلیم فرماتے۔ نماز

میں اسی کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔انہیں امور کی بنا پر شیخ ابن بابویہؒ اپنی کتاب الاعتقادات میں تحریف قرآن کے عقیدہ کاذبہ سے دستبردار ہوئے اور اسے فارغ خطی دے دی۔اسی بنا پر اگر انہیں صدوق کہا جائے تو سو فیصد درست اور بجا ہے۔(حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیں۔)

۱۔ تحفہ اثناعشریہ باب ۵ ص ۱۳۹ طبع لاہور
۲۔ تفسیر روح المعانی جلد اول ص ۲۴ طبع ملتان
۳۔ تاریخ القرآن ص ۶۲، ص ۶۷ علامہ محمد اسلم جیراج پوری
۴۔ کتاب جامع القرآن ص ۱۱۱ مولوی محمد علی ایم۔اے طبع لاہور
۵۔ مناظرہ ڈنمارک ص ۲۱ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری
۶۔ مقدمہ تفسیر حقانی جلد اول ص ۶۳ طبع لاہور
۷۔ بائبل سے قرآن تک ج ۳ ص ۹ طبع کراچی

☆☆☆☆☆

اصل قرآن امام غائب کے پاس ہے، کا جواب!

اعتراض نمبر(۵):

رہا دوسرا مخلہ کہ اصل قرآن پاک امام غائب کے پاس ہے۔اول تو روایت قابل تفتیش ہے۔ثانیاً امام کے پاس جہاں اپنے آباء واجداد کے اور تبرکات موجود ہیں وہاں اپنے اپنے جدِ امجد کا خطی قرآن موجود بھی ہو تو اعتراض کرنے کا کیا جواز ہے؟

پھر بعض سنی روایات میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ حضرت علیؑ نے جو قرآن مطابق نزول جمع فرمایا تھا اگر وہ میسر آجاتا تو اس میں علم ہوتا۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں!

تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۳۲ طبع کراچی

حاصل یہ ہوا کہ اس میں آیات کے ساتھ ساتھ بعض تفسیری نوٹ بھی ہوں گے جن کی مدد سے قرآنی علوم کا حصول سہل الحصول ہو جاتا۔

مولانا محمود سایا الخطیب صاحب اگر زیادہ ناراض ہیں تو وعدہ رہا ظہور امام زمانہ کے وقت خدمتِ امامؑ میں عرض کر کے وہ قرآن تبرکات میں سے حاصل کر کے آپ کو اس کا دیدار کرا دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ آپ کی کتاب حدیث سنن ابن ماجہ ص ۱۳۹ کی روایت کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہؓ کی بکری کا کھایا ہوا قرآن ہمیں بھی واپس کریں گے۔ساتھ ہی مناسب خیال فرمائیں تو یہ بھی بتلائیں کہ حضرت عائشہؓ کی بکری کا تعلق اہل سنت سے تھا یا کہ

شیعہ ہے؟

دَخَلَ دَاجِنٌ فَاَکَلَهَا

(بکری آئی پس اسے کھا گئی)

ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۲۶۹ مکہ مکرمہ

۲۔ ابن ماجہ جلد ۱ ص ۶۲۶ طبع احیاء التراث العربی

۳۔ حیاۃ الحیوان جلد ۱ ص ۳۶۲ طبع ایران

اعتراض نمبر (۶) مولوی محمد وسایا الخطیب:

ان (شیعوں) کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ وصی رسول اللہ اور نبی کریمؐ کے بعد خلیفہ تھے۔ اُمت نے دوسرے کی بیعت کر کے کفر کیا۔ یہ اعتراض جناب مولانا محمد وسایا الخطیب کے حلف نامہ ص ۹ سے نقل کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہاں کفر کے معنی انکار کے ہیں۔ اصطلاحی کفر نہیں۔

الجواب:

جواباً عرض ہے کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کو واقعی بعدِ رسولؐ خلیفہ برحق اور وصی رسولؐ مانتے ہیں۔ اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے۔

۱۔ نبی کریمؐ نے خود حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

(یعنی جس کا میں مولا و آقا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا و آقا ہیں)

حدیث غدیر ملاحظہ ہوں:

۱۔ سنن ابن ماجہ ص ۱۸، ص ۱۹ طبع الریاض

۲۔ جامع الترمذی جلد ۵ ص ۶۳۳ طبع بیروت

۳۔ السنن الکبریٰ نسائی جلد ۵ ص ۴۵ طبع ملتان

۴۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ ص ۲۲۵ طبع

۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ ص ۶۰، ص ۶۱ طبع کراچی

۶۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۱۸/۱۱۹ جلد ۴ ص ۳۷۰ طبع مکہ مکرمہ

۷۔ فتح الباری شرح بخاری جلد ۷ ص ۷۴ لاہور

۸۔ مسند ابی یعلیٰ جلد ۱ ص ۴۸۶ طبع بیروت

۹۔ المعجم الصغیر طبرانی جلد ۱ ص ۶۴/۷۱ دار الفکر

۱۰۔ المستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۰۹ طبع بیروت

۱۱۔ جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۶۸ طبع بیروت

۱۲۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵ طبع دہلی

۱۳۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۹ بیروت

(۲) نبی کریمؐ نے خود حضرت علی علیہ السلام کو اپنے بعد تمام مومنوں کا ولی و حاکم فرمایا۔

وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي

ملاحظہ ہوں:

۱۔ مسند ابی داؤد طیالسی جلد ۱ ص ۱۱۱ گوجرانوالہ

۲۔ جامع الترمذی جلد۵ ص۶۳۲ بیروت

۳۔ مسند احمد بن حنبل جلد۱ ص۳۳۱، جلد۴ ص۴۳۸، جلد۵ ص۳۵۶ مکہ مکرمہ

۴۔ مناقب احمد جلد۲ ص۶۰۵/۶۲۰، ص۶۴۹ مکہ مکرمہ

۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۲ ص۸۰ کراچی

۶۔ السنن الکبری جلد۵ ص۴۵ ملتان

۷۔ مسند ابی یعلی جلد۱ ص۲۰۳ بیروت

۸۔ المستدرک حاکم جلد۳ ص۱۱۰/۱۱۱، ص۱۳۴ بیروت

۹۔ المناقب خوارزمی ص۹۲ طہران

۱۰۔ جامع الاصول جلد۹ ص۴۷۰ بیروت

۱۱۔ مشکوٰۃ المصابیح ص۵۶۴ کراچی

۱۲۔ میزان الاعتدال جلد۱ ص۴۱۰ مصر

۱۳۔ مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۲۸ بیروت

۱۴۔ الصواعق المحرقہ ص۱۲۴ ملتان

(۳) رسول کریمؐ نے انھیں خود اپنے بعد اپنا خلیفہ فرمایا یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے بعد نہیں، اپنے بعد۔

اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ یَعْنِیْ فِیْ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ

یعنی اے علیؑ تو میرے بعد ہر مؤمن پر میرا جانشین وخلیفہ ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ السنن الکبری نسائی جلد۵ ص۱۱۳ طبع ملتان

۲۔ مسند احمد بن حنبل جلد۱ ص۳۳۱ طبع مکہ مکرمہ

۳۔ المستدرک حاکم جلد۳ ص۱۳۳ طبع بیروت

۴۔ تاریخ ابن عساکر جلد۱ ص۱۸۵، ص۱۹۰/۱۸۶ بیروت

۵۔ ذخائر العقبی ص۸۷ بیروت

۶۔ ازالۃ الخفاء جلد۲ ص۲۶۱ طبع لاہور

۷۔ مناقب علی والحسین ص۴۷ محمد نواز الباقی اسلام آباد

(۴) رسول کریمؐ نے خود حضرت علی علیہ السلام کو دعوت ذی العشیرہ میں اپنا وصی وخلیفہ بنایا:

اِنَّ هٰذَا اَخِیْ وَصِیِّیْ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْکُمْ

فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَ اَطِیْعُوْا

بلاشبہ یہ علیؑ میرا بھائی، میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے اس کا فرمان سنو اور اس کی پیروی کرو۔

حوالہ جات ملاحظہ ہوں!

۱۔ تاریخ طبری جلد۲ ص۳۲۱ مصر

۲۔ شواہد التنزیل جلد۱ ص۳۷۲ بیروت

۳۔ تفسیر معالم التنزیل جلد۵ ص۱۲۷ مصر

۴۔ تاریخ کامل جلد۲ ص۶۳ بیروت

۵۔ کفایۃ الطالب ص۸۷ ادارالاضواء

Presented by: https://jafrilibrary.org

۶۔ تفسیر الخازن جلد ۵ ص ۱۲۷

۷۔ تاریخ ابو الفداء جلد ۲ ص ۱۱۳ امرتسر

(۵) رسول کریمؐ نے خود حضرت علی علیہ السلام کو تمام نیکو کاروں کا امام فرمایا:

عَلِیٌّ اِمَامُ الْبَرَرَةِ وَقَاتِلُ الْفَجَرَةِ

ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ مناقب ابن مغازلی جلد ۱ ص ۸۲

۲۔ المستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۲۹ بیروت

۳۔ لسان المیزان جلد ۱ ص ۱۹۷ ملتان

۴۔ الجامع الصغیر سیوطی جلد ۲ ص ۶۵ سمندری

۵۔ الصواعق المحرقۃ ص ۱۲۵ ملتان

۶۔ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد جلد ۵ ص ۳۰ مکہ مکرمہ

۷۔ اسعاف الراغبین ص ۲۶۰ مصر

۸۔ نور الابصار شبلنجی ص ۸۰ مصر

(۶) رسول کریمؐ نے خود حضرت علیؑ کو تمام مسلمانوں کا سردار، متقیوں کا امام اور غر المحجلین کا قائد فرمایا:

اِنَّکَ سَیِّدُ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ
وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ

اے علیؑ! تو تمام مسلمانوں کا سردار، متقیوں کا امام اور جنت میں جانے والے روشن چہروں والوں کا قائد اعظم ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ المعجم الصغیر طبرانی جلد ۲ ص ۸۸ دار الفکر

۲۔ المستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۳۸ بیروت

۳۔ اسد الغابۃ جلد ۱ ص ۶۹، جلد ۳ ص ۱۱۶ الریاض

۴۔ الریاض النضرۃ جلد ۳ ص ۱۱۸/۱۱۹ بیروت

۵۔ ذخائر العقبی ص ۷۰ بیروت

۶۔ فرائد السمطین جلد ۱ ص ۱۴۳ بیروت

۷۔ الفصول المہمہ ص ۱۲۳ طہران

۸۔ کنوز الحقائق جلد ۲ ص ۸۸ سمندری

۹۔ ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۲۶۳ لاہور

۱۰۔ در السحابۃ شوکانی ص ۲۲۹ لاہور

(۷) تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۱۰۳ میں درج ہے کہ حضرت علیؑ رسول پاکؐ کے خلفاء میں سب سے پہلے ہیں: (یعنی علیؑ ان کا پہلا نمبر)

اَوَّلُهُمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبِ ثُمَّ اَبْنَآءُهٗ اِلٰی
الْحَسَنِ الْعَسْکَرِیِّ

یعنی پہلے ان خلفاء کے حضرت علی علیہ السلام ہیں پھر علیؑ کے فرزندانِ گرامی امام حسن عسکریؑ تک علی الترتیب خلفائے رسولؐ ہیں۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں:

۱۔ تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۱۰۳ طبع دہلی

۲۔ شواہد النبوۃ ص ۱۵۹ نولکشور
۳۔ فرائد السمطین جلد ۱ ص ۳۱۸ بیروت
۴۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۱۱ ص ۳۳۶ طبع ملتان

☆ درج ذیل کتب میں حضرت علی علیہ السلام کو رسولؐ خدا کے بعد متصل خلیفہ فرمایا گیا ہے۔

۱۔ صحیح البخاری ص ۷۴۹ الریاض "حدیث منزلت"
۲۔ فتح الباری جلد ۷ ص ۷۴ لاہور
۳۔ عمدۃ القاری جلد ۱۶ ص ۲۱۴ لاہور
۴ ارشاد الساری جلد ۶ ص ۱۱۷/۱۱۸ مصر
۵۔ صحیح مسلم ص ۱۰۵۹ الریاض
۶ السراج الوھاج جلد ۲ ص ۳۵۸ سانگلہ ہل
۷۔ سنن الترمذی جلد ۵ ص ۶۴۱ بیروت،
۸۔ سنن نسائی جلد ۵ ص ۱۰۹ بیروت ملتان
۹۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۷۰/۱۷۵ مکہ مکرمہ
۱۰۔ المستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۰۹ بیروت
۱۱۔ مسند ابو یعلی جلد ۶ ص ۳۳۶ بیروت
۱۲۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۱۱ ص ۳۳۶
۱۳۔ ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۴۵۸، ص ۲۶۰ لاہور

جب خود ہی نبی کریمؐ نے آپ کی کتابوں کی رو سے حضرت علی علیہ

السلام کو اپنا بھائی، اپنا وصی، مسلمانوں کو سردار، متقیوں کا امام اور اپنا خلیفہ جانشین اور خلیفہ بھی اپنے بعد متصل یعنی بلا فصل فرمایا ہے تو پھر شیعوں پر اعتراض کیسا

اب جو بھی برحق خلیفۃ اللہ فی الارض کا منکر ہوگا اسے منکر ہی کہیں گے۔ اپنے پاس سے اس کو ایمان کامل کی سند کیسے عطا کر دی جائے گی اگر آپ فرمان رسولؐ کے برخلاف اپنی طرف سے کچھ فضیلتیں دینا چاہیں تو بصد شوق دیتے رہیں ہر شخص کو پاکستان میں اپنے عقائد پر عمل پیرا ہونے کا قانونا حق حاصل ہے ہمیں کیا اعتراض ہے؟

☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر (۷): مولوی محمد وسایا الخطیب

شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ نے آل محمدؐ کا حق چھین لیا۔ بحوالہ حیات القلوب جلد ۳ ص ۲۵۲

الجواب:

اس عبارت سے شیعہ پر طعن غیر مناسب ہے کیونکہ یہ بات تو آپ کی بخاری شریف ص ۷۱۹ کتاب المغازی طبع الریاض اور صحیح مسلم جلد ۲ ص ۹۱ کتاب الجہاد طبع دہلی میں بھی موجود ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْاَمْرِ وَكُنَّا نَحْنُ

نَرىٰ لَنَا حَقًّا لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لیکن اے (ابوبکرؓ) اس امر (خلافت) میں تو نے ہم پر ظلم و استبداد کیا ہے ہم قرابت رسول کی وجہ سے اسے اپنا حق جانتے تھے۔

☆☆☆☆☆

حلف نامہ مولوی اسفندیار اور اس کا جواب

اس حصہ میں مولٰنا اسفندیار دیوبندی کے حلف نامہ کا جواب مقصود ہے لیکن اس حلف نامہ کے مختلف اور متعدد اعتراضات کے جوابات حلف نامہ مفتی عبدالسبحان القادری اور حلف نامہ مولوی محمد وسایا الخطیب کے اعتراضوں کے جوابات میں دیے جا چکے ہیں جن کو مولٰنا اسفندیار موصوف کے اعتراضات کا بھی جواب تصور کیا جائے۔

البتہ کچھ مواد ایسا ہے جو دیگر حلف ناموں میں اُٹھائے گئے اعتراضات سے مختلف اور تشریح طلب ہے لہٰذا اس حصہ میں بالخصوص مولانا موصوف کے اعتراضات کے جوابات مرتب کیے گئے ہیں۔ ویسے تو میرا یہ جوابی حلف نامہ تمام فریقوں کے لیے میری مجموعی کوشش ہے لہٰذا اس کے مندرجات سے تمام فریق کما حقہ استفادہ کرسکتے ہیں۔ سو عرض ہے:

جناب والا!

اب میرے پیش نظر تیسرا حلف نامہ جو مولانا اسفندیار دیوبندی نے داخل کیا ہے برائے تشریح ہے۔ موصوف نے آجکل اپنے ماتھے پر جعلی طور پر سواد اعظم کا لیبل بھی چپکا رکھا ہے اور خود کو سواد اعظم اہل سنت پاکستان کا ناظم اعلی بھی ظاہر کیا ہے۔

حالانکہ یہ مٹھی بھر گروہ نہ سواد اعظم ہے نہ ہی ان کی کوئی معقول نفری ہے کہ سواد اعظم کا لیبل لگائیں۔ حقیقۃً انھوں نے اہل سنت بریلوی مسلک کی

حق تلفی کی ہے۔ بہر کیف یہ جھگڑا بریلوی، دیو بندی کے درمیان ہے۔

انھوں (یعنی اسفندیار) نے اپنے حلف نامہ میں پہلے صفحہ پر بقول اُن کے اپنے عقائد کا اظہار کیا ہے چونکہ اُنھوں نے اس تحریر میں ہم پر کیچڑ نہیں اُچھالا ہے۔ اس لیے اس صفحہ کا جواب نہیں دیا جاتا۔ ان کے عقائد کیا ہیں؟ غلط ہیں یا صحیح میں ان پر فی الوقت بحث نہیں کرنا چاہتا البتہ بریلوی مسلک کے علماء نے ان کو کافی بُرا بھلا کہا ہے جیسا کہ ان کے حلف نامہ کے مضمون اور نفسِ مضمون سے ظاہر ہے۔

میرا یہ عقیدہ ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان کے ہر شہری کو اپنے عقائد پر برقرار رہنے اور اپنے مسلک پر عمل پیرا ہونے کا قانونی حق ہے۔ نہ ہی میرا مسلک اس بات کا متقاضی ہے کہ میں کسی پر بلاوجہ اتہام تراشی کروں۔

حلف نامہ کے صفحہ ۲ پر انہوں نے نہایت غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے۔ کہیں تو حکومت کی ہمدردیاں حاصل کرتے ہوئے خود کو حکومت کا بے لوث سپاہی ظاہر کرنے کے لیئے شیعوں کے خلاف ایسی بے سروپا باتیں منسوب کردی ہیں جن کا شیعیانِ پاکستان کبھی تصور بھی نہیں کرسکتے۔

شیعہ پاکستان کے مخلص و محبِ پُرامن، حساس اور شریف شہری ہیں۔ اس ملک کی حفاظت کو فرض سمجھتے ہیں لیکن موصوف نے ایک عالم دین کا لبادہ اوڑھ کر لغو بیانی کی ہے انھیں ایسا کرنے سے احتراز کرنا چاہیے تھا۔

ان کا کہنا کہ گودھرا کیمپ کے جلسہ میں نعرہ: ''ضیاء الحق جائے جائے خمینی آئے آئے'' لگایا گیا اور پھر حلف نامہ کے صفحہ ۴ اور ۵ پر لکھا، کراچی میں

حالیہ فسادات کی بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ شیعہ پاکستان کو خمینی اسٹیٹ بنانا چاہتے ہیں۔

(لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

عالیجاہ! یہ دونوں باتیں سفید جھوٹ ہیں۔ البتہ اس قسم کے ارادے سوادِ اعظم کے تو ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ گزشتہ دو تین سالوں سے سوائے تخریب کاری کے اس گروہ کا کوئی کام ہی نہیں ہے۔ یہ نعرے کسی ملک دشمن ایجنٹ نے شیعہ کی طرف منسوب کر دیے ہیں اور یہ انتساب محض شر پسندی ہے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دیو بندیوں، وہابیوں کے عقیدہ کے مطابق جب رسولؐ پاک کو بھی علمِ غیب نہیں ہے تو ان کو کیسے پتہ چل گیا کہ شیعہ پاکستان کو خمینی اسٹیٹ بنانا چاہتے ہیں؟

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ

جناب والا!

شیعہ پاکستان کے بانی ہیں۔ پاکستان شیعہ سنی اتحاد سے معرضِ وجود میں آیا تھا۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم، راجہ غضنفر علی خانؒ، راجہ آف محمود آباد، سیٹھ محمد علی حبیبؒ وغیرھم شیعہ تھے اور ان کو لاکھوں شیعہ مسلمانوں کا تعاون حاصل تھا۔ اسی طرح چوہدری محمد علی مرحوم، خواجہ ناظم الدین، میاں ممتاز دولتانہ، نواب ممدوٹ، خان عبد القیوم خان، سردار عبد الرب نشتر وغیرھم سب اہل سنت تھے۔

ہمیں اپنے وطن عزیز (پاکستان) کے ذرہ ذرہ سے والہانہ محبت

ہے۔اس کی جغرافیائی حدود کی حفاظت ہمارا ایمان ہے۔

آقائے خمینی بے شک ہمارے مذہبی رہنما، رہبر عالم اسلام ہیں مگر ان کا وطن ایران ہے اور ہمارا پاکستان۔ موصوف آقائے خمینی مدظلہ العالی، حکومتِ پاکستان کے کوئی اپوزیشن لیڈر نہیں ہیں کہ شیعہ ان کا نعرہ لگاتے۔ یہ بھی محض الزام تراشی اور اپنے پسندیدہ عزائم پر پردہ ڈالنے کی مولانا اسفندیار خاں کی طرف سے معکوس کوشش ہے۔

جیسے سعودی عرب کے فرماں روا کو وہاں کے مولویوں نے نعرہ کے سلسلہ میں غلط تاثر دیا اور غلط رپورٹ کر دی تھی۔ جبکہ وہاں ایرانی حاجیوں نے کہیں نعرہ تو یہ لگایا تھا: "اللہ اکبر خمینی رہبر" مگر شاہ تک پہنچتے پہنچتے یہ نعرہ: "اللہ اکبر خمینی واحد" کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا جو ایک کھلا اور سفید جھوٹ تھا۔

جناب والا!

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ کچھ اعتراضات ایسے ہیں جن کے جوابات مفتی عبدالسبحان القادری اور مولوی محمد وسایا الخطیب کے حلف ناموں میں مرتب کر دیے گئے ہیں لہٰذا ان کا اعادہ باعث طوالت ہوگا۔ مولانا اسفندیار خاں صاحب نے جو قابل اعتناء اعتراض کیا ہے درج ذیل ہے اگرچہ اس کے بھی زیادہ حصہ کا جواب حلف نامہ مولوی محمد وسایا الخطیب کے جواب میں دیا جا چکا ہے بقایا کا جواب یہاں حاضر ہے:

☆☆☆☆☆

اعتراض مولوی اسفندیار دیوبندی

"سنی مسلمانوں کا اس قرآن پر ایمان ہے جس قرآن کی ۶۶۶۶ آیات ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے جن کا اس قرآن پر ایمان نہ ہو اور قرآن کی آیتیں ۱۸ ہزار سے کچھ زیادہ مانتے ہوں اور ان کا یقین ہو کہ امام غائب اس قرآن کو لیکر آئے گا اور یہ قرآن کے جلانے والے شیعہ خود ہوں کیونکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ شیعوں کا اس قرآن پہ ایمان ہی نہیں ہے۔"

(حلف نامہ محمد اسفندیار خاں ص۴)

<u>الجواب:</u>

ایک ہی سانس میں مولانا اسفندیار صاحب نے شیعوں پر کئی اتہامات جڑ دیے ہیں (۱) ایک تو یہ کہ شیعوں کے قرآن کی ۱۸ ہزار آیتیں ہیں (۲) پھر یہ کہ ہمارا (اسفندیار صاحب کا) دعویٰ ہے کہ شیعوں کا اس قرآن پر ایمان ہی نہیں ہے۔ (۳) اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جو مساجد اور امام باڑے اور ان میں رکھے ہوئے قرآن (جو میری اطلاع کے مطابق) اسفندیار خاں دیوبندی وغیرہ کی کوشش، اشتعال انگیز تحریک کے نتیجہ میں ملک دشمن شرپسندوں نے جلائے وہ شیعوں کے ذمہ لگا دیے ہیں۔

☆☆☆☆☆

جوابِ روایتِ اصول کافی

اولاً: جس روایت مندرجہ اصول کافی ص ۶۷۱ کا اسفند یار صاحب نے حوالہ پیش کیا ہے اور اُس کی ۱۸ ہزار آیتیں بتلائی ہیں خیر سے اُصول کافی ص ۶۷۱ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ اس باب کی ستائیسویں روایت ہے۔ جس کے بارے میں مراۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسولؐ میں لکھا ہے:

اَلسَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ مَجْهُوْلٌ

کہ اس باب کی ستائیسویں روایت مجہول ہے۔

ملاحظہ ہوں:

مراۃ العقول جلد ۲ ص ۵۳۶ طبع قدیم

۲۔ دوسری بات جس روایت کا ذکر کیا ہے کہ قرآن امامِؑ غائب لیکر آئیں گے۔

اس کی سند میں ایک راوی محمد بن الحسین سعید الصائع کوفی ہے۔ جس کے بارے میں رجال نجاشی ص ۳۵۹ طبع ایران میں مرقوم ہے:

مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيْدِ الصَّائِغُ

كُوْفِيٌّ اَبُوْجَعْفَرٍ ضَعِيْفٌ جِدًّا قِيْلَ اِنَّهٗ غَالٍ

یعنی محمد بن الحسین ابو جعفر کوفی انتہائی درجے کا ضعیف ہے اور مزید اس کے لیے کہا گیا ہے کہ وہ غالی بھی ہے پس یہ دونوں روایتیں درجۂ اعتبار سے ساقط ہو گئیں لہٰذا ان سے استدلال کرنا مبنی بر جہالت ہے۔

مولوی اسفند یار صاحب! میں اپنا ایمان بالقرآن مولٰنا محمد وسایا الخطیب کے جواب میں قرآن و حدیث اور آئمہ طاہرینؑ کے ارشادات اور آپ کے سُنی علماء کے اقوال سے ثابت کر چکا ہوں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

روایتِ ۱۸ ہزار آیات کا جواب

۳۔ باقی رہی ہزار اور ۶۶۶۶ آیتوں کی بات اول تو آپ کی پیش کردہ روایت مجہول اور لائقِ احتجاج نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کے مذہب کی مستند کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں مرقوم ہے۔

اَخْرَجَ الطِّبْرَانِیُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

مَرْفُوْعًا اَلْقُرْاٰنُ اَلْفُ اَلْفِ حَرْفٍ وَ سَبْعُوْنَ وَ

عِشْرُوْنَ اَلْفَ حَرْفٍ فَمَنْ قَرَأَ مُحْتَسِبًا كَانَ لَهٗ

بِكُلِّ حَرْفٍ زَوْجَةٌ مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ.

یعنی طبرانیؒ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ قرآن مجید کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف تھے۔ جس ایک حرف صابر ہو کر بامیدِ ثواب پڑھا اس کیلئے ایک حور ہوگی حوران جنت میں سے۔

۱۔ الاتقان فی علوم القرآن جلد اول ص ۷۰ طبع مصر

۲۔ الجامع الصغیر سیوطی جلد ۲ ص ۸۸ سندری

آپ کے علامہ ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں کہ موجودہ قرآن کے تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف ہیں۔ کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ

Presented by: https://jafrilibrary.org

آپ کی کتابوں کی رو سے بقایا چھ لاکھ چھیاسی ہزار دوس سو ساٹھ حروف کہاں ہیں؟ ان تمام حروف کو ملا کر دیکھیے سترہ ہزار آیات بنتی ہیں یا نہیں؟ اگر بنتی ہیں تو ہم پر اعتراض کیسا؟

اگر کہو کہ یہ حروف منسوخ التلاوت ہو گئے ہیں۔ میں بھی کہوں گا کہ وہ آیات بھی منسوخ تصور کر لیں جن کو ۶۶۶۶ ہزار سے زیادہ سمجھ رہے ہو۔ کیا خیال ہے؟

مزید راہبری کیلئے اسی تحریر کے گزشتہ اوراق ملاحظہ کر لیں اور ذرا اپنی مشکوٰۃ شریف باب فضائل القرآن ص ۱۹۳ کھول کر قرآن جلانے والوں کو بھی دیکھیں کہ وہ کون ہیں؟ اور کن لوگوں کے رہبر و رہنما ہیں ہمارے یا آپ کے؟

وَاَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِیْ کُلِّ صَحِیْفَةٍ
اَوْ مُصْحَفٍ اَنْ یُّحْرَقَ.

اور پہلے کے جو قرآنی مسودات تھے اُن کو جلانے کا حکم کس نے دیا؟

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں:

۱۔ صحیح البخاری ص ۸۹۵/۸۹۳ طبع الریاض
۲۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۳ طبع کراچی

مزید برآں شرح نووی برحاشیہ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۶۳ پر یہ تحریر بھی ملاحظہ فرما دیں:

جَوَازُ اِحْرَاقِ وَرَقَةٍ فِیْهَا ذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی
لِمَصْلَحَةٍ کَمَا فَعَلَ عُثْمَانُ وَالصَّحَابَةُ

کہ وہ اوراق جلانا جائز ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو جیسا کہ حضرت عثمان نے کیا اور ان کے پیروکار دیگر صحابہؓ نے۔

پھر یہیں پر بس نہیں قرآن مجید کی بے ادبی کرنے والے اپنے جلیل القدر فقہاء سے بھی ملاقات کریں:

وَالَّذِیْ رَعَفَ فَلَا یَرْقَادَمُهٗ فَاَرَادَ اَنْ یَّکْتُبَ
بِدَمِهٖ عَلٰی جَبْهَتِهٖ شَیْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ
الْاِسْکَافُ یَجُوْزُ قِیْلَ لَوْ کُتِبَ بِالْبَوْلِ قَالَ لَوْ کَانَ
فِیْهِ شِفَآءٌ لَا بَاْسَ بِهٖ قِیْلَ کُتِبَ عَلٰی جِلْدِ مَیْتَةٍ قَالَ
اِنْ کَانَ فِیْهِ شِفَآءٌ جَازَ.

یعنی جس شخص کی نکسیر پھوٹے اور خون نہ رکے پس اس نے ارادہ کیا کہ اس کی پیشانی پر نکسیر کے خون سے لکھا جائے تو ابوبکر اسکاف نے کہا کہ جائز ہے۔ کہا گیا اگر قرآن کو پیشاب سے لکھا جائے تو ابوبکرؓ نے کہا اگر اس میں اُمید شفا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کہا گیا کہ اگر قرآن کو مردار کی کھال پر لکھا جائے تو ابوبکر نے کہا کہ اگر اس میں شفاء ہو تو جائز ہے۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیں:

☆ فتاویٰ قاضی خاں جلد ۲ ص ۳۶۴ طبع دہلی

افسوس صد افسوس! اللہ تعالیٰ تو اپنی پاک کتاب کے حق میں فرماتا ہے:

لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ.

یعنی قرآن خدائے قدوس کی طاہر و مطاہر کتاب ہے اس کو ناپاک مت چھوئیے مگر مفتیان بنی امیہ اور مولوی اسفندیار کے اکابر کس طرح قرآن مجید کی حرمت کو پامال کرتے نظر آتے ہیں۔

نہ تم مشق ستم کرتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

علاوہ ازیں اپنے پانچویں خلیفۃ المسلمین کا قرآن نیزوں پر چڑھانا کتاب الفخری سے اور ایک اور اپنے خلیفۂ اجماعی کا ادبِ قرآن ملاحظہ فرمائیں تاریخ الخلفاء سیوطی سے کہ وہ قرآن کو کس طرح تیروں سے چھلنی کر کے اپنی خلافت کا بھانڈہ چوراہے پر پھوڑ رہے ہیں۔

زَشَقَ الْمُصْحَفَ بِالنِّهَامِ وَ فَسَقَ وَلَمْ
يَخِفِ الْأَثَامَ

یعنی خلیفہ ولید بن یزید بن عبدالملک نے قرآن کو تیروں سے چھلنی کیا اور ایسا فاسق ہوا کہ اس نے اپنے جرائم میں کمی نہ کی۔

حوالہ کیلئے ملاحظہ ہوں۔

تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ص ۱۹۳ طبع کراچی

کیوں مولانا اسفندیار صاحب! آپ نے دعویٰ سے کہہ دیا کہ شیعوں کا اس قرآن پر ایمان نہیں ہے فرمایئے! جس شخص نے قرآن جلایا یا متعدد قرآن پاک جلوائے۔ جس شخص نے قرآن پاک کو خون اور پیشاب سے اور مردار کی کھال پر لکھنے کا فتویٰ دیا اور جس شخص نے قرآن پاک کو

خون اور پیشاب سے اور مردار کی کھال پر لکھنے کا فتویٰ دیا اور جس شخص نے قرآن پاک کو نوک سنان پر بلند کیا اور جس شخص نے قرآن کو تیروں سے چھلنی کر ڈالا یہ تمام بزرگ آپ کے ہیں نا! تو پھر قرآن پاک کی بے حرمتی اور بے ادبی تمہارے اکابرنے کی اور ایمان بالقرآن جاتا رہا شیعوں کا آخر کیوں؟

سُنیئے صاحب! ہم غریب شیعوں کے نزدیک تو بے وضو قرآن پاک یا اس کے حروف کو چھونا حرام اور اس میں کسی قسم کا شک کرنا حرام۔ ہم تو چلے گئے بقول شما منکرین قرآن کے کھاتے میں اور جنہوں نے میری اطلاع کے مطابق نیو کراچی اور دیگر عبادت گاہوں میں قرآن جلائے اور عبادت گاہوں کو پامال کیا اور بے حرمتی کی، مسلمانوں کے گھر لٹوائے اور پھر جلوائے۔ تقریباً ایک درجن مساجد و امام بارگاہوں کو نقصان پہنچایا اور گرایا اور مملکت خداداد پاکستان میں لاقانونیت کو رواج دیا، امن عامہ کی فضا کو مکدر کیا، کئی قیمتی جانیں تلف کرائیں، وہ ہیں ملک کے سچے اور پکے مسلمان اور ایمان بالقرآن کے داعی اور ٹھیکیدار؟

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی!

ہم اپنی تجاویز اپنے مختصر حلف نامہ میں مرتب کر چکے ہیں اور مخالفین کی آراء سے متفق نہیں ہیں کیونکہ پاکستان شیعہ و سُنی دونوں کا ملک ہے اور اس کو مستحکم رکھنا ہر پاکستانی کی قانونی، اخلاقی اور شرعی ذمہ داری ہے لیکن "سواد اعظم" دیوبندی اہل سنت ایران کے خلاف کیچڑ اچھال کر بلا وجہ اس

عظیم اسلامی ملک اور پاکستان میں شکوک وشبہات کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ سواد اعظم کے خلاف کافی مواد مثل عدالت میں مہیا کر دیا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ سواد اعظم پاکستان میں ہنگامہ آرائی کی فضا پیدا کرنے کے درپے ہے ورنہ شیعہ سُنی تو عرصہ دراز سے برصغیر پاک و ہند میں اَمن وسکون سے باہم گزراوقات کر رہے ہیں۔

یہ اچانک کیا ہوا کہ شیعوں کے گھر جلے عبادت گاہیں نذرِ آتش ہوئیں، لاکھوں، کروڑوں کا نقصان ہوا۔ مدتوں سے مقیم شیعہ آبادی اپنے گھروں سے بے گھر ہوئی اور ابھی تک اپنے گھروں میں نہیں گئے ہیں۔ یہ آخر کیا ڈرامہ اور کھیل ہے جو ملک کو تباہ و برباد کرنے کے لیے کھیلا جارہا ہے؟

جناب والا!

شیعہ ملک کے بہی خواہ ہیں۔ حلف گزار تہہ دل سے اس امر کا اعادہ کرتا ہے کہ وہ خود اور کوئی شیعہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

لیکن قرائن سے ظاہر ہے کہ سواد اعظم والے کسی دیگر یہودی لابی کے زیر اثر ملک کی فضا کو مکدر کر کے لاقانونیت کا عالم پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ سواد اعظم ہیں نہیں مگر جھوٹا لیبل لگا کر فتنہ پردازی کر رہے ہیں۔

اب شیعوں کو نشانہ بنایا ہے پھر بریلویوں اور دوسرے فرقوں کو نشانہ بنائیں گے۔

میری تجویز ہے کہ نقصانات پورے کرنے کے لیے دیوبندی سُنی آبادی پر مجموعی تاوان لگایا جائے اور کمی حکومت خود پوری کرے کیونکہ حکومت پر ہر شہری کے جان و مال اور عزت کی نگہداشت لازم ہے اور شرپسند خصوصاً سواد اعظم سے تاوان وصول کیا جائے تاکہ آئندہ عبرت ہو اور کوئی کسی کی املاک کو نقصان پہنچانے کا عزم نہ کرے۔

میرے اس حلف نامہ کو اس پہلے حلف نامہ کا جوابی حصہ تصور کیا جاوے اور آئندہ اگر حلف گزار کی ضرورت کسی وضاحت کیلئے ہو تو یہ حلف نامہ جات میں مرقوم ہے۔ میں حاضر ہو کر اپنے حلف ناموں کی تائید وضاحت کردوں گا۔ انشاءاللہ العزیز!

میں کافی دنوں سے کراچی میں آ کر مقیم ہوں کہ مجھ سے عدالت وضاحتیں طلب کرے یا فریقین سے کوئی استفسار کریں لیکن اب بصورت حلف نامہ جات اپنے مؤقف کی وضاحت منجانب مذہب امامیہ اثناعشری کر رہا ہوں تاکہ یہ فاضل عدالت کے ریکارڈ میں محفوظ رہے اور فاضل عدالت مطالعہ فرما کر شیعہ مسلک کا نقطۂ نظر ذہن نشین فرمائے۔ میں ان مختصر الفاظ کے ساتھ بخوف طوالت اپنے حلف نامہ کو ختم کرتا ہوں۔

جو کچھ اس حلف نامہ میں مرتب ہوا ہے میرے علم و یقین، مطالعہ، اطلاع اور قانونی رہبری کے بموجب درست ہے۔ واللہ اعلم

بالصواب۔

شیعہ کے مسلمہ (اسلامی) فرقہ ہونے کی تائید میں "مفتی جامع الازہر" کا فتوی عربی، اردو بھی منسلک ہے۔

حلف گزار

تاج الدین حیدری

کراچی۔ ۲ مئی ۱۹۸۳ء

☆☆☆☆☆

دار التقريب بين المذاهب الإسلامية

مكتب شيخ الجامع الأزهر

بسم الله الرحمن الرحيم

نص الفتوى

التي أصدرها السيد صاحب الفضيلة الأستاذ الأكبر

الشيخ محمود شلتوت شيخ الجامع الأزهر

في شأن جواز التعبد بمذهب الشيعة الإمامية

قيل لفضيلته:

إن بعض الناس يرى أنه يجب على المسلم لكي تقع عباداته ومعاملاته على وجه صحيح أن يقلد أحد المذاهب الأربعة المعروفة وليس من بينها مذهب الشيعة الإمامية ولا الشيعة الزيدية، فهل توافقون فضيلتكم على هذا الرأي على إطلاقه، فتمنعون تقليد مذهب الشيعة الإمامية الاثنا عشرية مثلا.

فأجاب فضيلته:

١ - إن الإسلام لا يوجب على أحد من أتباعه اتباع مذهب معين بل نقول: إن لكل مسلم الحق في أن يقلد بادئ ذي بدء أي مذهب من المذاهب المنقولة نقلا صحيحا والمدونة أحكامها في كتبها الخاصة، ولمن قلد مذهبا من هذه المذاهب أن ينتقل إلى غيره - أي مذهب كان - ولا حرج عليه في شيء من ذلك.

٢ - إن مذهب الجعفرية المعروف بمذهب الشيعة الإمامية الاثنا عشرية مذهب يجوز التعبد به شرعا كسائر مذاهب أهل السنة.

فينبغي للمسلمين أن يعرفوا ذلك، وأن يتخلصوا من العصبية بغير الحق لمذاهب معينة، فما كان دين الله وما كانت شريعته بتابعة لمذهب أو مقصورة على مذهب، فالكل مجتهدون مقبولون عند الله تعالى، يجوز لمن ليس أهلا للنظر والاجتهاد تقليدهم والعمل بما يقررونه في فقههم، ولا فرق في ذلك بين العبادات والمعاملات.

***

السيد صاحب السماحة العلامة الجليل الأستاذ محمد تقي القمي

السكرتير العام لجماعة التقريب

سلام الله عليكم ورحمته. أما بعد فيسرني أن أبعث إلى سماحتكم بصورة موقع عليها بإمضائي من الفتوى التي أصدرتها في شأن جواز التعبد بمذهب الشيعة الإمامية، راجيا أن تحفظوها في سجلات دار التقريب بين المذاهب الإسلامية التي أسهمنا معكم في تأسيسها ووفقنا الله لتحقيق رسالتها.

والسلام عليكم ورحمة الله.

شيخ الجامع الأزهر

محمود شلتوت

صورة الفتوى بتاريخ ١٧ ربيع الأول ١٣٧٨ (هـ) من القاهرة

فتوای تاریخی پیشوای اعظم تسنن (درمورد جواز پیروی ازمذهب شیعه)

ترجمہ

دفتر شیخ الجامعہ

جامعہ ازہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصل فتویٰ

جو جناب فضیلت مآب، اُستاد اکبر جناب شیخ محمود شلتوت رئیس جامعہ ازہر نے اس مسئلہ کے بارے میں صادر فرمایا کہ:

مذہب شیعہ امامیہ کے مطابق مذہبی فرائض کی بجا آوری صحیح!:

فضیلت مآب سے سوال کیا گیا تھا کہ:

بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ: اگر کوئی مسلمان اپنی عبادتوں اور معاملات کو صحیح طریقے سے انجام دینا چاہتا ہے تو اُس پر واجب ہے کہ وہ چار مشہور فقہی مذاہب (حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی) کے مطابق عمل کرے۔ ان چار مذہبوں میں نہ شیعہ اثناعشری شامل ہیں نہ زیدی شیعہ۔ تو کیا جناب والا بھی مذکورہ بالا رائے کی تائید کرتے ہوئے مذہب شیعہ اثناعشری کی پیروی کو صحیح و جائز نہیں سمجھتے۔؟؟؟

اس سوال کا موصوف نے جو جواب مرحمت فرمایا وہ یہ ہے:

اسلام نے اپنے ماننے والوں پر کسی خاص فقہی مکتب فکر کی پابندی واجب قرار نہیں دی ہے بلکہ ہمارے نزدیک ہر مسلمان کو بنیادی طور پر یہ حق

حاصل ہے کہ وہ کسی بھی ایسے فقہی مکتب فکر کی پیروی کرے جو صحیح مدارک سے منقول ہو، اور جس کے احکام اس مکتب فکر کی مخصوص کتابوں میں موجود ہوں۔ اور اگر کوئی شخص پہلے کسی فقہ کا پابند تھا، تو بھی اُسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کردے اور کسی اور فقہ (کسی اور مذہب) کے مطابق زندگی گزارنا شروع کردے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور مذہب جعفری جو مذہب شیعہ امامیہ اثناعشری کے نام سے مشہور ہے۔ شرعی لحاظ سے اُس کے احکام کی پیروی کرنا اُسی طرح جائز ہے جس طرح اہلسنّت کے دوسرے مذاہب کی پیروی دُرست ہے۔

تمام مُسلمانوں کو چاہیے کہ اس حقیقت کو پہچانیں اور ناحق چند مخصوص فقہی مکاتب فکر کے لیے تعصب سے کام نہ لیں، کیونکہ خدا کا دین و شریعت کسی ایک فقہ یا کسی ایک مکتب فکر کا تابع نہیں ہے۔ کہ ہر فقہ کے ماننے والوں نے اپنے طور پر دین کو سمجھنے کی کوشش کی ہے، سب کی کوششیں بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں، اور جو شخص بھی درجۂ اجتہاد و تحقیق تک نہیں پہنچا، اُسے اختیار ہے کہ کسی بھی فقیہہ و مجتہد کی تقلید کرتے ہوئے اُس کے فتوے کے مطابق عمل کرے خواہ عبادات ہوں یا معاملات۔ اِس مسئلے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

دستخط..................(محمود شلتوت)

☆☆☆☆☆

۷۸٦

۱۳۱

عالی جناب معلی القاب علامہ جلیل الاستاذ محمد تقی اقمی

معتمد عمومی

دار التقریب بین المذاہب الاسلامیہ

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے لیے یہ بات باعث مسرت ہے کہ میں آپ کی خدمت بابرکت میں اپنے اِس فتویٰ کا ایک دستخط شدہ اور مصدقہ نسخہ حاضر کر رہا ہوں، جو میں نے مذہب شیعہ اثناء عشری کے مطابق عمل کے جائز و صحیح ہونے کے بارے میں صادر کیا ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ آپ اسے اپنے ادارے کی فائل میں محفوظ فرمالیں گے جس کا مشن یہ ہے کہ تمام مذاہب اسلامی کو ایک دوسرے کے قریب لایا جائے اور میں اِس انجمن کی تاسیس و تشکیل میں آپ کا شریک و سہیم ہوں۔

خداوند عالم ہم سب کو توفیق دے کہ اس کے پیغام کو صحیح طور پر سمجھیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دستخط ....(رئیس جامعہ ازھر)

رئیس جامعہ ازہر کے فتویٰ کی فوٹو بتاریخ ۷ اربیع الاوّل ۱۳۷۸ھ قاہرہ میں لی گئی۔

علاّمہ تاج الدّین حیدری کے حضُور!

تجھ پہ ناز اں ہے یقیناً لفظ اسم تاج الدین
تُو نے گفتار و قلم کی آسماں کر دی زمین

کی ہر اک میدان میں یوں نصرتِ دینِ مُبین
قوم کے اب بچے بچے کو یہ ہے واثق یقین

جس پہ چڑھ جائے وہ کا رنگ پھر جاتا نہیں
شیر بھی میدان میں تیرے رُوبرو آتا نہیں

ہے تیری ہستی مودّۃ کی وہ تیغ بے نیام
کر دیا ہے جس نے ہر منکر کے جینے کو حرام

پیس کر تقصیر کی پُڑی کا ہر اک سنگ خام
اس طرح گزرا ہے تو سرے بشکل تیز گام

دھول بھی یوں ہر مسوخ کی اُڑا کر لے گیا
علم کا سیلاب لاشے بھی بہا کر لے گیا

ہیں تری لفظیں مدلّل گفتگو کی وہ کلید
کھول دیتی ہیں جناں کا جو معا بابِ سعید

ہیں تیرے چہرے سے خائف دورِ حاضر کے یزید
جتنے بار آ تیں ہیں شاہِ والا کے عید

لاکھ وہ جی کو چرائیں اس تری گفتار سے
بچ نہیں سکتے صداقت کی اپنی تلوار سے

ہے ترا دامن ولا کے گوہروں کی ضوء سے پُر
اِس طرح فوجِ یزیدی سے نکل کر مثلِ حُر

یُوں لٹائے تو نے ہر مجلس میں ہیں نایاب دُرّ
جن کو کہہ سکتا ہے انسان بے گُماں حکمت کے گُر

تیشۂ عشقِ علیؑ سے بُغض کی جڑ کاٹ کر
رکھ دیا ہے ظلم کے کنووں کو تو نے پاٹ کر

تو تسلسل کا پیمبر نثر کا کوہِ بلند
دُشمنِ دینِ ہدیٰ کے ناطقے کرتا ہے بند
تیرا طرزِ گفتگو ہے کُل محبوں کو پسند
تو نے ڈالی ہے خطابت کے ستاروں پر کمند

ہر مفقر مرتعش ہے سبب اسلام سے
پاک کعبہ دل کا ہے تقصیر کے اصنام سے

"دیوانِ افکارِ مروت"
از: محمد حسنین مروّت
پرنسپل جامعۃ الجعفریہ خضدار۔ بلوچستان

يَارَبَّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

وَ عَجِّلْ

فَرَجَ اٰلِ مُحَمَّدٍ

لاجواب مقالہ

(جوابی حلف نامہ)

در جواب

(سہ حلفی سوالنامہ)

تاج المبلغین، مولانا تاج الدین صاحب حیدری

مؤسس دار التبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ چھاؤنی (پنجاب)

ترتیب و پیشکش:

سید وزیر حسین شاہ کاظمی۔ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کراچی

(منشی فاضل۔ ایم اے۔ ایل ایل بی)

Presented by: https://jafrilibrary.org